جواہرات جڑے ہوئے تھے، یہاں تک کہ جواہرات کی کثرت کی وجہ سے اس کا رنگ نہ نظر آتا تھا، اور وشل کو پچاس ہزار درہم بھی نفیس گھوڑے خریدنے کے لئے دیئے تھے۔

الغرض الشیخ سعید وشل کے ساتھ روانہ ہوئے، اور ان دونوں نے متفقہ طور پر جو مال ان دو حضرات کے پاس تھا، اس کا تجارتی مال خریدا۔ جب یہ دونوں جزیرہ سقطر پہونچے، تو ان پر بحری قزاقوں نے ڈاکہ مارا۔ دونوں میں سخت مقابلہ ہوا، اور دونوں جانب کے بہت سے آدمی کام آئے، چونکہ وشل تیر انداز تھے، اس لئے بہت سے ڈاکو قتل ہوئے۔ پھر ڈاکو ان پر غالب آ گئے، اور وشل کو ایسا کاری طور پر زخمی کیا کہ جانبر نہ ہو سکے، جو کچھ پاس تھا سب چھین لیا، صرف سواری مع اس کے آلات اور زادِ راہ کے چھوڑ دی، آخر کار سب عدن پہونچے اور یہیں وشل نے انتقال کیا۔

ان قزاقوں کا یہ اصول ہے کہ جب تک دوسرا ان پر قاتلانہ حملہ نہ کرے، نہ کسی کو قتل کرتے ہیں اور نہ اسے غرق کرتے ہیں، بلکہ صرف مال لے کر اسے مع اس کی سواری کے چھوڑ دیتے ہیں، اور غلاموں پر بھی ہاتھ نہیں ڈالتے، کیونکہ یہ بھی ان کی جنس میں سے ہوتے ہیں۔

## خلیفہ عباسی سے شہنشاہ ہند، تغلق کی عقیدت و محبت کی کیفیت

الحاج سعید نے بادشاہ سے یہ بھی سنا تھا کہ اس کا ارادہ ہے کہ اپنے شہر میں دعوت عباسیہ[۱] کا اظہار کرے جیسا کہ اس سے قبل شاہان ہند[۲] مثلاً سلطان شمس الدین[۳] لمش[۴] اس کے بیٹے ناصر الدین سلطان جلال الدین فیروز شاہ[۵] اور سلطان غیاث الدین بلبن[۶] نے کیا تھا۔ اور بغداد سے ان کے پاس خلعتیں آئی تھی۔ جب وشل نے انتقال کیا تو سعید مصر میں الخلیفہ ابی العباس بن الخلیفہ ابی الربیع سلیمان العباسی[۷]

---

۱ تغلق کی انتہائی مذہبیت کا یہ بہت بڑا ثبوت ہے، ورنہ اس کی ضرورت نہ تھی۔ (رئیس احمد جعفری)

۲ بادشاہ ہند۔

۳ التمش

۴ عادل حکمران نہایت عابد و زاہد۔ (رئیس احمد جعفری)

۵ بہت اچھا فرماں روا تھا۔

۶ خلافت عباسیہ بغداد کی تباہی کے بعد مصر میں پناہ گزیں تھی، جس کے پاس نہ فوج تھی، نہ خزانہ لیکن تغلق کی عقیدت غیر متزلزل تھی۔ (رئیس احمد جعفری)

کے پاس تشریف لے گئے۔ خلیفہ نے اپنے دست خاص سے بلاد ہندا میں شیخ سعید کی نیابت کا پروانہ لکھا۔ شیخ سعید نے خط لیا۔ اور یمن تشریف لے گئے، وہاں جاکر تین سیاہ خلعتیں خریدیں اور جہاز پر سوار ہوکر ہند روانہ ہوئے۔ جب کھنبایت[1] پہونچے۔ جو دارالسلطنت دہلی سے چالیس منزل کی مسافت پر ہے، تو وہاں کے خبر رساں نے بادشاہ کے دربار میں سعید کی تشریف آوری کی اطلاع بھیجی، اور یہ بھی تحریر کیا کہ ان کے پاس خلیفہ کا فرمان ہے چنانچہ بادشاہ ہند تغلق کی طرف سے حکم صادر ہوا کہ ان کو احترام کے ساتھ دربار میں روانہ کرو۔ جب یہ دارالسلطنت کے قریب پہونچے تو امراء، قضاۃ اور فقہا کو آپ کی پیشوائی کے لئے بھیجا، پھر بادشاہ بہ نفس نفیس پیشوائی کے لئے تشریف لے گئے، چنانچہ جاکر الشیخ کا استقبال اور ان سے معانقہ کیا۔ انہوں نے جو پروانہ لائے تھے، پیش کیا شاہ نے اسے بوسہ دیا، اور اپنے سر پر رکھا۔ اور جس صندوق میں خلعتیں رکھی تھیں، انہیں میں رکھ دیا، اور صندوق کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر کئی قدم چلا، اور ان خلعتوں میں سے ایک خلعت نکال کر زیب تن کی۔ اور دوسری خلعت امیر غیاث الدین محمد بن عبدالقادر بن یوسف بن عبدالعزیز الخلیفہ المستنصر العباسی[2] کو پہنائی، جو بادشاہ ہند کے پاس مقیم تھا۔ ان کا عنقریب ذکر آئے گا۔ تیسری خلعت میر قبولہ المقلب بالملک الکبیر کو پہنائی۔ یہ بادشاہ کے پیچھے کھڑا ہوکر چنور ہلایا کرتا تھا۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا تو الشیخ سعید اور آپ کے ہمراہیوں کو خلعتیں پہنائی گئیں، اور آپ کو ہاتھی پر سوار کرا دیا، اور اسی طرح شہر میں داخل کیا۔ سلطان گھوڑے پر سوار آپ کے آگے تھا، اور آپ کے دائیں اور بائیں دو امراء تھے، جنہوں نے عباسیہ خلعتیں پہنی تھیں، طرح طرح سے شہر سجایا گیا تھا۔ لکڑی کے گیارہ قبے بنائے گئے تھے۔ ان میں ہر قبہ چار منزلوں کا تھا، ہر درجہ پر گویئے مرد اور عورتیں، اور رقاصائیں تھیں۔ یہ سب بادشاہ کے ملازم تھے، اور قبہ زردوزی کے کپڑوں سے اوپر سے نیچے تک اور اندر سے باہر تک سجا ہوا تھا، ہر قبہ میں بھینسوں کے چمڑے کے تین تین حوض بنے ہوئے تھے، جن میں عرق گلاب ملا ہوا پانی بھرا ہوا تھا، بر آنے

---

[1] بمبئی کے قریب ایک ساحلی ریاست جس کا فرمانروا مسلمان تھا۔ اور جسے اب حکومت ہند نے ختم کر دیا
(رئیس احمد جعفری)

[2] اسے تغلق نے شاہانہ خدم وحشم کے ساتھ مدت مدید تک اپنا مہمان رکھا۔ محض اس لئے کہ خاندان خلافت سے اسے نسبت ہے۔ (رئیس احمد جعفری)

جانے والے کو اجازت تھی کہ بلا روک ٹوک پئے اور جوان ہیں سے پیتا تھا۔ اسے نہایت اعلیٰ مصالحہ دار پندرہ گلوریاں ملتی تھیں، ان کے کھانے سے چہرہ پر تازگی اور ہونٹوں میں سُرخی پیدا ہوتی تھی، اور صفرا نیست و نابود ہو جاتا تھا۔ اور جو کھانا کھایا ہوتا تھا۔ ہضم ہو جاتا تھا۔

## مکہ معظمہ کے ایک فریبی مجاور کی شہنشاہ کے دربار میں منزلت و اکرام

جب الشیخ سعید ہاتھی پر سوار ہوتے تو ریشمی کپڑے شہر کے دروازہ سے لے کر محل سلطان تک بچھائے جاتے تھے، شیخ جس مکان میں اتارے گئے تھے وہ بادشاہ کے رہنے کے محل سے بہت قریب تھا۔ شیخ کے لئے بادشاہ بہت سامان بھجوایا کرتا۔ اور وہ تمام کپڑے جو قبوں میں لٹکائے اور بچھائے جاتے تھے، اہل عرب اور اہل صناعات اور خدام احواض وغیرہ لے لیتے، وہ سلطان کے توشہ خانے میں واپس نہ جاتے، یہی اسوقت بھی ہوتا تھا جب بادشاہ سفر سے تشریف لایا کرتے تھے،

## خلیفہ کے دربار میں تغلق کا قاصد اور گراں بہا تحفے

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ خلیفہ کا فرمان ہر جمعہ کو دونوں خطبوں کے مابین پڑھا جایا کرے، شیخ سعید کا ایک ماہ قیام رہا۔ پھر بادشاہ نے ان کے ہاتھ خلیفہ کو تحفے بھیجے، جب آپ کھنبایت تک پہنچے تو وہاں کچھ قیام کیا۔ یہاں تک کہ دریائی سفر کا سامان تیار ہو گیا۔

تغلق نے اپنے یہاں سے بھی ایک قاصد خلیفہ کے پاس بھیجا تھا، یہ شیوخ صوفیہ میں سے الشیخ رجب البرقعی باشندۂ شہر قرم تھے، جو صحرا قبجق میں سے ہے، اور آپ کے ہاتھ خلیفہ کے لئے بہت سے ہدیے بھی بھیجے تھے، جن میں سے ایک سنگ یاقوت تھا۔ اس کی پچاس ہزار دینار قیمت تھی، اور بایں مضمون ایک تحریر بھیجی تھی کہ اپنی طرف سے بلاد ہند اور سندھ میں کوئی نائب مقرر کر کے بھیجدیجئے یا نائب کے سوا کوئی ایسا شخص بھیج دیجئے، جو اس منصب کا حامل ہو مقصود یہ تھا کہ خلافت کے معاملے میں میرا آپ سے اعتقاد اور نیک نیت ہے، [1]

شیخ رجب کا ایک بھائی دربار مصر میں تھا، جسے الامیر سیف الدین الکاشف کہتے تھے۔ جب

---

[1] یہ حسن اعتقاد کی انتہا ہے، ورنہ وہ خلیفہ جو خود بے بس تھا۔ اس کا کیا بگاڑ سکتا تھا؟ اور نہ وہ خود ہی ہندوستان تک اپنا اقتدار وسیع کرنے کا متمنی تھا۔ (رئیس احمد جعفری)

جب رجب خلیفہ کے پاس پہنچا تو اس نے شاہ ہند کی تحریر پڑھنے کی اجازت دی، نہ ہدایا قبول کیئے۔ اور یہ شرط کی کہ الملک الصالح اسمٰعیل بن الملک الناصر کی موجودگی میں یہ ساری باتیں عمل میں لائی جائیں اس پر سیف الدین علی نے اپنے بھائی رجب سے کہا کہ یہ پتھر بیچ دیجئے۔ انہوں نے فروخت کر ڈالا اور اس کی قیمت تین لاکھ درہم ملی جس سے چار پتھر اور خرید لیئے، اور ملک الناصر کے حضور میں حاضر ہوا بادشاہ ہند کی تحریر اور ان پتھروں میں سے ایک پتھر پیش کیا، اور باقی پتھر الملک کے امراء کو دیدیئے، اور سب کا اس امر پر اتفاق ہوا۔ کہ الملک ہند کو پروانہ نیابت دے دیا جائے، خلیفہ کے حضور میں گواہ پیش کیئے، اور اس نے بہ نفس نفیس اس امر کو موکد کیا کہ میں نے اپنی طرف سے بلاد ہند پر اسے مقرر کر دیا ہے، اور ملک الصالح مذکور نے اپنے دربار کے ایک قاصد یعنی مصر کے شیخ الشیوخ رکن الدین العجمی اور آپ کی معیت میں شیخ رجب اور صوفیہ میں سے ایک جماعت کو بھیج دیا، اور بحر فارس میں ابلہ سے ہرمز تک سفر کرتے رہے، اس زمانہ میں یہاں کا بادشاہ قطب الدین تمتن طوران شاہ تھا۔ اس نے ان کا بہت اعزاز کیا۔ اور سفر ہند کا بندوبست کر دیا، چنانچہ یہ شہر کھنبایت پہنچ گئے، اس زمانہ میں شیخ سعید یہیں تھے، اور یہاں کا امیر مقبول التلنگی بادشاہ ہند کے خواص میں سے تھا، شیخ رجب اس امیر سے ملے، اور اس کے گوش گذار کیا کہ شیخ سعید نے آکر آپ کو دھوکا دیا، اور جو خلعتیں اس نے پیش کی تھیں، وہ عدن کی خریدی ہوئی تھیں، اس لیئے مناسب ہے، کہ اسے گرفتار کر کے خوند عالم کے پاس یعنی سلطان کے پاس بھیج دو۔ اس پر امیر نے کہا کہ بادشاہ کے نزدیک شیخ سعید کی بڑی عظمت ہے اس کے ساتھ یہ برتاؤ نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ میں اسے آپ کے ساتھ روانہ کر دوں، پھر سلطان کو اختیار ہے، جیسا مناسب سمجھے کرے، اور یہ سارا حال امیر مذکور نے بادشاہ کو تحریر کر دیا۔ اور اخبار نویس نے بھی کل کیفیت لکھ بھیجی۔ اس سے بادشاہ کے دل میں بڑا تغیر پیدا ہوا وہ شیخ رجب سے ناراض ہوا، کیونکہ انہوں نے سارا واقعہ سب کے سامنے بیان کر دیا تھا۔ اب سلطان شیخ سعید کی اور بھی عظمت کرنے لگا، اور رجب کو آنے سے روک دیا، اور شیخ سعید کا اعزاز و اکرام اور زیادہ کر دیا۔ اور جب شیخ الشیوخ بادشاہ کے حضور میں تشریف لائے تو بادشاہ نے اٹھ کر آپ کی تعظیم کی، اور آپ سے معانقہ کیا، اور جب بھی شیخ الشیوخ تشریف لے جاتے تو وہ تعظیماً آپ کے لیے کھڑا ہو جایا کرتا تھا، شیخ سعید ہندوستان میں نہایت عزت و احترام سے رہے، اور میں نے آپ کو ۷۴۸ھ (مطابق ۱۳۴۷ء) میں یہیں چھوڑا تھا۔

جس زمانہ میں مکہ میں میرا قیام تھا تو وہاں ایک شخص حسن المغربی المجنون تھا۔ اس کی شان

نہایت عجیب تھی۔ اور اس سے عجیب عجیب باتیں سرزد ہوا کرتی تھیں، یہ اس سے پہلے صحیح العقل اور ولی اللہ تعالٰے نجم الدین الاصفہانی کا خادم تھا۔

## خانہ کعبہ میں شافعی، مالکی، حنبلی، اور حنفی مسلک کے لئے الگ الگ مصلے

باشندگان مکہ کا دستور یہ ہے کہ پہلے امام شافعیہ نماز پڑھتا ہے، اور بادشاہ کی جانب سے یہی مقدم ہے، اس کی نماز مقام ابراہیمؑ کے پیچھے ایک نہایت خوبصورت حطیم یا کٹھرہ میں ہوتی ہے، مکہ کے اکثر لوگ اسی مذہب پر ہیں، کٹھرہ دو جڑی ہوئی سیڑھی کے مشابہ لکڑیاں ہیں جن کے مابین ایک گز کا فاصلہ ہے، اور اسی طرح ان کے مقابل دو لکھڑیاں اور ہیں، یہ چاروں لکڑیاں گچکاری کے چار پاؤں پر جمی ہوئی ہیں، سب سے اوپر کی لکڑی پر ایک اور بینڈی لکڑی لگی ہے، اس میں لوہے کے آنکڑے لگے ہیں، جن میں شیشے کی قندیلیں لٹکائی جاتی ہیں، جب امام شافعی نماز سے فارغ ہو جاتا ہے، تو امام مالکیہ اس محراب میں نماز پڑھتا ہے، جو الرکن الیمانی کے سامنے اس کے مقابل واقع ہے، ———

پھر حنفی امام میزاب کے سامنے اس حطیم کے نیچے نماز پڑھتا ہے،

——— جو اس کے لئے بنا ہے، ان اماموں کے سامنے ان کی محرابوں میں شمع رکھی جاتی ہے، یہ تو ان کی چار نمازوں کی ترتیب تھی، رہی مغرب کی نماز سو یہ ہر امام اپنے مقتدیوں کے ساتھ ایک ہی وقت میں پڑھتا ہے، اس وجہ سے مقتدیوں میں سہو اور تخلیط واقع ہو جاتی ہے، یعنی اکثر مالکی شافعی مقتدیوں کے ساتھ رکوع میں چلے جاتے ہیں۔ [1]

## خطیب کے برآمد ہونے کی شان، اس کا باوقار انداز اور عوائد و رسوم

جمعہ کے دن منبر مبارک دیوار کعبہ کے اس حصہ سے ملا کر رکھا جاتا ہے جو حجر اسود اور رکن عراقی کے درمیان ہے، اور خطیب کا رخ مقام ابراہیم کی طرف ہوتا ہے، جب خطیب نکلتا، اور آگے آتا ہے، تو سیاہ لباس میں ملبوس ہوتا ہے اور سر پر سیاہ عمامہ ہوتا ہے، اور اس پر ایک سیاہ رنگ کا جبہ ہوتا ہے، یہ سارا لباس الملک الناصر کی طرف سے ملتا ہے، اس پر نہایت وقار

---

[1] سلطان ابن سعود کے زمانہ سے یہ رسم ختم ہو گئی ہے، اب ایک ہی مصلا ہے، اور ایک ہی امام (حنبلی) نماز پڑھاتا ہے۔ (رئیس احمد جعفری)

اور متانت طاری ہوتی ہے اور نہایت آہستہ آہستہ دو سیاہ جھنڈیوں کے درمیان چلتا ہے جنہیں مؤذنوں میں سے دو آدمی لئے ہوتے۔ اس کے آگے ایک مؤدب چلتا ہے، جس کے ہاتھ میں ڈنڈا ہوتا ہے، جس کے ایک سرے پر باریک بنا ہوا چمڑا لگا ہوتا ہے، اسے یہ جھٹکا رتا ہے، جس سے آواز بلند ہوتی ہے، جو حرم کے اندر اور باہر سب کو سنائی دیتی ہے، تاکہ لوگوں کو خطیب کے نکلنے کا علم ہو جائے، مؤدب کا برابر یہ فعل جاری رہتا ہے، حتیٰ کہ امام منبر کے قریب پہنچ جاتا ہے، پہلے حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرتا ہے، پھر منبر کی طرف جاتا ہے، اور مؤذن الزمزمی جو تمام مؤذنوں کا سردار ہے، سیاہ لباس میں ملبوس اس کے سامنے رہتا ہے، اور کندھے پر تلوار رکھے ہوتا ہے، جس کا قبضہ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور دونوں جھنڈیاں منبر کے دونوں طرف نصب کر دی جاتی ہیں، جب یہ منبر کے درجوں میں سے پہلے درجہ پر چڑھتا ہے تو مؤذن مذکور وہ تلوار اسے دے دیتا ہے، یہ پہلے درجہ پر اس قدر زور سے اسکی نوک مارتا ہے کہ آواز سب کے کانوں تک پہنچ جاتی ہے، پھر دوسرے درجے اور تیسرے درجہ پر اسی طرح ہوتا ہے، جب سب سے بلند درجہ پر پہنچتا ہے تو چوتھی مرتبہ نوک مارتا ہے، اور قبلہ رخ ٹھہر کر آہستہ آہستہ دعا مانگتا ہے، پھر لوگوں کی طرف رخ کر کے داہنے بائیں سلام کرتا ہے، لوگ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں، پھر بیٹھ جاتا ہے، تو سارے مؤذن زمزم کے قبہ کے اوپر ایک ہی وقت میں اذان دیتے ہیں، جب اذان ہو چکتی ہے، تو خطیب خطبہ پڑھتا ہے، اور اس میں نبی صلعم پر درود کی کثرت کرتا ہے، اور اسی اثنا میں کہتا ہے۔

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد ما طاف بھذا البیت طائف — خدایا محمدؐ اور آل محمدؐ پر جب تک کوئی طواف کرنیوالا اس گھر کا طواف کرتا رہے رحمت بھیجا کر۔

اور اپنی انگلی سے بیت کعبہ کی طرف اشارہ کرتا ہے، اور

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد ما وقف بعرفۃ واقف — اے اللہ محمدؐ اور آل محمدؐ پر اسوقت تک رحمت نازل کرتا رہ جبتک کوئی وقوف کرنے والا عرفات میں وقفہ کرے۔

اور خلفائے اربعہ تمام اصحاب آنحضرتؐ کے دونوں چچا۔ آپ کے دونوں نواسوں۔ ان کی ماں اور ان کی نانی خدیجہ سب پر ترضیہ اور سلام جیسا موقع ہوا کرتا ہے، پھر الملک الناصر پھر السلطان المجاہد نور الدین علی بن ملک المؤید داؤد بن ملک المظفر یوسف بن علی بن رسول پھر السید بن الشریفین الحسنیین ہر دو امیر مکہ سیف الدین عطیفہ کا جو دونوں بھائیوں میں

سے چھوٹے ہیں، ان کے عدل کی وجہ سے نام مقدم کرتا ہے، پھر اسد الدین رمیثہ کا نام لیتا ہے، یہ دونوں ابی نمی سعد بن علی بن قتادہ کے بیٹے ہیں، ان سب کے لئے دعا کرتا ہے، ایک مرتبہ سلطان عراق کے لئے بھی دعا کی تھی، لیکن پھر موقوف کر دی، جب خطبہ سے فارغ ہوتا ہے تو نماز پڑھتا ہے، اور بعد فراغ اسی طرح واپس ہوتا ہے کہ داہنے اور بائیں دونوں جھنڈیاں ہوتی ہیں، اور ڈنڈا سامنے ہوتا ہے جس سے نماز ہو چکنے کی اطلاع مقصود ہوتی ہے، پھر منبر اپنی جگہ پر مقام کریم کے سامنے جا کر رکھ دیا جاتا ہے۔

## مکہ معظمہ میں ماہ مبارک رمضان کا عقیدت مندانہ استقبال

جب رمضان کا چاند دیکھا جاتا ہے، تو امیر مکہ کے یہاں نقارے اور ڈھونسے بجائے جاتے، اور مسجد حرام میں فرش بچھا کر بکثرت شمعیں اور مشعلیں روشن کر کے زیبائش کر دی جاتی ہے، جس سے تمام حرم نور اور جگمگاہٹ کا منظر بن جاتا ہے، تمام امام اپنے مقتدیوں کو لے کر جدا ہو جاتے ہیں، شافعی، حنفی، حنبلی، زیدی، مالکی کے چار قرا جمع ہوتے ہیں، جو قراءت میں نیابت کرتے ہیں، شمعیں جلائی جاتی ہیں، اور حرم میں کوئی زاویہ اور جانب باقی نہیں رہتی جس میں کوئی قاری جماعت کے ساتھ نماز میں نہ مشغول ہو۔ الغرض تمام مسجد قاریوں کی آواز سے گونج اٹھتی ہے، دل بھر آتے ہیں، حضور قلب حاصل ہو جاتا ہے، اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں، ایسے لوگ بھی ہیں، جو منفرد طریقہ پر طواف اور مسجد میں نماز ہی پڑھنے پر اختصار کرتے ہیں، تمام اماموں میں شافعی امام اس امر میں سعی بلیغ کرتے ہیں، ان کی عادت یہ ہے کہ جب تراویح ختم کرتے یعنی بیس رکعتیں پڑھ لیتے ہیں، تو ان کا امام اور مقتدی سب کے سب طواف کرنے لگتے ہیں، جب الاسبوع سے فارغ ہو جاتے ہیں، تو ڈنڈا پھٹکارا جاتا ہے، یہ نماز کی طرف عود کرنے کی علامت ہوتی ہے، پھر دو رکعتیں پڑھ کر السبوع کرتے ہیں اسی طرح سے اور بیس رکعتیں ختم کرتے ہیں، پھر شفع اور وتر پڑھتے ہیں، اور واپس ہو جاتے ہیں اور اس عادت پر کچھ زیادتی نہیں کرتے۔

جب سحری کا وقت آتا ہے، تو المؤذن الزمزمی سحر کا اس صومعہ میں اہتمام کرتا ہے، جو الحرام کے الرکن الشرقی میں ہے، کھڑے ہو کر آواز دیتا ہے، اور سحری کرنے کی یاد دلاتا ہے، اور تاکید کرتا ہے، اسی طرح تمام صوامع میں مؤذن کرتے ہیں، جب ان میں سے کوئی بولتا ہے، تو اس

کے جواب میں اس کا دوسرا ساتھی بولتا ہے، ہر صومعہ کے اوپر ایک لکڑی نصب کی جاتی ہے اور اس کے اوپر ایک اور بینڈی لکڑی لگاتے ہیں، اس میں دو بڑی بڑی شیشے کی قندیلیں روشن ہوتی ہیں۔ جب فجر کا وقت قریب ہو جاتا ہے، اور قطع سحر کا اعلان کر دیا جاتا ہے، تو یکے بعد دیگرے دونوں قندیلیں گرا دی جاتی ہیں، اور موذن اذان دینا شروع کر دیتے ہیں، اور ایک دوسرے کا جواب دینے لگتا ہے، مکہ کے مکانات چھت دار ہیں، جن کے مکانات اس قدر دور ہیں، کہ اذان نہیں سن سکتے تو وہ قنادیل مذکور کو جب تک نظر آتی رہتی ہیں، دیکھ کر سحری کرتے رہتے ہیں، اور جب نظر آنا بند ہو جاتی ہیں، تو کھانا بند کر دیتے ہیں۔

رمضان کی دس آخر راتوں میں سے ہر طاق رات میں قرآن ختم کرتے ہیں، اس ختم میں قاضی فقہا اور بڑے لوگ حاضر رہتے ہیں، اور ان کے ساتھ ختم قرآن کرنیوالا اہل مکہ کے بڑے لوگوں میں سے کسی کا لڑکا ہوتا ہے، جب ختم کر چکتا ہے، تو اس کے لئے منبر ریشم سے سجا ہوا رکھتے ہیں، اور شمعیں جلاتے ہیں، یہ خطبہ پڑھتا ہے، اور جب اس سے فارغ ہوتا ہے تو اس شخص کا باپ اپنے گھر میں لوگوں کو بلا کر لے جاتا ہے، اور انہیں خوب کھانا اور میٹھی چیزیں کھلاتا ہے اس طرح تمام طاق راتوں میں عملدرآمد کرتے رہتے ہیں، اسی طرح ستائیسویں رات کو عمل درآمد ہوتا ہے، جس میں کل راتوں سے زائد اہتمام عمل میں لاتے ہیں، المقام الکریم کے پیچھے قرآن کا ختم کرتے ہیں، اور حطیم الشافعیہ کے مقابل بڑی بڑی بلیاں کھڑی کرتے ہیں، جن کا سلسلہ حطیم تک پہونچ جاتا ہے، ان کے درمیان لمبی لمبی لوحیں لٹکاتے ہیں، جن کے تین درجے بنائے جاتے ہیں، ان پر شمعیں اور شیشہ کی قندیلیں روشن کرتے ہیں، جن کی شعاعوں سے آنکھیں چکا چوندھ ہو جاتی ہیں، امام آگے بڑھ کر آخری عشا کا فریضہ ادا کرتا ہے، اور پھر سورۃ القدر پڑھنا شروع کرتا ہے، شب گذشتہ میں جتنے امام ہوتے ہیں، سب کی انتہائی قراءت سورۃ القدر تک ہی ہوتی ہے، اس وقت کل امام مقام ابراہیمیؑ میں ختم کیوجہ سے تعظیماً تراویح نہیں پڑھتے۔ بلکہ اسی جگہ تبرکاً حاضر رہتے ہیں، امام دو سلاموں میں ختم کرتا ہے پھر مقام کی طرف رخ کر کے خطیب کھڑا ہوتا ہے، جب اس سے فارغ ہو جاتا ہے، تو تمام امام اپنی نمازوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں، اور یہ مجمع ٹوٹ جاتا ہے۔

---

پھر انتیسویں شب کو المقام المالکی میں بظاہر ایک مختصر سا لیکن باوقار اور شاندار مجمع ہوتا ہے۔ اس میں بھی ختم کرتے ہیں، اور پھر خطبہ پڑھا جاتا ہے۔

# ماہ مبارک شوال کا اہتمام و انصرام باشندگان مکہ کی طرف سے

ماہ شوال کہ حج کے مہینوں کا آغاز ہے، اس کی چاند رات کو مشعلیں جلاتے ہیں، اور دھوم دھام سے چراغاں کیا کرتے ہیں، کل اطراف کے صوامع میں چراغاں کرتے ہیں، اور کل سطح حرم اور مسجد میں روشنی کرتے ہیں، جو ابی قبیس کے اوپر ہے اس شب کو تمام موذن اور دوسرے لوگ تہلیل و تکبیر اور تسبیح طواف نماز اور ذکر و دعا میں مشغول رہتے ہیں، جب صبح کو نماز سے فارغ ہوتے ہیں، تو عید کے شایان لباس میں ملبوس ہوتے ہیں، اور حرم شریف میں اپنی اپنی جگہ لینے کے لئے سبقت کرتے ہیں، اور وہیں نماز عید پڑھتے ہیں، کیونکہ اس سے افضل اور کوئی مقام نہیں ہے سب سے پہلے صبح کے وقت مسجد شیبیؓ میں پہنچ جاتے ہیں، اور کعبۃ المقدس کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ ان میں سے جو سب سے بڑا ہوتا ہے،

---

لہ تاریخ کا نادر، حیرت انگیز، اور ناقابل فراموش واقعہ، !

آنحضرتؐ کو جب کفار مکہ تکلیف اور اذیت دیتے تھے، اس میں اس خاندان کا سربراہ بھی تھا، وہ بھی دعوت اسلام کا بدترین مخالف، اور داعی اسلام کا بدترین دشمن تھا، یہ خانہ کعبہ کا کلید بردار بھی تھا۔

ایک دن آنحضرتؐ تشریف لائے، اور آپ نے اس سے کہا ؟

"کعبہ کا دروازہ کھول دو، !"

اس نے انکار کر دیا، آپؐ نے فرمایا :۔

"ایک دن یہ کنجی میرے قبضہ میں ہو گی، اور میں جسے چاہوں گا۔ دوں گا۔

اس نے زہر خند کرتے ہوئے کہا۔

"کیا اس دن جوانان عرب مر چکے ہوں گے،" ؟

بات ختم ہو گئی، !

مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں سے تنگ آکر آپؐ نے ہجرت کی، اور مکہ سے مدینہ چلے گئے۔ پھر وہ دن آیا صاحب یہ فاتح کی حیثیت سے آپؐ کا گو کعبہ اجلال مکہ میں داخل ہوا، ہے۔

فتح مکہ کا دن، !

آپؐ خانہ کعبہ میں پہنچے، اس وقت کا آنے والا وہ نہیں تھا۔ جو مجبور ہو کر ہجرت کر گیا تھا، اب وہ فاتح تھا، (باقی صفحہ ۱۸۲ پر)

وہ اس کے آستانہ مبارک پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور باقی کل اس کے سامنے بیٹھتے ہیں یہاں تک کہ امیر مکہ آتا ہے۔ اور وہ سب اس سے ملاقات کرتے ہیں، یہ خانہ کعبہ کے سات طواف کرتا ہے اور المؤذن الزمزمی قبہ زمزم کی چھت پر حسب معمول بلند آواز سے اس کی اور اس کے بھائی کی ثنا اور ان کے لئے دعا کرتا ہے پھر اسی طرح خطیب دو سیاہ جھنڈیوں کے درمیان آتا ہے۔ اور المقام الکریم کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ پھر منبر پر چڑھ کر بلیغ خطبہ پڑھتا ہے۔ جب اس سے فارغ ہو جاتا ہے تو ایک دوسرے سے سلام اور معانقہ اور استغفار کرتا ہے۔ پھر سب کعبہ کا ارادہ کرتے ہیں۔ اور اس میں جوق در جوق داخل ہوتے ہیں، بعد ازاں باب المعلی کی قبرستان میں تبرکاً کہ صحابہ اور صدور سلف جو وہاں مدفون ہیں، اُن کی زیارت کو جاتے ہیں، اور پھر واپس ہو جاتے ہیں۔

ذی قعدہ کی ستائیسویں تاریخ کو کعبہ شریف کے پردے ڈیڑھ قد آدم کے برابر کر دیئے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کے ہاتھوں سے محفوظ رہیں۔ کہ ان میں سے کہیں کچھ نہ لے لے، اسے لوگ احرام کعبہ کہتے ہیں، یہ دن حرم شریف میں حاضری کا ہوتا ہے، اس دن کے بعد مدت وقوف عرصہ گذر جاتے تک کسی دن کعبہ نہیں کھولا جاتا۔

---

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ ۱۸۱ کا) کشور کشا تھا، سارے مکہ کی قسمت اسکے ہاتھ میں تھی، جبکہ باشندگان مکہ کی زندگی اور موت کا وہ مالک تھا، شیبی آپؐ کو دیکھتے ہی خانہ کعبہ کی کنجی لینے اندر گیا، بیوی سے نکالنے میں دیر ہوئی تو اس سے الجھ پڑا، آخر کنجی لے کر باہر آیا، اور آپؐ کے سامنے پیش کر دی۔

آپؐ نے فرمایا:۔

الیوم یوم البر والاحسان، "آج نیکی اور حسن سلوک کا دن ہے"!

پھر ارشاد فرمایا:۔

"یہ کنجی تم اپنے پاس رکھو، اور جو یہ کنجی تم سے یا تمہارے خاندان سے لے گا، وہ ظالم ہوگا!"

وہ دن ہے، اور آج کا دن ملت اسلامیہ میں ایک سے ایک شقی، جابر، سفاک خوں آشام حاکم اور فرمانروا آئے، لیکن،۔

"لیکن کلید کعبہ، اب تک اسی خاندان میں ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم"

(رئیس احمد جعفری)

## سلطان مصر کی بیوی لڑکی داماد، ارغون اور مصری قافلہ کا مشاہدہ

پہلے پہل میرا وقفہ پنج شنبہ ۲۶ھ (مطابق ۱۳۲۶ء) کو واقع ہوا تھا۔ اس دن مصری قافلہ کا امیر ارغون الدوادار جو الملک الناصر کا نائب تھا اسی سال الملک الناصر کی لڑکی نے بھی حج کیا تھا۔ جو ارغون کی بیوی تھی، نیز الملک الناصر کی بیوی نے بھی حج کیا تھا۔ اس کا نام خوندۃ تھا، یہ السلطان المعظم محمد اور ملک السدا اور خوارزم کی لڑکی تھی۔ اور راکرب الشامی کا امیر سیف الدین الجوبالان تھا۔ جب غروب آفتاب واقع ہوا تو ہم عشاء آخرۃ کے قریب مزدلفہ پہنچے، مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی، یہ سنت رسول اللہ کے مطابق تھا۔

## کسوت کعبہ[1] کی مصر سے آمد اور اسکے چڑھانے کی رسم اور داد و دہش

قربانی کے دن یہ قافلہ کسوت لے کر آتا ہے، یہ پہلے تو اس کی چھت پر رکھا جاتا ہے، پھر یوم قربانی تیسرے دن شیبیوں میں سے کوئی کعبہ شریف پر لٹکانے کیلئے اسے لیتا ہے، یہ لباس گہرے سیاہ رنگ کے حریر کا ہوتا ہے، درمیان میں کتان کا بھراؤ ہوتا ہے، اس کی اعلیٰ طرف میں ایک سفید تحریر کڑھی ہوتی ہے کہ "جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً الآیۃ (اللہ تعالےٰ نے کعبہ کو بیت الحرام قیام کے لئے بنایا) پھر تمام اطراف میں قرآن کی سفید کڑھی ہوئی آیتیں ہوتی ہیں سیاہی پر یہ ایسا چمکتا ہے کہ آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، اور جب پہنا دیا جاتا ہے، تو اس کے دامن لوگوں کے ہاتھوں سے محفوظ رہنے کیلئے چن دیئے جاتے ہیں۔ وہ الملک الناصر ہی ہے، جو ہر سال کعبہ کا کسوت (غلاف) بھیجتا ہے، نیز قاضی، خطیب، ائمہ مؤذنوں وفراشوں اور منتظموں کے لئے وظائف روانہ کرتا ہے، نیز حرم شریف کی دیگر ضروریات بھی مثلاً شمع اور زیت سب یہی بھیجتا ہے۔[2]

اس زمانہ میں کعبہ روزانہ عراقیوں، خراسانیوں وغیرہ کے لئے جو قافلہ عراقی کیساتھ ہوتے ہیں،

---

[1] یعنی غلاف کعبہ۔

[2] چند سال پہلے تک مصر کی یہ روش قائم رہی، مگر اب کہ حجاز میں پٹرول کا سمندر نکل آیا ہے، اور اس کا میزانیہ کروڑوں سے متجاوز ہے، یہ سارے کام خود حکومت سعودی کرتی ہے۔ (رئیس احمد جعفری)

کھولا جاتا ہے، اس عرصہ میں مجاورین وغیرہ پر بہت کچھ صدقات کرتے ہیں، یہ میری چشم دید بات ہے کہ شب کے وقت الحرام میں طواف کرتے وقت مجاوروں یا مکہ والوں میں سے جو کوئی مل جائے، تو اسے چاندی اور پارچے دیتے ہیں۔ اسی طرح زائرین کعبہ کو بھی عطا کرتے ہیں، اور جب انہیں کوئی سوتا ہوا آدمی مل جاتا ہے، تو اس کے منہ میں سونا، اور چاندی بھر دیتے ہیں، جس سے وہ بیدار ہو جاتا ہے۔ جب میں ان کے ساتھ عراق سے ۷۲۸ھ (مطابق ۱۳۲۶ء) میں مکہ آیا تو انہوں نے یہ کام بہت زیادہ کیا، اور اس قدر صدقہ دیا کہ مکہ میں سونے کا بھاؤ گر گیا، اور ایک مثقال کی قیمت اٹھارہ نقری درہم تک، بہت زیادہ سونا صدقہ کرنے کے باعث پہنچ گئی اسی سال السلطان ابی سعید ملک العراق کا منبر اور قبہ زمزم پر نام لیا گیا۔

# مکہ سے پھر مدینہ کی طرف کوچ

## قافلوں کی روانگی کا منظر عجیب حالات، حیرت انگیز واقعات

## شاہ عراق، ابوسعید کے بذل وعطا اور جود و سخا کی نادر اور شاندار کہانی

بیسویں ذی الحجہ ختم کر کے میں امیر قافلہ عراق محمد حویہم کے ساتھ جو باشندگان موصل میں سے تھا، مکہ سے روانہ ہوا۔ امارۃ الحاج کا عہدہ اسے الشیخ شہاب الدین قلندر کی وفات کے بعد ملا تھا، شہاب الدین بہت سخی اور فاضل شخص تھے، سلطان ان کی بہت حرمت کیا کرتا تھا۔ طریقہ قلندریہ کے لحاظ سے اپنی ڈاڑھی اور مونچھیں منڈایا کرتے تھے۔ جب میں مکہ سے روانہ ہوا تو آپ نے بغداد تک نصف راحلہ میرے لئے لیا، اور اس کا کرایہ بھی اپنے پاس سے ادا کیا، اور مجھے اپنے پاس اتارا اور طواف الوداع کے بعد بطن مر تک ہم عراقیوں، خراسانیوں، فارسیوں اور عجمیوں کے جم غفیر کے ساتھ نکلے یہ لاتعداد لوگوں کا مجمع تھا۔ ان سے زمین موجیں مارتی ہوئی معلوم ہوتی تھی اور دل بادل کی طرح چلتے ہوئے نظر آتے تھے، جو شخص قافلہ سے کسی ضرورت کیلئے نکلا، اور اس نے اپنی جگہ کے لئے کوئی علامت نہ مقرر کر لی، تو لوگوں کی کثرت کیوجہ سے گم ہو گیا، قافلہ میں مستحق مسافرین کے لئے بہت سے اونٹ تھے، پانی اٹھائے ہوئے زاد صدقہ کے باربردار اور ان لوگوں کیلئے دواؤں اور شربت سے لدے ہوئے جو بیمار ہو جائیں۔

جبکہ یہ قافلہ اترتا تھا۔ تو بڑی بڑی تانبے کی دیگوں میں جنہیں دسوت کہتے ہیں، کھانا پکایا جاتا تھا جن کے ساتھ زاد نہیں تھا، اس قافلہ میں ایک گروہ خالی اونٹوں کا تھا، ان میں سے کسی اونٹ پر اس شخص کو سوار کر دیتے تھے، جو چلنے سے معذور ہوتا تھا۔ یہ سب السلطان ابی سعید کے صدقات اور بخشائشوں میں سے تھا۔

اس قافلہ میں بازار بھی ساتھ تھے، جن میں ہر طرح کی چیزیں، طرح طرح کے کھانے اور پھل پھلاری ملتے تھے، قافلہ رات کے وقت چلتا تھا، قطاروں کے آگے مشعلیں روشن ہوتی تھیں، جس سے زمین سرتاپا نور بن جاتی تھی، اور رات دن کا منظر پیش کرتی تھی۔

پھر ہم بطن مر سے روانہ ہو کر مقام عسفان میں داخل ہوئے۔ پھر یہاں سے روانہ ہو کر مقام خُلیص میں پہونچے۔

پھر برابر چار دن تک چلتے رہے، اور وادی السمک میں آئے۔

بعدازاں پانچ منزلیں طے کر کے بدر میں آئے، یہ کوچ روزانہ دو مرتبہ ہوا کرتے تھے، ایک صُبح صبح کے بعد ہوتا تھا۔ اور دوسرا عشا کے بعد

پھر الصفرا میں آئے اور یہاں ایک دن آرام کیا، یہاں سے مدینہ طیبہ تین دن کی مسافت پر ہے۔

یہاں سے چل کر ہم مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے، اور دو مرتبہ زیارت رسول اللہ صلعم سے مشرف ہوئے، مدینہ شریفہ میں ہمارا چھ دن قیام رہا۔ پھر یہاں سے قافلہ کے ساتھ تین دن کی مسافت کا پانی لے کر روانہ ہوئے۔

# مشہد علی کی طرف کوچ

## زبدۃ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کے دیدار کا شوق!

مدینہ سے روانہ ہو کر تیسرے دن میں وادی العروس میں وارد ہوا، یہاں کی زمین ریتلی ہے، لیکن کچھ کھودنے سے پانی نکل آتا ہے اور شیریں ہوتا ہے۔

اس منزل سے آگے بڑھے اور نجد پہنچے۔ یہ حد نظر تک وسیع میدان ہے۔

یہاں کی موج نسیم سے تازگی اور فرحت حاصل کرنے کے بعد ہم نے چار منزلیں طے کیں، اور عسیلہ پہونچے جو پانی کا ایک گھاٹ ہے۔

بعد ازاں ایک اور آب گاہ پہ پہونچے جس کا نام النقرہ ہے، یہاں بڑے بڑے تالابوں کے بہت سے آثار پائے جاتے ہیں، جنہیں اگر بڑی بڑی جھیلوں سے تشبیہ دی جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

## زبیدہ زوجۂ خلیفہ ہارون رشید کی انسانیت دوستی کی یادگاریں

آب نقرہ سے رخصت ہونے کے بعد ہمیں ایک اور آب گاہ ملی جسے القارورۃ کہتے ہیں یہاں بڑے بڑے تالاب بنے ہوئے تھے جن میں بارش کا پانی بھرا ہوا تھا۔ یہ زبیدہ بنت جعفر رحمہا اللہ کے بنوائے ہوئے تھے، اللہ انہیں اس کار خیر کی جزا عطا فرمائے، یہ مقام سرزمین نجد کے وسط میں بہت پر فضا، خوشگوار آب وہوا، نہایت اچھی مٹی، ہر فصل میں معتدل، پھر القارورۃ سے روانہ ہو کر ہم الحاجر میں پہنچے، یہاں بھی تالاب بنے ہوئے ہیں، جب کبھی خشک ہو جایا کرتے ہیں، تو گڑھے کھود کر ان میں سے پانی نکالا جاتا ہے، یہاں سے کوچ کر کے ہم سمیرۃ میں آئے، یہ فراخ اور ہموار زمین نشیب میں واقع ہے، اس میں مکان کے مشابہ ایک قلعہ بنا ہوا ہے جس میں لوگ رہا کرتے ہیں، یہاں بہت سے کنویں ہیں جن میں سوتوں سے پانی نکلتا ہے اس سرزمین میں عرب بھیڑ بکریاں گھی اور دودھ لاتے ہیں، اور ان چیزوں کو حاجیوں کے ہاتھ کورے کپڑے کے عوض فروخت کرتے ہیں اور اس کے سوا کسی چیز کے عوض نہیں بیچتے۔ پھر ہم یہاں سے روانہ ہو کر الجبل المخروق پہونچے

یہ ایک میدان میں واقع ہے، اس کے اوپر بڑے بڑے سوراخ ہیں جن میں سے ہوا نکلا کرتی ہے پھر یہاں سے روانہ ہو کر ہم وادی الکروشش پہنچے، یہاں پانی بالکل نہیں ہے، پھر رات ہی رات کوچ کر کے صبح ہوتے ہوتے ہم حصن فید آ گئے،

## ایک خطرناک مقام، جہاں عرب گھات میں رہتے، اور چھاپہ مارتے ہیں!

یہ زمین کی فراخی میں ایک بہت بڑا قلعہ ہے، اور اس کے اطراف ایک شہر پناہ بھی ہے جس میں عربوں کی بود و باش ہے، حاجیوں کے ساتھ فروخت اور تجارت پہ زندگی بسر کرتے ہیں جب حاجی عراق سے مکہ جانے لگتے ہیں، تو جو سامان ان کے پاس زائد ہوتا ہے، یہیں چھوڑ جاتے ہیں، جب واپس آتے ہیں، تو اپنا سامان لے لیتے ہیں، یہ مکہ سے بغداد کی مسافت کے نصف پر واقع ہے اور کوفہ یہاں سے بارہ دن کی مسافت پر ہے، یہاں کے ہموار راستہ میں تالاب اور کنویں ہیں قافلہ کی عادت ہے کہ جب اس مقام میں داخل ہوتا ہے، تو نہایت ہوشیاری اور جنگ جیسی تیاری کے ساتھ داخل ہوتا ہے تاکہ یہاں عربوں کے گروہ پہ خوف طاری رہے، اور یہ لوگ لوٹ مار کے لئے طمع کے باعث دست درازی نہ کر سکیں۔ یہیں ہمارے عرب امیروں سے ملاقات ہوئی ہے، جن کا نام فیاض اور حیار تھا۔ یہ دونوں امیر مہنّی بن عیسٰے کے بیٹے ہیں۔ ان کے ساتھ بہت سے عربی گھوڑے اور پیادے تھے، جن کی تعداد احاطۂ شمار سے باہر تھی ان دونوں کی ذات سے حاجیوں اور مسافروں کی حفاظت اور امن کا خود بخود بندوبست ہو گیا۔

یہاں عرب اونٹ اور بھیڑیں بکثرت لاتے ہیں جو لوگ خرید سکتے تھے، انہوں نے خریدے بھی تھے، اور پھر مقام اجفر آ گئے یہ مقام جمیل اور ثبینہ[1] دو عاشقوں کے نام کی وجہ سے شہرت رکھتا ہے، پھر یہاں سے روانہ ہو کر ہم البیداء میں آئے، اور یہاں سے رات ہی رات چل کر زرود میں وارد ہوئے، یہ زمین کا ایک وسیع ٹکڑا ہے، جس میں روان ریگ تھی۔ اور قلعہ کی تشکل کے چھوٹے چھوٹے گھر بنے تھے، گو یہاں کنویں بکثرت تھے، لیکن ان کا پانی شیریں نہ تھا

---

[1] عشاق عرب میں جمیل کا نام غیر فانی حیثیت رکھتا ہے، اسے ایک لڑکی ثبینہ سے عشق تھا، لیکن نہایت صالح قسم کا اغانی میں خود ثبینہ کی زبانی منقول ہے کہ ہم گھنٹوں اور پہروں سنسان اور تنہا مقامات پہ بیٹھے رہتے تھے، اور باتیں کیا کرتے تھے، مگر کیا مجال جو کبھی جمیل نے کبھی کوئی ناشائستہ بات کہی ہو۔

پھر یہاں سے روانہ ہو کر ہم ثعلبیہ میں پہنچے۔

## راستہ کی منزلیں، مقامات، لوگوں کے رہن سہن کا اندازہ،

یہاں ایک اجاڑ قلعہ بھی ہے، اور اس کے سامنے ایک بڑا ہولناک تالاب اس میں سیڑھیوں سے اترتے ہیں، اور اس میں اس قدر بارش کا پانی بھرا رہتا ہے، کہ قافلہ کے لئے کافی وددانی ہوتا ہے، اس مقام پر عربوں کا بڑا زبردست اجتماع ہوتا ہے، وہ اونٹ بھیڑیں، گھی اور دودھ بیچتے ہیں۔ اس مقام سے کوفہ تین منزل کی مسافت پر ہے،

پھر ہم برکۃ المرجوم آئے یہ مقام سر راہ واقع ہے، اور یہاں ایک بہت بڑے پتھروں کا ڈھیر ہے، اس کے پاس سے جو گذرتا ہے، اس میں رجم کرتا ہے، کہتے ہیں کہ جسے رجم کرتے ہیں، یہ ایک رافضی[1] تھا، جو حج کرنیکے ارادے سے قافلہ کے ساتھ جارہا تھا، اس کے اور اتراک اہل سنت کے مابین کچھ نزاع پیدا ہوئی، صحابہ کو گالی دے بیٹھا، انہوں نے پتھروں سے مار ڈالا، یہاں عربوں کے بہت سے مکانات ہیں، یہ قافلہ کے لئے دودھ، گھی وغیرہ لایا کرتے ہیں، اور ایک بہت بڑا تالاب بھی ہے، جس کا پانی قافلہ کے لئے کافی ہوتا ہے، اسے زبیدہ رحمۃ اللہ علیہا نے بنوایا تھا، اور مکہ اور بغداد کے مابین راستہ میں جتنے تالاب حوض یا کنویں ہیں وہ سب حاکم وقت کی یادگاریں ہیں۔ اللہ اسے جزائے خیر دے، اگر اس راستہ پر اس کی عنایت نہ مبذول ہوتی تو اس پر کوئی نہ چلتا۔ پھر یہاں سے روانہ ہو کر ہم مقام مشقوق میں آئے، یہاں بھی دو تالاب تھے، جن میں شیریں پانی بھرا تھا۔ لوگوں کے پاس جو کچھ بھی پانی تھا، وہ سب یہاں پھینک دیا، اور نیا پانی بھر لیا، پھر یہاں سے روانہ ہو کر ہم مقام التناتیر پہونچے، یہاں بھی ایک پانی سے بھرا ہوا تالاب تھا۔ پھر یہاں سے راتوں رات روانہ ہو کر کچھ دن چڑھے مقام زبالہ میں پہونچے یہ ایک آباد گاؤں ہے۔ اور عرب کا ایک محل بنا ہوا ہے، پانی کے لئے دو تالاب اور بکثرت گڑھیاں بنی ہیں، یہ اس راستہ کے آب خوروں میں سے ہیں، پھر روانہ ہو کر ہمارا اور ود الهثیمین میں ہوا۔ یہاں بھی پانی کے لئے دو تالاب بنے ہوئے ہیں، پھر یہاں سے کوچ کر کے ہم اس گھاٹی

---

[1] رافضی سے مراد شیعہ نہیں ہے، بلکہ انتہا پسند قسم کے تبرے باز ہیں، تاریخوں میں شیعہ انہی لوگوں کو کہتے ہیں۔

کے قریب اترے جو "العقبۃ الشیطان" کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں دوسرے دن صعود کا اتفاق ہوا۔ اس راستہ میں ماسوا اس راستے کے کوئی راستہ نہ دشوار گذار تھا۔ اور نہ طویل۔ پھر اس راستہ کو طے کر کے ہم مقام واقصتہ میں اترے اس میں ایک بہت بڑا قصر ہے، اور بہت سے پانی کے لیئے تالاب بنے ہوئے ہیں، اور آبادی عربوں کی ہے، یہ اس راستہ کا آخری آنجور ہے، اہل کوفہ حاجیوں سے ملتے ہیں، جو آٹا۔ روٹی۔ کھجور اور پھل پھلاری لاتے ہیں، اور آپس میں لوگوں کی نہایت حسن اخلاق سے مزاج پرسی کرتے ہیں، اور دوسرے کو سلامتی کی مبارکباد دیتے ہیں، پھر مقام مذکور سے روانہ ہوکر ہمارا نزول لورنہ میں ہوا۔ یہاں بھی ایک بہت بڑا پانی کے لیئے تالاب تھا۔ پھر یہاں سے روانہ ہوکر ہم مقام المساجد میں پہنچے، یہاں تین تالاب بنے تھے، بعدازاں یہاں سے کوچ کر کے ہم مقام المنارۃ القرون میں پہونچے، یہاں میدان میں ایک بہت بلند منار بنا ہوا ہے، اور اس پر اس قدر ہرنوں کے سینگ لگے ہوئے تھے کہ گویا ان کی جھول پڑی ہوئی تھی، ان کے اطراف کوئی عمارت نہ تھی، پھر یہاں سے روانہ ہوکر مقام عذیب میں وارد ہوئے۔ یہ ایک شاداب وادی ہے، اس پر ایک عمارت اور اس کے گرد سبزہ زار میدان ہے، جس کے دیکھنے سے آنکھوں میں تراوت پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہاں سے روانہ ہوکر ہم قادسیہ گئے

## سعد ابن وقاصؓ کا فتح کیا ہوا شہر قادسیہ

یہ وہ مقام ہے، جہاں کا واقعہ قرن مشہور ہے۔ اللہ تعالے نے یہاں دین اسلام ظاہر کیا اور آگ کے پرستار مجوسیوں کو ایسا ذلیل وخوار کیا کہ پھر اس کے بعد ان کی کوئی حکومت نہ رہی، اور خدائے برتر نے ان کی ساکھ کی بیخ کنی کردی۔ اس زمانہ میں امیر المسلمین سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے، قادسیہ بہت بڑا شہر تھا[1]، جسے سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فتح کیا تھا، اب ویران ہوکر اس کی آبادی ایک بڑے گاؤں جیسی رہ گئی ہے، اس میں کھجوروں کے باغات اور ضرورت کے پانی کی نہریں ہیں، پھر ہم روانہ ہوئے اور نجف اشرف آئے

---

[1] اس شہر کی فتح تاریخ اسلام کے تابناک واقعات میں سے ہے۔

# نجف اشرف میں ورود

## مشہد علی ابن ابی طالب، روضہ مبارک دوسرے مزارات متعلقہ کوائف

نجف اشرف حضرت علی ابن ابی طالب کا مشہد ہے، یہاں ان کا مزار ہے، یہ شہر حد درجہ خوبصورت اور سخت وہموار تختہ زمین پر واقع ہے، عراق کے شہروں میں اس سے بڑھ کر کوئی شہر نہیں یہاں کی آبادی بھی بہت زیادہ ہے، اور مکانات بھی بہت مستحکم ہیں، اور بازار نہایت خوبصورت اور پاکیزہ ہیں، اس میں ہمارا دخول باب الحضرۃ سے ہوا، پہلے بقالوں کی دکانیں ملیں، پھر طباخوں، پھر نانبائیوں کی پھر پھل پھلاری کا بازار اس کے بعد عطاروں کا بازار ہے، بعد ازاں باب الحضرۃ ہے، جہاں لوگوں کا عقیدہ ہے کہ علی علیہ السلام کا مزار ہے، اس کے مقابل مدرسے اور خانقاہیں اور تکیئے آباد ہیں، ان کی عمارات نہایت اچھی ہیں، اور احاطہ کی دیواریں قاشانی ہیں، جو ہمارے ملک کے زیج کے مشابہ ہیں، لیکن اس کا رنگ زیادہ چمکدار اور نقش بہتر ہیں۔

## حضرت علی کے مزار مبارک اور دوسری قبروں کا تذکرہ

ہم باب الحضرۃ سے مدرسہ عظیمہ میں داخل ہوئے، اس بڑے مدرسہ میں شیعہ مذہب کے طلباء اور صوفیہ رہتے ہیں، اور ہر آنے والے کو تین دن تک روٹی، گوشت اور کھجوریں ملتی ہیں، اس مدرسہ سے باب القبہ میں دخول ہوتا ہے، یہاں دروازہ پر حاجب۔ نقیب اور خواجہ سرا ہوتے ہیں، جب کوئی زائر آتا ہے، تو ان میں سے ایک کھڑا ہو جاتا ہے، یا اگر کئی زائر ہوں تو سب کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر زائرین مذکور آستانہ پر ٹھہر کر ان سے با ایں الفاظ اذن لیتے ہیں برائے امیر المومنین

یہ ضعیف بندہ آپ کے حکم سے روضہ عالیہ میں داخل ہونے کی اجازت چاہتا ہے، اگر آپ اجازت دیں تو داخل ہو کر زیارت والا سے مشرف ہو، ورنہ واپس چلا جائے، گو یہ گنہگار اس لائق نہیں ہے، آپ اہل مکارم اور پردہ پوش ہیں" پھر اسے آستانہ بوسی کا حکم دیتے ہیں، آستانہ اور اس کے دونوں بازو چاندی کے ہیں، پھر زائر یا زائرین کا قبہ علیہ میں دخول ہوتا ہے، اس کے اندر طرح طرح کے حریر وغیرہ کے فرش بچھے ہوئے ہیں، اور سونے چاندی کی چھوٹی بڑی قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں۔ وسط قبہ میں ایک لکڑی سے منڈھا ہوا مربع چبوترہ ہے، اس پر سونے کے نہایت پائیداری کے ساتھ منقوش پتر چڑھے ہوئے ہیں، جن سے لکڑی کے تختے بالکل ڈھپ گئے ہیں، چبوترے کی بلندی قد آدم کے قریب ہوگی۔ اس پر تین مزار ہیں، ان میں سے ایک کے متعلق یہ خیال ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام کا مزار ہے۔ اور دوسرا نوح علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا اور تیسرا حضرت علی کا، ان کے درمیان سونے چاندی کے طشت، عرق گلاب، مشک اور انواع و اقسام کی خوشبویات سے بھرے رکھے ہیں، جن میں تبرکاً زائر اپنا ہاتھ ڈال کر اپنے منہ پر پھیرتا ہے، قبہ علیہ کا دوسرا دروازہ بھی ہے اس کی چوکھٹ بھی چاندی کی ہے، اور اس پر رنگین حریر کے پردے لٹکے ہوئے ہیں، یہ ایک مسجد کی طرف جاتا ہے، جس میں نہایت عمدہ حریر کا فرش اور اس کی دیواریں اور چھت بھی حریر کے پردوں سے ڈھکی ہوئی ہیں، مسجد کے چار دروازے اور کل چوکھٹیں چاندی کی ہیں، اور ان دروازوں پر بھی ریشم کے پردے پڑے ہوئے ہیں، شہر کے کل باشندے شیعہ ہیں، اور روضہ ہذا کی بہت سی ایسی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں، جن سے ان کو یہ ثبوت بہم پہونچا ہے کہ اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا مزار مبارک ہے،

## روضہ علیؓ کی کرامتیں، لیلۃ المحیا، بیماروں اور مریضوں کو صحت حاصل کرنیکی روایات

کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو جسے لوگ "لیلۃ المحیا" کہتے ہیں عراقین، خراسان بلاد فارس اور الروم سے ایسے مریض لائے جاتے ہیں، جن میں کھڑے ہونے تک کی طاقت نہ ہو، ان میں سے تیس یا چالیس عشاء آخر کی نماز کے بعد ضریح مقدس پر ڈال دیئے جاتے ہیں اور لوگ ان کے کھڑے ہوتے کے منتظر ہوتے ہیں، اس طرح کہ کوئی تو نماز پڑھنے میں مصروف ہو جاتا ہے، کوئی ذکر میں کوئی تلاوت میں اور کوئی روضہ کے نظارے میں کم و بیش نصف یا ثلث شب گذرنے کے بعد بھلے چنگے تندرست ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

علی ولی اللہ" کہتے ہیں، ان کے نزدیک یہ امر وہاں کا بہت بڑا فیضان تصور کیا جاتا ہے۔ میں نے یہ ثقہ لوگوں سے سنا ہے، گو شب مذکور میں مجھے کبھی حاضری کا موقع نہیں ملا، لیکن میں نے مدرسۃ الضیاف میں تین شخصوں کو دیکھا ہے، ایک روم کا باشندہ تھا۔ دوسرا اصبہان کا اور تیسرا خراسان کا یہ کمزوری کی وجہ سے کھڑے نہ ہو سکتے تھے، میں نے ان سے ان کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا کہ ہم "ربیلۃ المحیاء" سے محروم رہے اس لئے دوسرے سال اس کے آنے کے منتظر ہیں یہ ایسی رات ہے کہ اس میں مختلف بلاد سے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے، اور دس دن تک بڑا بازار لگتا ہے، نہ تو اس شہر میں کوئی حاکم فوجداری ہے، اور نہ کوتوال، سب نقیب الاشراف کے زیر حکم ہیں یہاں کے باشندے تجارت پیشہ ہیں، اور روئے زمین میں بہت دور تک سفر کرتے ہیں، سب صاحب شجاعت و کرم ہیں، ان کا ہم سفر کبھی کسی کا ظلم نہیں اٹھا سکتا۔ میں ان حضرات کی صحبت کا بہت ثناخواں ہوں، لیکن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے باب میں بہت ضرورت سے زیادہ مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ بلاد عراق وغیرہ کے بہت سے ایسے باشندے ہیں کہ ان میں سے جو کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو روضہ ہذا کے لئے نذر مانتا ہے جب اچھا ہو جاتا ہے، تو اسے پورا کرتا ہے، ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر کسی سر کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں تو سونے یا چاندی کا سر بنواتے ہیں، اور اسے روضہ پر لے آتے ہیں، اسے لے کر النقیب خزانہ میں داخل کر دیتا ہے اور ایسا ہی وہ شخص بھی کر دیتا ہے، جو ہاتھ یا پیر وغیرہ اعضا کے مرض میں مبتلا ہو۔ روضہ کا خزانہ بہت بڑا ہے، اس میں بہت زائد مال ہے، جو باوجود کثرت کے محفوظ ہے۔

## نجف اشرف کے نقیب الاشراف کا ذکر

نقیب الاشراف شاہ عراق کی طرف سے ایک سالار ہے، بادشاہ کے نزدیک اس کی بڑی وقعت اور اس کا بہت بڑا درجہ ہے، جب سفر میں جاتا ہے تو امراء کبار کی شان و شوکت کے ساتھ جاتا ہے، علم اور نقارے اس کے ساتھ ہوتے ہیں، شام اور صبح اس کے دروازے پر نوبت بجتی ہے، شہر اسی کے زیر حکم ہے، ماسوا اس کے کسی کو سیاہ سپید کا دخل نہیں، اور نہ ماسوا اس کے سلطان کی طرف سے یا کسی غیر کی طرف سے یہاں کوئی حاکم ہی ہے، میرے یہاں داخل ہونے کے زمانہ میں نظام الدین حسنی بن تاج الدین الآدی جو عراق عجم کے شہر آدہ کا رہنے والا تھا نقیب تھا۔ اس شہر کے تمام باشندے شیعہ ہیں۔ نقیب کا ایک خاندان ہے اس میں سے جب

نقیب مر جاتا ہے، تو دوسرا النقیب الاشراف مقرر کیا جاتا ہے۔ ان میں سے۔

۱ - جلال الدین ابن الفقیہ۔

۲ - قوام الدین ابن طاؤس۔

۳ - ناصر الدین مطہر الشریف الصالح شمس الدین محمد الاوھری باشندہ عراق عجم ہیں، آج کل آپ ہند میں تشریف فرما اور یہاں کے بادشاہ کے ندما کی سلک میں داخل ہیں۔

۴ - ابو عزہ بن سالم بن مہنی بن جماز بن شیحۃ الحسینی المدنی ہیں

## نو مسلم راجکمار احمد ایاز کے وسیلہ سے شہنشاہ کا لطف و کرم شیخ سعید پر،

شہر ادجا کے مالک نے ہند کے بادشاہ کو بایں مضمون ایک تحریر بھیجی کہ یہاں الشریف آیا ہے، پھر وہ دار الخلافہ دہلی کے لیے روانہ ہوا، اس امیر کا نام کشلی خان تھا۔ ان کے ہاں خان اعظم امیر الامراء کو کہتے ہیں، یہ ملتان میں رہا کرتا تھا۔ جو بلاد سندھ کا دار السلطنت ہے، اس کی بادشاہ ہند کے دربار میں بڑی عظمت تھی، اور بادشاہ مذکور اسے چچا کہا کرتا تھا، کیونکہ اس نے اس کے باپ السلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی السلطان ناصر الدین خسرو[1] شاہ کے ساتھ جنگ کے وقت مدد کی تھی، جب امیر مذکور ہند کے دار السلطنت میں پہونچا تو بادشاہ اس کے استقبال کے لئے نکلا اتفاقاً اسی دن یہاں الشریف بھی پہنچ گیا لیکن یہ امیر سے چند میل آگے اسی طرح نقارے بجاتا ہوا چلا آرہا تھا۔ گو موکب سلطان اس سے دوچار ہوا۔ لیکن اس نے کوئی توجہ اس کی طرف نہ مبذول کی، آخر نقیب مذکور خود ہی سلطان کی طرف بڑھا، اور اسے سلام کیا، اب تو سلطان نے بھی اس کی مزاج پرسی اور آنے کی وجہ دریافت کی چنانچہ اس نے وجہ بیان کر دی پھر سلطان نے موکب آگے بڑھایا اور کشلی خان سے ملاقی ہوا، اور اپنے دار الامارۃ میں واپس چلا آیا۔ لیکن نہ تو الشریف کی طرف کوئی توجہ مبذول کی، اور نہ اسے یا اس کے سوا کسی کو اتارنے کا حکم دیا۔ اس زمانہ میں سلطان کا ارادہ شہر دولت آباد جانے کا تھا۔ جسے کتکۃ یا دیوگیر بھی کہتے ہیں، یہ شہر دہلی سے چالیس دن کی مسافت پر ہے، جب سلطان سفر کرنے لگا۔ تو الشریف کے پاس پانچ سو درہم بھیجے۔ یہ مغربی سونے

---

[1] ناصر الدین خسرو خان قطب الدین خلجی کا نو مسلم اور محبوب غلام تھا۔ جو اسے دھوکہ سے قتل کر کے بادشاہ بن بیٹھا اور مرتد ہو گیا، غیاث الدین تغلق نے اس سے جنگ کی اور قتل کر کے خود بادشاہ بن گیا۔

کے حساب سے ایک سو پچیس درہم کے برابر تھے، یہ رقم جس شخص کے پاس بھیجی تھی، اس کے ذریعہ یہ کہلا بھیجا تھا کہ اس سے کہہ دینا کہ اگر اپنے بلاد واپس جانے کا ارادہ ہو تو یہ زاد راہ ہے، اور اگر ہماری معیت میں چلنا ہے، تو یہ خرچ کے لئے ہے، اور اگر دارالسلطنت میں رہنے کا ارادہ ہے تو ہماری واپسی تک اخراجات کے لئے نفقہ ہے، اس سے الشریف کو بہت غم ہوا۔ کیونکہ اس کا غالب ظن تھا کہ سلطان اسے اپنی حسب عادت جیسا اس کے مثل دوسرے لوگوں کو عطا کیا ہے، بہت کچھ عطا کرے گا۔ چنانچہ اس نے سلطان کی معیت میں سفر اختیار کیا۔ اور وزیر احمد بن ایاس[1] المدعو بخواجہ جہاں کے متعلقین کے سلسلہ میں داخل ہو گیا۔

بادشاہ نے اسے اس لقب سے ملقب کیا تھا۔ اور اسی سے مخاطب بھی کیا کرتا تھا۔ اور تمام لوگ بھی اسے اسی لقب سے مخاطب بھی کیا کرتے تھے، کیونکہ ان کی عادت ہے کہ جب بادشاہ کسی کا ایسا نام رکھ دیتا ہے، جو ملک کی طرف نسبت رکھتا ہو۔ مثلاً عماد۔ ثقہ۔ یا قطب یا کسی ایسے نام کے ساتھ جس کی جہان کی طرف نسبت ہو۔ مثلاً صدر وغیرہ تو اسی سے بادشاہ بھی اسے مخاطب کرتا ہے اور تمام لوگ بھی جو سوا اس لقب کے کسی دوسرے نام سے اسے مخاطب کرتے ہیں، مستحق سزا ہوتے ہیں،

الغرض وزیر اور الشریف کے مابین مستحکم مودت ہو گئی، چنانچہ اس کے ساتھ نہایت حسن سلوک کے ساتھ پیش آتا تھا، اور اس کی بہت زائد عزت کرتا تھا۔ اور بادشاہ کو بھی اس پر ایسا مہربان کیا کہ اس کے متعلق اس کا نہایت اچھا خیال ہو گیا۔ اور حکم دیا کہ اسے مملکت کے آباد حصہ میں دو گاؤں دیئے جائیں، اور اسے وہیں اقامت کا حکم دیا۔ وزیر نہایت ذی فضل، صاحب مروت، متصف بکارم اخلاق تھا، غربا سے بڑی محبت تھی، اور ان کے ساتھ بہت احسان کیا کرتا تھا۔ نیک کاموں میں مصروف رہتا کھانا کھلایا کرتا۔ اور تکیئے بنوایا کرتا۔ الشریف ان دونوں مواضعات میں آٹھ سال تک رہا۔ اور اس جاگیر سے بہت مال پیدا کیا۔ پھر جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن یہ امر خارج از امکان تھا۔ کیونکہ یہ سلطان کے ملازموں میں سے تھا۔ اور کسی ملازم سلطان کو بغیر اپنے آقا کی اجازت کے نکلنے کا اختیار نہ تھا۔ سلطان کو غیر ملکی لوگوں سے بڑی محبت تھی، اس لئے انہیں واپس جانے کی بہت کم اجازت دیا کرتا تھا۔

---

[1] یہ دیوگیر کا ایک راجکمار تھا۔ جو خواجہ نظام الدین اولیا کے دست حق راست پر مسلمان ہو گیا تھا۔ غیاث الدین تغلق نے اسے اپنا وزیر اعظم بنا لیا۔ اور "خواجہ جہان" کا خطاب دیا۔

آخر کار نقیب نے براہ ساحل بھاگنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اسے وہیں سے واپس کر لیا گیا۔ دارالسلطنت لایا گیا۔ پھر اس نے وزیر سے خواہش ظاہر کی کہ کسی طرح بادشاہ سے واپسی کے لئے اجازت دلوا دیجئے۔ چنانچہ وزیر نے بادشاہ کو اس معاملہ میں سمجھا بجھا کر راضی کر لیا حتیٰ کہ بادشاہ نے اسے بلاد ہند جانے کا پروانہ راہداری دے دیا۔ اور رائج الوقت دراہم کے دس ہزار دینار بھی عطا کئے، جو مغربی سونے کے حساب سے ڈھائی ہزار دینار کے برابر تھے، یہ دینار تھیلی میں لائے گئے، اور انہیں اپنے بستر کے نیچے رکھ کر سو گیا۔ کیونکہ اسے دیناروں سے بڑی محبت تھی۔ اور انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا کرتا تھا۔ نیز اس خیال سے بھی کہ مبادا اس کے ساتھیوں میں سے کوئی کچھ نہ لے لے۔ کیونکہ اس کی طبیعت میں بخالت تھی۔ ان کے اوپر لیٹنے کی وجہ سے پہلو میں درد اٹھا، اور برابر بڑھتا ہی گیا۔ اس کی وجہ سے سفر سے بھی باز رہا۔ اور بیسویں دن اس تھیلی کے ملنے کے بعد انتقال کر گیا۔ اور وصیت کی یہ مال الشریف حسن الجرانی کو دے دیا جائے۔ اس نے یہ کل مال ان شیعوں کو خیرات میں دے دیا۔ جو باشندگان عراق و حجاز دہلی میں مقیم تھے، کیونکہ اہل ہند اپنے مال کو نہ تو بیت المال سے لیتے ہیں نہ غیر ملکی لوگوں کے مال سے کوئی تعارض کرتے ہیں، اور نہ ان سے اس مال کے متعلق کوئی پوچھ گچھ کرتے ہیں، یہی حالت باشندگان سوڈان کی ہے، کہ نہ تو گورے رنگ کے لوگوں کے مال سے کچھ تعارض کرتے ہیں، اور نہ اسے لیتے ہی ہیں۔ بلکہ متوفی کے ساتھیوں میں سے جو بڑے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے پاس یہ مال امانت رکھ دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کا مستحق آجاتا ہے،

امیر المومنین علی علیہ السّلام کے مزار مبارک کی زیارت سے جب ہم فارغ ہوئے، تو قافلہ سوئے بغداد روانہ ہوگیا، لیکن میں نے بصرہ[1] کا عزم کیا۔ خوش قسمتی سے شرفا اور اعیان عرب کی رفاقت میسر آگئی۔ یہ لوگ اہل خفاجہ تھے۔ اور اسی دیار کے رہنے والے صاحب شوکت وہیبت اور بارعب وجلال لوگ تھے، ان اطراف میں اگر سفر جاری رکھا جاسکتا ہے، تو ایسے ہی لوگوں کی رفاقت میں۔ چنانچہ امیر قافلہ شامر بن دراج کے ذریعہ میں نے ایک اونٹ کرایہ پر لیا، مشہد علی علیہ السّلام سے نکل کر ہم خوانق میں وارد ہوئے۔

---

[1] بصرہ آغاز عہد اسلام میں، یعنی بہ عہد خلافت راشدہ بنا اور بسا پہلے یہ صرف ایک فوجی چھاؤنی تھی، رفتہ رفتہ ایک بہت بڑا اور وسیع شہر بن گیا، صحابہ کی ایک بڑی جماعت بھی یہاں آکر پھیل گئی، اور خود بخود تبلیغ اسلام کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ بصرہ اس اعتبار سے بھی شہرت رکھتا ہے کہ یہاں کی علمی فضا بھی بہت وسیع تھی، اور اصحاب علم و فضل کے طائفے یہاں موجود تھے۔ بنی امیہ کے عہد میں یہ شہر بار بار ہدف جور وستم بنا کیونکہ ان کی حکومت کو لوگوں نے جبرے نہ کہ دل سے قبول کیا تھا، مزید ابن ابیہ نے بھی یہاں خوب خوب ظلم توڑے۔ (رئیس احمد جعفری)

# نعمان بن منذر اور اس کے اجداد کا محل قیام اور آثار باقیہ

خوانق، نعمان بن منذر اور اس کے آباؤ اجداد کی بود و باش کا مقام۔

یہ تیغ ماء السماء کے ملوک تھے، یہاں ابھی کچھ عمارتیں اور ان کے آثار اور کچھ بقایا یا بڑے بڑے قبے ایک نہر کے کنارے وسیع میدان میں باقی ہیں۔ یہ نہر فرات سے نکلتی ہے پھر ہم یہاں سے کوچ کر کے مقام القائم الواثق میں پہنچے۔

یہاں ایک ویران گاؤں کے آثار اور ایک ویران مسجد ہے، جس کا صرف ایک مینار یا صومعہ باقی ہے، پھر یہاں سے فرات کے کنارے کنارے روانہ ہو کر مقام الغداد میں پہونچے یہ پانی کے وسط میں بانسوں کا ایک جنگل ہے، یہاں دہقانی عرب رہتے ہیں، جنہیں المعاری کہتے ہیں۔ ان کا پیشہ راہزنی اور مذہب شیعہ ہے، ہماری رفاقت سے چھوٹ کر ایک جماعت پیچھے رہ گئی، ان بیچاروں کو ایسا لوٹا کہ جوتے اور کشکولیں تک باقی نہ چھوڑیں۔ یہ اسی جنگل میں پناہ گزیں ہیں جب ان سے تعارض کیا جاتا ہے، اسی جنگل میں بھاگ کر پناہ گزیں ہو جاتے ہیں اس جنگل میں درندے بھی بکثرت ہیں، الغداد سے ہمیں تین منزلیں طے کرنی پڑیں، پھر ہم شہر واسط میں پہنچ گئے۔

---

---

[1] ملوک عرب میں نعمان بن منذر کا پایہ بہت بلند تھا۔ یہ رحم دل بھی تھا۔ اور ظالم بھی خوش خو بھی۔ اور بدنہاد بھی، سخی اور جواد بھی، ممسک اور بخیل بھی، لیکن غضب کا بہادر، بلا کا جیالا، آن پر مٹ جانے والا بات کا دھنی، قول کا پکا۔ عہد کو زندگی کے آخری سانس تک نبھانے والا

اس کے بہت سے دلچسپ، حیرت انگیز اور پر لطف واقعات کتاب الاغانی میں موجود ہیں۔ نیز دوسرے کتب محاضرات میں بھی ملتے ہیں۔

# مدینۂ واسط[۱]

## عراق کا خوش منظر، بابرکت، اور مجموعۂ خیر شہر

الغدار سے تین منزلیں طے کر کے ہم شہر واسط میں پہنچ گئے، یہ بڑی خوبیوں کا شہر ہے، باغات کی تو کوئی انتہا نہیں۔ یہاں ایسے اہل دل اور اہل اللہ موجود ہیں جن کی زیارت کرنے والا راہ خیر پر گامزن ہو جاتا ہے۔ یہاں کے بسنے والوں کو اگر خیار اہل عراق کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ انہیں علی الاطلاق اصحاب خیر و حسنات کہا جا سکتا ہے۔ یہاں کے اکثر باشندے حافظ قرآن ہیں، فن تجوید کے ماہر، اور قرأت صحیحہ میں طاق، بلاد عراق کے لوگ ان کے پاس بغرض حصول علم تجوید و قرأت آتے ہیں، اس قافلہ کے ساتھ بھی لوگوں کی ایک جماعت اسی لئے آئی کہ یہاں کے شیوخ سے علم تجوید القرآن حاصل کریں، شہر میں ایک بہت بڑا مدرسہ بھی ہے، جس میں صرف اسی لئے تین سو حجرے بنے ہیں کہ طلبا دور دراز مقامات سے قرآن کی تعلیم کے لئے آبیٹھیں۔ وہ اس بورڈنگ میں رہیں، اسے شیخ تقی الدین بن عبدالمحسن الواسطی نے تعمیر کرایا تھا، جو یہاں کے بڑے اکابر اور فقہا میں سے ہیں۔ ہر طالب علم کو سال میں ایک مرتبہ کپڑوں کے جوڑے اور روزانہ خورد و نوش وغیرہ کی ضروریات فراہم کرتے تھے، یہ خود بھی اور ان کے بھائی اور ساتھی، سب بیٹھ کر مدرسہ ہذا میں القرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ مجھے ان سے شرف

---

[۱] یہ شہر بھی عربوں کا بسایا ہوا تھا۔ اور مرکز علم و فن تھا۔ یہاں تصوف کے مختلف زاویے اور طائفے بھی تھے۔

کراچی سے چند میل کے فاصلے پر عربوں کے عہد حکومت سندھ کے آثار کھدائی سے برآمد ہوئے ہیں۔ ان میں ایک شہر بھمبور کے آثار بھی نکلے ہیں۔ جس کے بارے میں خیال ہے کہ اصل دیبل یہی تھا۔ جس کا ذکر تاریخوں میں آتا ہے۔

جسٹس الٰہی بخش خیسانی کی معیت میں مجھے یہ آثار تفصیل سے دیکھنے کا کچھ عرصہ ہوا موقع ملا تھا۔ ان آثار کے تذکرہ کا تو یہ موقع نہیں۔ لیکن وہاں ایک مسجد بھی نکلی ہے۔ جس کا نام "واسط" ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سندھ میں بس جانے والے عربوں کو بھی کتنا گہرا لگاؤ واسط سے تھا۔ (رئیس احمد جعفری)

نیاز حاصل ہے۔ انہوں نے میری دعوت بھی کی تھی، اور کھجوریں اور بہت سے دراہم بطور زاد راہ کے دیئے تھے۔

## حضرت احمد رفاعی[1] کا مزار، عرس میں شرکت فقراء طائفہ کا رقص، آگ میں کودنا، انگارے کھانا

جب ہم شہر واسط میں اترے تو ہمارا قافلہ شہر سے باہر تجارت کے لئے تین دن تک مقیم رہا۔ یہاں ہم الولی ابی العباس احمد الرفاعی کے مزار مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے، مزار مبارک ایک قریہ موسوم بہ ام عبیدۃ کے قریب ہے، جو واسط سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے میں نے شیخ تقی الدین سے عرض کیا کہ میرے ساتھ کسی کو بھیج دیجئے جو مجھے وہاں پہنچا دے، آپ نے میرے ساتھ بنی اسد کے تین عربوں کو کر دیا جو اس طرف کے رہنے والے تھے، اور سواری کے لئے ایک گھوڑا بھی دیا میں ظہر کے وقت روانہ ہوا، شب کو تو بنی اسد کے پڑاؤ میں آرام کیا، اور دوسرے دن ظہر کے وقت رواق تک پہنچا۔ یہ ایک بہت بڑی رباط ہے، جس میں ہزاروں فقراء رہتے ہیں وہاں الشیخ احمد کوچک ولی اللہ ابی العباس الرفاعی کے پوتے سے جن کی زیارت کو میں جا رہا تھا، شرف ملاقات حاصل ہوا۔ آپ بلاد روم میں رہتے ہیں، آپ اپنے دادا کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے تشریف لائے تھے، اور رواق کی شیخت بھی آپ ہی کو پہونچی تھی۔ جب نماز عصر ہو چکی، تو نقارے اور دف بجائے گئے، اور فقراء پر کیفیت وجد طاری ہوئی۔ پھر انہوں نے نماز مغرب ادا کی۔

بعد نماز دستر خوان بچھا۔ جس پہ چاول کی روٹیاں، مچھلیاں، دودھ اور کھجوریں تھیں، لوگوں نے کھانا کھایا، اور نماز عشاء سے فارغ ہوئے، اور پھر ذکر میں مشغول ہو گئے، الشیخ احمد اپنے جد مذکور کے سجادہ پر تشریف فرما ہوئے، اور گانا شروع ہوا۔ بوجھوں لکڑیاں لا کر ڈالی گئیں۔ اور ان میں آگ لگائی گئی، اور فقراء اس کے وسط میں گھس کر رقص اور وجد میں مصروف ہوئے، بعض فقراء تو آتش فروزاں میں لوٹتے تھے، اور بعض انگارے کھاتے تھے۔ حتیٰ کہ ساری آگ بجھ گئی، یہ ان کا

---

[1] ابو العباس سیدی احمد بن ابو الحسن رفاعی قدس اللہ سرہ العزیز نہایت بلند صوفی صافی، اور علماء ربیدہ بزرگ تھے ان کی کرامتوں کے بہت سے واقعات تذکروں میں ملتے ہیں۔

[2] مولانا جامی نے اپنی "نفحات الانس" میں بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔

طریقہ ہے اور یہ امورات اس طائفۃ الاحمدیہ کے مخصوصات ہیں، ان میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں، جو زندہ سانپ کو پکڑ کر دانتوں سے اس کا سر کاٹتے ہیں، حتیٰ کہ علیحدہ کر دیتے ہیں، (فرقہ حیدریہ سے متعلق مشاہدات آگے آئیں گے)

الشیخ ابی العباس الرفاعی مکی کے مزار کی زیارت سے فارغ ہو کر پھر واسطائے تو رفیقان سفر کوچ کر چکے تھے، ان سے راستہ میں جاملا، ہم سب ایک گھاٹ پر پہنچے جسے الھضیب کہتے تھے، پھر وہاں سے کوچ کر کے وادی الکریم میں اترے، وہاں پانی نہ تھا۔ پھر روانہ ہو کر ایک مقام پر پہونچے جسے الشیرب کہتے تھے، پھر وہاں سے کوچ کر کے بصرہ کے قریب اترے پھر یہاں سے کوچ کیا، اور دن چڑھے شہر بصرہ میں داخل ہو گئے!

## بصرہ کے محلے، یہاں کے باشندے، ان کے اطوار و خصائل اور عادات و صفات

بصرہ تین محلوں پر شامل ہے، ایک کا نام ہذیل ہے اس محلے کے بڑے شخص کا نام الشیخ الفاضل علاؤالدین بن الاثیر ہے، یہ شخص بڑے کریم اور فاضل لوگوں میں سے ہے میری ضیافت بھی کی تھی، اور میرے پاس کپڑے اور درہم بھی بھیجے تھے، دوسرے محلہ کا نام بنی حرام ہے، یہاں کے بڑے شخص السید الشریف مجدالدین موسیٰ الحسنی صاحب مکارم و فواضل ہیں، آپ نے بھی میری ضیافت کی تھی، اور میرے پاس کھجوریں الیسلاق اور درہم بھیجے تھے، تیسرے محلہ کا نام العجم ہے، اس کا سب بڑا شخص جمال الدین اللوکی ہے،

## مسجد امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور اس کے خصائص و محاسن عالیہ

اہل بصرہ صاحب مکارم اخلاق اور مسافروں سے انس رکھنے والے اور ان کا پورا حق ادا کرتے ہیں، خاطر و تواضع اور مسافر نوازی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے، اس لئے ان کے درمیان رہ کر مسافر بالکل نہیں گھبراتا۔ نماز جمعہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی مسجد میں جس کا ذکر کر چکا ہوں ادا کرتے ہیں، پھر وہ بند ہو جاتی ہے، سوا دوسرے جمعہ کے درمیان میں کوئی نہیں آتا۔ اس مسجد کا شمار احسن المساجد میں ہے، اس کا صحن نہایت فراخ ہے، اور فرش وادی السباع سے جو سرخ کنکریاں آتی ہیں ان سے مفروش ہے اس میں وہ قرآن رکھا ہوا ہے، جس کے پڑھتے وقت عثمانؓ قتل کئے گئے تھے، اور اس ورق میں خون کا متغیر نشان بھی ہے، جس میں اللہ بزرگ کا یہ قول ہے، فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

## بصرہ جو علم نحو اور اس کے اصول و فروع کا مرکز تھا، اب وہ نہ رہا جو پہلے تھا

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ میں مسجد علی میں نماز جمعہ میں شریک تھا جب خطیب کھڑا ہو کر خطبہ پڑھنے لگا تو خوب زور زور سے گا گا کر پڑھتا تھا، اس کی اس حرکت سے مجھے تعجب ہوا، اور اس واقعہ کا قاضی حجۃ الدین سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اب یہاں کوئی ایسا شخص نہیں باقی رہا جو کچھ بھی علم نحو سے واقفیت رکھتا ہو۔ یہ اس شخص کے لئے بڑا عبرت آموز واقعہ ہے، کیا شان ہے اشیاء میں تغیر کرنے والے اور امور میں تبدیلی کرنے والے خدا نے بے ہمتا کی۔ بصرہ کبھی تو نحو کا مرکز اور اس علم کا مقام اصول و فروع تھا۔ اور یہاں کے باشندے اس کے مسلم الثبوت امام تھے، اور اب یہاں کا خطیب جمعہ کا خطبہ بھی ٹھیک طرح سے نہیں پڑھ سکتا۔

## حضرت طلحہ، زبیر، انس بن مالک، حسن بصری، مالک بن دینار وغیرہ صحابہ و تابعین کے مزارات

ان مزارات میں ایک طلحۃ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے، آپ عشرہ بشرہ رضی اللہ عنہ کے ایک فرد ہیں [1]

یہ مزار شہر کے اندر ہے، اس پر قبہ۔ مسجد اور زاویہ بنا ہے، زاویہ میں ہر وارد و صادر کو کھانا ملتا ہے، اہل بصرہ اس مزار کی بہت تعظیم و تکریم کرتے ہیں، اور درحقیقت وہ مستحق بھی اس کا ہے۔

ان ہی مشاہد متبرکہ میں حضرت الزبیرؓ بن العوام کا مشہد مقدس ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور آپ کی پھوپھی کے صاحبزادے ہیں، رضی اللہ عنہما یہ مشہد بصرہ کے باہر ہے اس پر کوئی قبہ نہیں، ہاں ایک مسجد اور زاویہ ضرور ہے، جس میں مسافروں کو کھانا ملا کرتا ہے۔ [2]

نیز یہاں کے مشاہد مقدسہ میں حضرت حلیمہ سعدیہ کا مزار بھی ہے، آپ رسول اللہ صلعم کی دودھ پلائی یعنی رضاعی ماں تھیں۔

اس مزار کے پہلو میں آپ کے صاحبزادے اور رسول صلعم کے رضاعی بھائی کا مزار ہے،

یہاں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار مقدس بھی ہے، اس پر ایک

---

[1] عشرہ مبشرہ وہ صحابہ ہیں جنہیں دنیا میں سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔

[2] یہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلعم انہیں بہت عزیز رکھتے تھے۔

قبہ بنا ہوا ہے،

حضرت ابوبکرہؓ کے مزار پرانوار سے چھ میل کے فاصلہ پر صحابی اور خادم رسولؐ حضرت انسؓ بن مالک کا مزار مقدس ہے، اس مشہد کی زیارت کے لئے کوئی راستہ نہیں، اور درندوں کی کثرت اور آبادی نہ ہونے کے باعث بہت سے آدمیوں کا جانا مشکل ہے،

مشاہد متبرکہ میں سے الحسن بن ابی الحسن البصری سید التابعین رضی اللہ تعالیٰ ہے، کا مزار مقدس ہے، ؎۱

یہیں عتبہ رضی اللہ عنہ، کی قبر مبارک ہے،

نیز حضرت مالک بن دینارؒ کا مزار مقدس بھی ہے،

علاوہ ازیں حبیب العجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک ہے۔

پھر سہل بن عبداللہ التستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا مزار پر انوار ہے،

ان مزارات میں سے ہر مزار کے تعویذ پر صاحب مزار کا نام اور تاریخ وصال تحریر ہے یہ سب پرانی شہر پناہ میں داخل ہیں، آج اس شہر پناہ اور شہر موجودہ کے مابین تقریباً تین میل کا فاصلہ ہے، نیز ماسوا مزارات مذکورہ کے اور بھی صحابہ اور ان تابعین کے جم غفیر کے مزارات ہیں، جو یوم الجمل میں شہید ہوئے تھے، رضی اللہ عنہم میرے یہاں ورود کے زمانہ میں امیر البصرہ رکن الدین العجمی التوریزی تھے، آپ نے میری ضیافت بھی کی تھی، اور بہ حسن سلوک پیش آئے تھے، البصرہ، فرات اور دجلہ کے ساحل پر واقع ہے، اسمیں مدوجزر ہوتا رہتا ہے، اور اسی طرح مغرب کی وادی اسلا وغیرہ کی حالت ہے، جو شور خلیج، بحر فارس سے دس میل کی مسافت پر واقع ہے جب اسمیں مد ہوتا ہے، تو اسکا شور پانی شیریں پانی پر غالب ہو جاتا ہے، اور جب جزر رہتا ہے، تو میٹھا پانی شور پانی پر غالب ہو جاتا ہے، اس لئے یہ کہاوت بن گئی ہے، ان ماھم زعاق (اہل بصرہ کے پانی کی جوش زنی میں کیا فرق ہے) ؎۲

---

؎۱ حجاج بن یوسف جیسے سفاک کا دور انہوں نے دیکھا ہے، اور اس کی ستم ہرائیوں کی زد میں بھی آئے ہیں۔ بہت بڑے صوفی اور ولی اللہ تھے۔

؎۲ ابن بطوطہ کی ان تصریحات و مشاہدات سے اندازہ ہوتا ہے، کہ بنو امیہ نے ان صحابہ کرام اور تابعین عظام کی قبروں کا احترام نہ رکھا، جو محض اسلام کے لئے اور تبلیغ اسلام کے شوق میں آکر بس گئے تھے،

ابن بطوطہ نے تو چند جلیل القدر صحابیوں کا ذکر کیا ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کوفہ اور بصرہ میں ہزاروں صحابی ایسے تھے حضرت علیؓ کے عہد تک تو یہ اسی احترام و اعزاز کے سزاوار رہے، جس کے مستحق تھے، لیکن اموی حکام و عمال نے انکی توہین کرنے، انہیں ستانے، اور انہیں اذیت دینے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا۔ کیونکہ یہ ان کی غیر اسلامی حرکتوں پر برسر عام ٹوکتے تھے۔ (رئیس احمد جعفری)

# بصرہ سے فارس کی طرف کوچ

## ابلہ اور آبادان میں داخلہ، حالات عجیبہ اور واقعات غریبہ کی داستان

آخر میں ساحل بصرہ سے رخصت ہو کر ایک چھوٹی سی ڈونگی میں بیٹھا، اور ابلہ پہونچا، ابلہ اور بصرہ کے مابین دس میل کی مسافت ہے، باغات کا ایک سلسلہ ہے، کہ ختم ہونے میں نہیں آتا سایہ دار درخت قدم قدم پر، داہنی اور بائیں طرف موجود، درختوں کے سایہ میں خوانچہ فروش اپنے خوانچے سجائے، اور لگائے بیٹھے ہیں، اور روٹی، مچھلی، کھجور، دودھ اور طرح طرح کے پھل پھلاری فروخت کر رہے ہیں۔

## حضرت سہل بن عبداللہ التستری کا خلوت خانہ اور اس کی کیفیت

بصرہ اور ابلہ کے مابین سہل بن عبداللہ التستریؒ کا خلوت خانہ ہے، جہاں وہ عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے، جب لوگ کشتیوں میں اس کے سامنے پہونچتے ہیں تو اس کے محاذ میں جو حصہ وادی کا آتا ہے، اس میں پانی پیتے ہیں، اور ان ولی رضی اللہ عنہ کے توسل سے بہبودی کے لئے دعا مانگتے ہیں، ملاح ان مقامات میں کھڑے کھڑے دوکانداری کرتے ہیں۔ ابلہ کسی زمانہ میں بہت بڑا شہر تھا، جس میں ہند اور فارس کے تاجر بغرض تجارت آیا کرتے تھے[1] اب ویران ہے، اور قریہ بن کر رہ گیا ہے، البتہ ان محلوں اور

---

[1] کسی زمانہ میں ابلہ ایک آباد، اور بارونق شہر تھا، تہذیب وصنائع کا مرکز تھا، ابن حوقل نے بھی اسے "مختصر لیکن مستحکم" شہر قرار دیا ہے، لیکن مرور ایام اور انقلابات دہر نے اس شہر کی آبادی ختم کردی اور رونق مٹادی۔

عمارتوں کے نشانات باقی رہ گئے ہیں، جو آج بھی اس کی عظمت رفتہ کی نشان دہی کرتے ہیں،
اس کے بعد ہم بیرون فارس کے خلیج میں ایک چھوٹے جہاز پر سوار ہوئے، جو مغامس نام
کے اہلہ کے ایک باشندہ کا تھا۔ بعد مغرب سوار ہوئے تھے، اور ہمیں صبح عبادان میں ہوئی۔
یہ ایک بہت بڑا موضع زمین شور پر واقع ہے، اس میں عمارتیں نہیں ہیں، ہاں مسجدوں
عبادت خانوں اور عابد و صلاح بزرگوں کی رباطوں کی بڑی کثرت ہے، اس کے اور ساحل کے
مابین تین میل کی مسافت ہے،

## عبادان (آبادان) سے متعلق چند دلچسپ اشعار

ابن جزی کہتے ہیں کہ عبادان زمانہ قدیم میں ایک شہر تھا، یہاں کی زمین قابل زراعت
نہیں ہے، اور پانی بھی یہاں بہت کم ہے، اس لئے ضروریات خوردنی اور نوشیدنی دوسری
جگہوں سے لاتے ہیں، اس کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

---

لے یہ وہی مقام جواب رفتہ رفتہ "آبادان" بن گیا ہے، اور ایران کے قبضہ میں ہے، اور جہاں پٹرول
کے بڑے وسیع کارخانے انگریزوں نے اپنے دور استعمار میں بنائے تھے، اور جنہیں ڈاکٹر مصدق
وزیر اعظم نے "قومیا" لیا تھا، لیکن انہوں نے شاہ کی ہر دلعزیزی سے ٹکر لی، اس لئے شکست
کھا گئے، گرفتار ہوکر سزایاب ہوئے، اور اب گوشۂ خلوت میں زندگی بسر کر رہے ہیں، بہت
بوڑھے ہو چکے ہیں، لیکن عزم و ارادہ جوانوں سے بھی زیادہ محکم اور اٹل رکھتے ہیں، یہاں ایک
زمانے تک عابدوں اور زاہدوں کی کثرت رہی، اسی لئے اس کا نام "عبادان" (اب آبادان)
پڑ گیا، یہ شور زمین پر واقع تھا۔ اسی لئے عام لوگ اس طرف کم توجہ کرتے تھے، اور عباد و زہاد
یکسوئی سے عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے، کسی کو کیا معلوم تھا۔ پٹرول کے باعث ایک
زمانہ میں یہ چھوٹی سی پر شور زمین، دنیا کا مشہور ترین اور بے حد نفع بخش مقام بن جائے گی، کوئی شبہ
نہیں یہ تصرف الٰہی عابدوں اور زاہدوں کا ہے، جو یہاں شب و روز وقف عبادت رہتے تھے،
ابوالفدا نے ابن سعید کے حوالہ سے بتایا ہے، کہ عبادان (آبادان) جس جگہ بحر فارس میں دریائے بصرہ
گرتا ہے، وہیں عین دہانے پر واقع ہے،
یہ شہر بصرہ سے ڈیڑھ منزل کی مسافت پر ہے، (رئیس احمد جعفری)

بحر سریع (۱)

ترجمہ

| | |
|---|---|
| من مبلغا اندلسا انني | ہے کوئی جو اندلس والوں کو خبر کر دے کہ |
| حلت عبادان اقصى الثرا | میں عبادان میں جو دنیا کے سرے پر ہے اترا ہوا ہوں |
| اوحشني ما ابصرت لاکنني | مناظر حد درجہ وحشت ناک ہیں ۔ |
| قصدت فيها ذکرها في الورا | میری خواہش ہے کہ دنیا بھر کو اس راز سے آگاہ کر دوں |
| الخبز فيها يتهادونه | یہاں روٹی کا یہ حال ہے کہ بدیہ کے طور پر دی جاتی ہے، اور |
| وشربة الماء بها تشترا | پانی سوا اس کی خرید و فروخت ہوتی ہے ۔ |

## عبادان (آبادان) میں ایک پہنچے ہوئے بزرگ سے ملاقات اور ان کی دعا کی برکت

اس کے ساحل پر ایک کنڈ ہے، جسے خضر و الیاس علیہما السّلام کا کنڈ کہتے ہیں، اس کنڈ کے مقابل ایک زاویہ ہے، جس میں مع اپنے بال بچوں کے چار فقیر رہتے ہیں، اور کنڈ اور زاویہ کی خدمت کرتے ہیں، ان کی بسر اوقات زائرین کے نذرانوں پر ہے، وہاں سے جو گذرتا ہے، انہیں خیرات دیتا ہے، اس خانقاہ کے لوگوں نے مجھے بتایا کہ عبادان میں ایک کبیر القدر بزرگ ہیں، جو کسی کے ساتھ نہیں رہتے، مہینہ میں ایک مرتبہ سمندر پر آتے ہیں، بقدر ضرورت ایک ماہ لے جاتے ہیں، پھر مہینہ ختم ہونے کے بعد نظر آتے ہیں، کئی سال گذر گئے ہیں کہ وہ اسی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں، جب ہم عبادان پہنچے تو میرا سوا اس عابد کی تلاش کے اور کوئی مقصد نہ تھا۔ میرے تمام ساتھی تو مسجدوں اور عبادت خانوں میں نماز و عبادت میں مصروف ہو گئے، اور میں، اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا، حتیٰ کہ میرا ایک ویران مسجد میں گذرا ہوا وہاں دیکھا کہ یہ بزرگ نماز میں مصروف ہے، میں ایک جانب بیٹھ گیا، اُس نے نماز میں اختصار کیا، اور سلام پھیر کر میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا، "اللہ دنیا اور آخرت میں تیری مراد پوری کرے" چنانچہ بحمد اللہ دنیا میں تو میری مراد پوری ہو گئی، یعنی سیاحت اور اللہ نے مجھے اُن مقامات پر پہنچایا کہ میری دانست میں آج تک وہاں کسی سیاح کے قدم نہیں گئے۔ اب رہی دوسری مراد سو اللہ کی رحمت سے مجھے حصول جنت کی مراد میں کامیاب ہونے کی پوری اُمید ہے۔

جب میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو میں نے اس زاہد شخص کے متعلق انہیں سب کچھ بتا دیا اور وہ جگہ بتادی، یہ سب لوگ گئے، لیکن نہ تو وہاں وہ ملا، اور نہ اس کا کوئی پتہ چلا، اس واقعہ سے

انہیں بڑا تعجب ہوا۔ پھر شام کے وقت زاویہ میں واپس آئے، اور وہیں سوئے، اُن چار فقراء میں سے نمازِ عشاء آخر کے بعد ایک فقیر آیا۔ اس کی عادت تھی کہ ہر رات کو عبادان جایا کرتا اور تمام مسجدوں کے چراغ جلایا کرتا، اور پھر خانقاہ مذکور میں واپس آجاتا۔ اس شب کو جب یہ عبادان گیا، تو اس بزرگ سے ملاقات ہوئی تھی، اس نے اُسے تازی مچھلی دی، اور کہا کہ یہ اس مہمان کو دے دینا، جو آج آیا تھا، چنانچہ اس فقیر نے آکر ہم سب سے دریافت کیا۔ "آپ لوگوں میں سے الشیخ سے آج کون ملا تھا۔" میں نے کہا کہ میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں" اس نے کہا، انہوں نے فرمایا ہے، یہ آپ کی ضیافت کے لئے ہے، اس پر میں نے اللہ برتر کا شکریہ ادا کیا۔ فقیر نے وہ مچھلی ہمارے لئے پکائی ہم سب نے اسے کھایا، آج تک ایسی عمدہ مچھلی کھانے میں نہیں آئی تھی۔ میرے دل میں آیا کہ باقی عمر شیخ ہی کی خدمت میں بسر کر دوں، لیکن نفس لجوج نے مجھے اس سے باز رکھا۔

# سیاح فارس پہنچے

## فارس کے دیار و امصار، مزارات ائمہ کرام، ہمیں آباد و سالار لکھیں

عبادان (آبادان) میں کچھ وقت گزار کر پھر ہم بحری سفر پر تیار ہوئے، اور شہر ماجول کا ارادہ کر کے روانہ ہوئے، میری کچھ عادت سی بن گئی ہے کہ ایک مرتبہ جس راستے سے گزر لوں پھر دوبارہ حتی الامکان اسے اختیار نہیں کرتا، میری اصل منزل بغداد عراق تھی۔ ایک بصری نے دوران سفر میں مجھے بتایا کہ پہلے ارض لور جاؤں، پھر عراق عجم، پھر عراق عرب، میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا، اور چار دن کے بعد شہر ماجول پہنچا، یہ خلیج فارس پر ایک چھوٹا سا مقام ہے، یہاں کی زمین سراسر شور ہے، نہ کسی طرح کے درخت ہیں نہ نباتات، البتہ ایک بہت بڑا، اور وسیع بازار ضرور ہے، یہاں میرا قیام صرف ایک روز رہا، پھر میں نے سواری کرایہ کی، جو ان لوگوں سے بہ آسانی مل گئی، جو اناج فروخت کرنے رامز سے ماجول آیا کرتے ہیں، تین دن تک صحرا میں بھٹکتا رہا، یہاں کرد بستے ہیں، ان کے خیمے اون کے ہوتے ہیں، کہتے ہیں کہ دراصل یہ عرب ہیں۔

پھر ہم شہر رامز میں پہنچے، یہ نہایت عمدہ شہر ہے، پھل پھلاری کی بہتات ہے، اور نہریں بھی ہیں، یہاں قاضی حسام الدین محمود کے یہاں فروکش ہوا۔ اور ایک ذی علم و دیندار، صاحب ورع ہندی شخص سے ملاقات ہوئی، اسے بہاء الدین کہتے تھے، لیکن اصل نام اسماعیل بہاء الدین ہے، ابی زکریا الملتانی کی اولاد میں سے ہے، اور مشائخ توریز وغیرہ سے علم حاصل کیا تھا، شہر رامز میں ایک شب رہا، پھر تین دن تک ہمیں وسیع سرزمین کی مسافت طے کرنی پڑی، اس میں ایک گاؤں تھا جس میں کرد بستے تھے، اور ہر منزل پر زاویے بنے ہوئے تھے، جن میں آنے والے کو روٹی، گوشت اور حلوا ملتا تھا۔ ان کا حلوہ انگور، شیرہ، آٹے، اور گھی کا بنا ہوا ہوتا، ہر زاویہ میں ایک شیخ، ایک امام، ایک مؤذن، اور

فقراء کے لئے خادم غلام اور کھانا پکانے والے ملازم رہتے ہیں۔

## تستر میں داخلہ خالد بن ولید کا فتح کیا ہوا شہر، عام کیفیت

پھر میں شہر تستر میں داخل ہوا، یہ اتابک کی وسیع سرزمین کا آخر اور کوہستان کا آغاز ہے، شہر بڑا اور پر رونق و شاداب ہے، باغ نہایت نفیس اور اعلیٰ درجہ کے ہیں، اور بازاروں میں ضرورت کی ہر چیز مہیا ملتی ہے، شہر بہت پرانا ہے، اسے خالد بن ولید نے فتح کیا تھا۔ یہ وہی شہر ہے جس کی طرف سہل بن عبداللہ کی نسبت کی جاتی ہے، اس شہر کے اطراف میں ایک نہر ہے جسے الازرق کہتے ہیں، اس کا پانی نہایت صاف اور گرمیوں میں بے انتہا ٹھنڈا ہوتا ہے، میں نے ایسا نفیس پانی ماسوا شہر بلخشاں کے اور کہیں نہیں دیکھا، شہر میں مسافروں کیلئے صرف ایک دروازہ ہے، اسے دروازہ دسبول کہتے ہیں، یہ دروازہ اسی کو کہتے ہیں، جسے باب کہا جاتا ہے، اس کے ماسوا اس کے اور دروازے بھی ہیں، جو نہر کی طرف نکلتے ہیں، نہر کے دونوں جانب باغات اور رہٹوں کا سلسلہ چلا گیا ہے، نہر گہری ہے، باب المسافرین پر بغداد اور الحلہ کی طرح کشتیوں کا پل ہے۔

ابن جزی کہتے ہیں کہ بعض شعرا کا اس نہر کے متعلق یہ قول ہے،

(بحر کامل)

| | |
|---|---|
| انظر لشاذروان لستہ واعتجب | شاذرواں کے تستر کو دیکھو اور تعجب کرو |
| من جمعہ ماء لسری بلاد | کہ اس نے اپنے متعلقہ بلاد کی سیرابی کیلئے کیسا پانی جمع کیا ہے، |
| کملیك قوم جمعت اموالہ | جسطرح کسی قوم کا بادشاہ مال جمع کرتا ہے۔ |
| فغدا یفرقھا علی اجنادہ | پھر دوسرے دن اپنے لشکروں پر اسے تقسیم کر دیتا ہے |

شہر تستر میں فواکہات کی بڑی کثرت ہے، اور کل خوبیاں گویا وہاں ارزاں اور لاانتہا ہیں، اور اس کے بازاروں کا خوبصورتی میں تو کہیں مثل ہی نہیں۔

## زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تربت

شہر کے باہر ایک مزار مقدس ہے، جس کی زیارت کے لئے ان اطراف کے لوگ جاتے، اور وہاں پر نذریں مانتے ہیں۔ وہاں ایک زاویہ بھی ہے، جس میں فقراء رہتے ہیں، ان کا عقیدہ

ہے کہ یہ زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کا مزار مقدس ہے،

## امام شرف الدین موسےٰ از احفاد سہل بن عبداللہ

میں شہر تستر میں الشیخ الامام الصالح شرف الدین موسے بن الشیخ الصالح الامام العالم صدر الدین سلیمان کے مدرسہ میں فروکش ہوا۔ آپ سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، یہ بڑے بزرگ ہیں اہل علم اور اہل دین اور اہل صلاح اور صاحب ایثار، آپ کا ایک مدرسہ اور زاویہ بھی ہے، اس کے چار نوجوان خادم، سنبل، کافور، جوہر، اور سرور تھے، ان میں سے ایک کے تو خانقاہ کے اوقاف سپرد ہیں، اور دوسرے کے متعلق روزانہ خانقاہ کے اخراجات وغیرہ کا کام ہے، تیسرے کے متعلق واردین کے سامنے دسترخوان بچھانے اور کھانا وغیرہ کھلانے کا انتظام ہے، اور چوتھے کے متعلق باورچیوں، سقوں اور فراشوں کی نگرانی ہے، میں آپ کے پاس سولہ دن رہا، جو حسن انتظام آپ کے یہاں دیکھا ویسا مجھے کہیں نظر نہ آیا، اور نہ ایسا خوش ذائقہ کھانا ہی کہیں کھایا، ہر شخص کے سامنے اس قدر فراوانی سے کھانا رکھا جاتا ہے کہ چار آدمیوں کے لئے کافی ہو۔ کھانے میں بریانی ہوتی ہے، گھی میں بھنا ہوا گوشت ہوتا ہے بھنا ہوا مرغ ہوتا ہے، روٹی، گوشت اور حلوہ ہوتا ہے،

## امام شرف الدین کا وعظ دلپذیر، صلاح و تقویٰ، اور کمال افتاء

یہ بزرگ نہایت خوب صورت اور سیرت کے لحاظ سے بھی سب سے بڑھے ہوئے ہیں، اور ہر جمعہ کی نماز کے بعد جامع مسجد میں وعظ کہا کرتے ہیں، جب میں نے آپ کی مجالس وعظ میں شرکت کی تو میں نے جتنے واعظین سے ملاقات ہوئی، آج تک ایسا کوئی اور نہ پایا میں ایک دن آپ کی خدمت میں آپ کے باغ میں جو نہر کے کنارے ہے، حاضر ہوا۔ یہاں شہر کے تمام فقہا اور بڑے لوگ جمع تھے، تمام اطراف واکناف سے فقرا آئے، اُن سب کو کھانا کھلایا پھر ان کے ساتھ نماز ظہر ادا کی، اور کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا، اور وعظ بیان کیا۔ اس سے پہلے قاریوں نے آپ کے حضور میں رقت بھرے لہجہ میں تلاوت قرآن کی تھی، ان کے نغمے ایسے مؤثر تھے کہ دل بھر آتا تھا۔ اور جو خطبہ آپ نے پڑھا تھا، وہ نہایت سکون اور وقار کا حامل تھا، آپ کا فنون علم میں بڑا زبردست تصرف تھا کیا کتاب اللہ کی تفسیر میں اور کیا حدیث رسول اللہ صلعم اور اس

کے مطالب بیان کرتے ہیں، اس کے بعد تمام اطراف کے استفتے آپ کے حضور میں ڈال دیئے گئے۔

عجمیوں کا دستور ہے کہ کاغذ پر مسائل لکھتے ہیں، اور واعظ کے سامنے ڈال دیتے ہیں، وہ ان کا جواب دے دیتا ہے، جب آپ کے حضور میں یہ کاغذ ڈالے گئے تو آپ نے اُن سب کو ہاتھ میں جمع کر لیا، اُن میں سے ایک ایک فتویٰ یکے بعد دیگرے نکالتے جاتے اور نہایت اچھا اور عمدہ جواب دیتے جاتے تھے، اس اثناء میں نمازِ عصر کا وقت آگیا، آپ نے تمام لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر وہ سب رخصت ہو گئے، آپ کی مجلس علم، وعظ اور برکت کی مجلس تھی، بہت سے لوگ توبہ پر آمادہ ہوئے، آپ نے اُن سے عہد لیا۔ اور اُن کی پیشانی کے بال قطع کر دیئے، اس مقصد کے لیے پندرہ طالب علم تو بصرہ سے آئے تھے، اور دس تستر کے عام لوگوں میں سے تھے۔

## اتابک افراسیاب کا شہر ایذج، یہاں کی خانقاہیں اور اہل اللہ

پھر ہم شہر تستر سے روانہ ہوئے، اور تین منزل کی مسافت سخت پہاڑوں میں طے کرتے رہے، ہر منزل پہ ایک زاویہ تھا، جس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، اور شہر ایذج میں پہنچے، شہر کا نام مال الامیر بھی ہے، یہ سلطان اتابک[1] کا دارالسلطنت ہے، جب میں وہاں پہنچا تو یہاں کے شیخ الشیوخ، عالم، متورع نور الدین الکرمانی سے یارانہ حاصل ہوا، تمام زاویے آپ ہی کی نگرانی میں ہیں، جنہیں یہاں مدرسہ کہتے ہیں، سلطان آپ کی عظمت کرتا، اور آپ کی زیارت کو آیا کرتا ہے اسی طرح اربابِ دولت اور دربار کے بڑے لوگ بھی آپ کی زیارت کو صبح و شام آیا کرتے ہیں آپ نے میرا بڑا اکرام کیا، اور ضیافت کی۔ اور الدینوری خانقاہ میں مجھے اتارا۔ یہاں میں کئی دن مقیم رہا جب میں یہاں وارد ہوا تھا، تو گرمیوں کا زمانہ تھا۔ ہم رات کی نماز پڑھ کر سب سے اوپر کی چھت پر سویا کرتے تھے، پھر دن چڑھے زاویہ یا مدرسہ میں اتر آتے، میرے ساتھ یہاں بارہ فقیر اور رہتے تھے، ان میں سے ایک امام تھا، اور بڑا اجید قاری اور خادم تھا۔ ہم یہاں نہایت اچھی طرح آرام سے رہے۔

---

[1] ایک اور نسخہ میں اس کا نام "اتابک افراسیاب" آیا ہے۔

## خاندان اتابک، اس کی فیاضیاں، رعایا پروری اور مذہبیت

جب میں ایذج گیا تھا، تو وہاں کا بادشاہ السلطان اتابک افراسیاب ابن السلطان اتابک احمد تھا ان کے یہاں اتابک ہر اس شخص کو کہتے ہیں، جو بادشاہ کی طرف سے ان بلاد کا والی یا حاکم ہو اور ان بلاد کو بلاد اللور کہتے ہیں، یہ سلطان اپنے بھائی اتابک یوسف کے بعد ان بلاد کا والی ہوا ہے، اور اتابک یوسف اپنے والد اتابک احمد کے بعد والی ہوا تھا، میں نے ثقہ لوگوں سے اس کے بلاد میں سنا ہے کہ احمد مذکور صالح بادشاہ تھا، اور اس نے اپنے بلاد میں چار سو ساٹھ زاویے آباد کئے تھے، ان میں سے صرف اس کے دارالسلطنت ایذج میں چوالیس تھے، اپنے بلاد کے خراج یا آمدنی کو اس نے تین حصوں پر تقسیم کیا تھا، اس میں سے تہائی تو زاویوں اور مدرسوں کے خرچ میں آتا تھا، اور تہائی فوجی خرچ میں، اور ایک تہائی میں اپنا اور اپنے بال بچوں غلاموں اور خادموں کا خرچ چلاتا تھا۔ اس کی طرف سے ہر سال بادشاہ عراق کو ہدیہ بھیجا جاتا تھا، اور اکثر خود بھی لے کر جایا کرتا تھا۔ میں نے اس کے بلاد میں خود اس کے آثار صالحہ کا مشاہدہ کیا ہے، کہ اکثر سخت اور بلند پہاڑوں میں پتھروں اور صحراؤں کے مابین راستے نکالے ہیں، اور یہاں تک وسیع کر دیا ہے کہ چوپائے مع اپنے بوجھوں کے بے تکلف چل سکتے ہیں، ان پہاڑوں کا طول سترہ منزل کا ہے، اور عرض دس منزل کا۔ ان کی چوٹیاں گویا ایک دوسرے سے باتیں کر رہی ہیں، ان کو کاٹ کر نہریں بھی نکالی ہیں، اور ان میں شاہ بلوط کے درخت ہیں، وہاں کے لوگ اس کی لکڑی پیس کر اس کے آٹے کی روٹی پکاتے ہیں، تمام منازل کی ہر منزل پر ایک زاویہ ہے جسے یہ المدرسہ کہتے ہیں، جب مدرسہ میں کوئی مسافر آتا ہے تو اس وقت جو کھانا ممکن ہو سکتا ہے، اس کے سامنے لایا جاتا ہے، اور اس کے جانور کو گھاس دی جاتی ہے خواہ وہ مانگے یا نہ مانگے، ان کا یہ طریقہ ہے کہ خادم مدرسہ آتا ہے، اور جتنے آدمی اس میں ٹھہرے ہیں، انہیں گن جاتا ہے، اور ہر شخص کے لئے دو روٹیاں گوشت اور حلوا لے آتا ہے، یہ سب اس خانقاہ پر سلطانی وقف سے ہوتا ہے، السلطان اتابک احمد ایک زاہد اور صالح شخص تھا جیسا کہ اس کے متعلق ہم ذکر کر چکے ہیں، لباس فاخرہ کے نیچے اون کا لباس ہوتا۔

## ایک درویش صفت نائب سلطان کا امتحان اور اس کا صلہ

ایک مرتبہ سلطان اتابک احمد۔ بادشاہ عراق ابی سعید کے پاس آیا۔ اس کے خواص نے اس

سے عرض کیا کہ اتابک آپ کے پاس آرہا ہے، اور زرہ پہنے ہوئے ہے[1]۔ اس خبر دینے والے کو اُن اُوپی کپڑوں سے جو یہ لباس کے نیچے پہنے ہوئے تھا، زرہ کا دھوکا ہوا تھا۔ ابو سعید نے ان لوگوں سے کہا کہ تم ذرا مذاق ہی مذاق میں اسے ٹٹولنا تاکہ امتحان ہو جائے، چنانچہ ایک دن اتابک اس کے پاس گیا۔ پس الامیر الجوبان جو عظیم امرائے عراق میں سے تھا۔ امیر سُوَیتہ امیر دیار بکر اور الشیخ حسن جواب سلطان عراق ہیں، کھڑے ہو گئے، اور مذاق اور ہنسی کے طریقہ پر اتابک کے کپڑے پکڑ لئے، دیکھا تو اُس کے کپڑوں کے نیچے کمبل کے کپڑے تھے، اسے السلطان ابو سعید نے بھی دیکھا کھڑا ہو گیا۔ اس سے معانقہ کیا، اور اپنے پہلو میں بٹھایا، اور بایں الفاظ اس سے مخاطب ہوا "وسن اطا"[2]، ترکی زبان میں اس کے معنی یہ ہیں کہ تو میرا باپ ہے، اور جو کچھ لے کر گیا تھا، اس سے ایسے دو گنا عوض میں دیا۔ اور اس کے لئے اس امر کا ایک فرمان نافذ فرمایا، کہ یہ اور اس کی اولاد آج سے خراج و تحائف وغیرہ پیش کرنے سے آزاد ہے،

## والی کے بیٹے کا انتقال، سوگ، ماتم اور نوحہ کی عجیب عجیب رسمیں

اسی سال اس نے وفات پائی، اور اس کا بیٹا اتابک یوسف دس سال تک والی رہا۔ اس کے بعد اس کا بھائی افراسیاب والی ہوا۔ جب میں ایذج میں گیا، تو ارادہ تھا کہ سلطان افراسیاب مذکور کو دیکھوں لیکن چونکہ وہ سوا جمعہ کے دن کے اور مان خمر کی وجہ سے باہر نہیں نکلتا اس لئے اسے نہ دیکھ سکا۔ اس کے ایک بیٹا بھی تھا کہ وہی اس کا ولی عہد بھی تھا۔ اور اس کے علاوہ کوئی بیٹا نہ تھا۔ وہ اسی زمانہ میں بیمار ہو گیا تھا، کسی شب کو میرے پاس اس کا ایک خادم آیا، اور میرا حال دریافت کیا، میں نے اسے بتلا دیا، پھر وہ چلا گیا۔ پھر نماز مغرب کے بعد آیا۔ اس کے پاس دو بڑی کشتیاں تھیں، ایک میں تو کھانا تھا، اور دوسری میں فواکہات، اور ایک تھیلی تھی، جس میں درہم تھے، اور مع سازوں کے گانے والے بھی اس کے ساتھ تھے، اُس نے کہا کہ گاؤ تاکہ فقراء جوش میں آئیں، اور سلطان کے بیٹے کے لئے دعا کریں، میں نے اُس سے کہا کہ میرے ساتھیوں کو نہ سماع سے کوئی بہرہ ہے، اور نہ رقص سے ہم نے مل کر سلطان اور اس کے بیٹے کے لئے دعا کی

---

[1] گویا اسے بادشاہ پر اعتماد نہیں تھا۔

[2] جسے اردو میں "ددا" کہتے ہیں۔ مثلاً "دادا اتابک"، (رئیس احمد جعفری)

اور درہم مذکور فقراء میں تقسیم کر دیئے، جب آدھی رات گذر گئی تو بکاء و نوحہ کی آواز ہمارے کان میں آئی معلوم ہوا کہ مریض مذکور کا انتقال ہو گیا۔

جب صبح ہوئی تو ہمارے پاس الشیخ الزاویہ اور اہل بلد آئے، اور کہا کہ قاضی، فقیہ، اشراف اور امرا، تمام شہر کے بڑے لوگ سلطان کے مکان پر عزاداری کے لئے گئے ہیں، مناسب ہے کہ تم بھی مع تمام آدمیوں کے چلو، میں نے انکار کر دیا، انہوں نے مجھ سے بہت اصرار کیا، پھر چار و ناچار جانا ہی پڑا۔ چنانچہ میں سب کو اپنے ساتھ لیکر گیا۔ دیکھا کہ تمام سر زمین ایوان سلطانی، غلاموں شاہزادوں۔ وزراء اور فوجی افسروں مردوں اور لڑکوں سے بھری پڑی ہے اور سب سوگ کے لباس میں ملبوس یا گھوڑوں کی جھولیں اوڑھے ہوئے ہیں، اور اپنے سروں پر مٹی اور گھاس ڈالی ہوئی ہے، اور بعضوں نے تو اپنی پیشانی کے بال بھی نوچ ڈالے ہیں، اور یہ سب دو گروہوں میں منقسم ہیں، ایک گروہ تو ایوان سلطانی کی جانب اعلٰے میں ہے، اور دوسرا گروہ اسفل میں ہے، ہر گروہ اپنی دوسری جانب دوڑتا ہے، اور اپنے ہاتھوں سے اپنے سینے پر یہ کہہ کر کوٹتے ہیں۔ "خوندکار ما" اس کے معنی یہ ہیں، اے ہمارے آقا یہ میں نے ایسا ہولناک سماں اور خوفناک منظر دیکھا کہ اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا۔

## شاہی خاندان کی میت کو قبرستان تک لے جانے کی عجیب و غریب رسم

یہ ایک عجیب بات ہے جو مجھے پیش آئی، جس دن میں داخل ہوا تو دیکھتا ہوں کہ جملہ قاضی خطیب اور شریف محل شاہی کی دیواروں سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں، اور ہر طرف سے محل ماتم کرنے والوں سے بھرا ہوا ہے، اور اپنے کپڑوں کے اوپر موٹے جھوٹے خراب قسم کے روئی دار کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔

جب میں نے دیکھا کہ محل سلطانی ہر طرف سے لوگوں سے بھرا ہوا ہے تو داہنے بائیں نظر کی کہ کوئی بیٹھنے کی جگہ مل جائے، دیکھا کہ وہاں ایک زمین سے ایک بالشت بلندی پر ایک سائبان ہے، جس کے ایک گوشہ میں صرف ایک شخص لوگوں سے علیحدہ بیٹھا ہے، میں اس شخص کی طرف بڑھ گیا۔ اور میرے ساتھی مجھ سے چھوٹ گئے، جب مجھے لوگوں نے اس طرح جاتے ہوئے دیکھا، تو بڑی متعجبانہ نظروں سے دیکھنے لگے، مجھے اس شخص کے متعلق کوئی علم نہ تھا کہ کون ہے، میں سائبان پر چڑھ گیا، اور اُس شخص کو سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، اور زمین سے

کچھ اس طرح اٹھا، کہ گویا کھڑا ہونا چاہتا ہے، میں اس کے مقابل کھمبے کے پاس بیٹھ گیا۔

پھر ایک گھنٹہ کے بعد شیخ المشائخ نور الدین الکرمانی جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، تشریف لائے۔ سائبان کی طرف چڑھے، اور اس شخص کو سلام کیا، اُس نے کھڑے ہو کر آپ کی تعظیم کی۔ پھر آپ میرے اور اُس شخص کے مابین بیٹھ گئے۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ شخص سلطان ہی ہے، پھر جنازہ لایا گیا۔ یہ ترنج لیموں اور نارنگیوں کے درختوں کے مابین تھا، ان کی شاخیں خوب بار آور تھیں، اور یہ درخت لوگوں کے ہاتھوں میں تھے، گویا جنازہ ایک باغ میں چلتا تھا، اور بڑی لمبی چھڑوں میں روشن مشعلیں اس کے آگے آگے تھیں، اور اسی طرح شمع بھی جنازہ کی نماز پڑھی گئی۔ اور لوگ اس کے ساتھ قبرستان شاہی کی طرف روانہ ہوئے، یہ شہر سے چار میل کے فاصلہ پر مقام ہلافلیجان میں واقع ہے، یہاں ایک بہت بڑا مدرسہ ہے، اس کے اندر سے پانی کی ایک نہر نکالی گئی ہے، اور اس کے اندر ایک مسجد بھی ہے، جس میں نماز جمعہ ہوا کرتی ہے، اور باہر کی جانب ایک حمام بھی ہے، قبرستان کے ہر چہار اطراف ایک عظیم الشان باغ ہے، جو اسے ڈھانکے ہوئے ہے، یہاں ہر وارد وصادر کو کھانا ملتا ہے، چونکہ مقام بہت دور تھا۔ اس لئے میں لوگوں کے ساتھ جنازہ کی تدفین میں شریک نہ ہو سکا۔

## شراب نوش بادشاہ کو ملامت میرے اس فعل پر رئیس الفقہا میر حجو نے میرے سر پر رکھ لئے اور دعا دی

جب کچھ دن گزر گئے تو سلطان نے میرے پاس اپنا قاضی بلانے کو بھیجا۔ میں اس کے ساتھ اُس دروازہ تک گیا، جسے باب السرور کہتے ہیں، ہم بہت سی سیڑھیاں چڑھ گئے، یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں فرش نہ تھا۔ یہ سلوک کی وجہ سے تھا۔ سلطان ایک مسند پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے سامنے دو ڈھکے ہوئے برتن رکھے تھے، ایک سونے کا تھا، اور دوسرا چاندی کا، اور نشستگاہ میں ایک سبز رنگ کا سجادہ بھی رکھا ہوا تھا۔ میرے لئے وہی سلطان سے قریب بچھایا گیا۔ میں اس پر بیٹھ گیا۔ اُس نشست گاہ میں سوا اسکے حاجب اور محمود اور ایک ندیم کے جس کا میں نام نہیں جانتا، اور کوئی نہ تھا۔ سلطان نے مجھ سے میرا حال اور میرے بلاد کے متعلق دریافت کیا، نیز الملک الناصر (سلطان مصر) اور بلاد حجاز کے متعلق بھی سوالات کئے۔ مجھے اس کا یہ فعل بہت پسند آیا، پھر ایک بڑا فقیہ آیا۔ جو یہاں کے تمام فقیہوں کا سردار تھا۔ سلطان نے مجھ سے کہا، یہ مولانا فضیل ہیں۔ فقیہ کو تمام بلاد اعاجم میں لفظ مولانا سے مخاطب کرتے ہیں، اور اسی لفظ سے اسے سلطان وغیرہ

بھی مخاطب کرتے ہیں، پھر فقیہ مذکور کی ثنا وصفت بیان کرنے لگا، اب مجھے معلوم ہوا کہ نشہ اس پر غالب ہے، اور اس کا تو مجھے علم ہی تھا کہ یہ شراب کی کرشمہ سازی ہے، پھر اُس نے مجھ سے زبان عربی میں گفتگو کی جسے یہ خوب بولتا تھا، میں نے عرض کیا کہ اگر آپ توجہ فرمائیں تو کچھ عرض کروں، آپ سلطان اتابک احمد کی اولاد ہیں، جو صلاح اور زہد میں مشہور تھا، آپ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، جس سے آپ کی سلطنت پر کوئی دھبہ ہو، سوا اس کے اب میں نے اُن دونوں برتنوں کی طرف اشارہ کیا، سلطان بہت نادم ہوا اور خاموش ہوگیا۔ جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو مجھ سے کہا کہ تشریف رکھئے، اور فرمایا کہ آپ جیسے لوگوں کی تشریف آوری باعث رحمت ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس پر نیند غالب آ رہی ہے، اور سونا چاہتا ہے، چنانچہ میں رخصت ہو کر چلا آیا۔

چونکہ اپنے جوتے دروازہ ہی پر چھوڑ دیئے تھے، واپسی پر دیکھا تو نہ تھے، الفقیہ محمود جوتے تلاش کرنے کے لئے اتر آئے، اور الفقیہ فضیل انہیں نشستگاہ کے اندر تلاش کرنے کے لئے چڑھ گئے وہاں انہیں وہ ایک طاق میں مل گئے، آپ میرے پاس لے آئے، آپ کی اس تکلیف فرمائی سے میں بہت شرمندہ ہوا، اور معافی کا طالب ہوا، آپ نے میرے جوتوں کو بوسہ دیا، اور انہیں سر پہ رکھ لیا، اور فرمایا جو کچھ آپ نے ہمارے سلطان سے فرمایا۔ اللہ آپ کو اس کا اجر دے، کسی کو اس کے خلاف کہنے کی جرأت نہ ہوتی تھی، بہ خدا مجھے امید ہے کہ اس کے دل میں آپ کے اس فرمانے کا اثر ہوگا۔

## ایذج سے روانگی، راستے کے زاوئیے، مقامات اور شہر

چند روز بعد میں دار السلطنت ایذج سے روانہ ہوا۔

پھر مدرسۃ السلاطین میں آیا۔ جہاں ان کی قبریں تھیں، اور یہاں بھی چند دن تک مقیم رہا۔ یہاں سلطان نے میرے پاس کچھ دینار بھیجے، پھر ہم روانہ ہوئے، اور برابر دس دن تک بلند پہاڑوں کی مسافت طے کرتے رہے، ہر شب کو مدرسہ (زاویہ) میں قیام کرتے وہیں سے کھانا بھی ملتا، انہیں میں سے ایسے مدرسے بھی تھے، جو آبادی میں تھے، اور ایسے بھی تھے، جن کے گرد کوئی آبادی نہ تھی لیکن وہاں تمام ضروریات لا کر مہیا کی جاتی ہیں [1]، دسویں دن ہمارا ورود ایک اور مدرسہ میں ہوا۔

---

[1] اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں صوفی دنیا کے ہر گوشے میں پھیلے ہوئے تھے، اور یہی تبلیغ اسلام کا اصل سبب تھا۔ (رئیس احمد جعفری)

اسے مدرسہ کر لیوا الرخ کہتے ہیں، یہ اس ملک کا آخر بلا د ہے، یہاں سے ہم نے ایک وسیع زمین پر سفر کیا، جس میں پانی کی بڑی کثرت اور شہر اصفہان کے مضافات میں سے تھی، پھر شہر اشتر کان آئے، یہ ایک اچھا شہر ہے، اور پانی اور باغات کی اس میں بڑی کثرت ہے، اس میں ایک نہایت نادر مسجد بھی بنی ہے، اور اس کے درمیان سے نہر ہو کر نکل گئی ہے۔

پھر ہم شہر فیروزاں میں آئے، یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے، نہروں، درختوں اور باغات کی اس میں بڑی کثرت ہے، یہاں ہم نماز عصر کے بعد داخل ہوئے تھے، دیکھا کہ لوگ ایک جنازے کے ساتھ جا رہے ہیں، اور اس کے پیچھے اور آگے مشعلیں روشن کر رکھی ہیں، اور اس کے پیچھے ساز ندے اور گوئے ہیں، جو طرح طرح کے گیت نہایت اچھی طرح گاتے جا رہے ہیں۔ انہیں دیکھ کر ہم نے بہت تعجب کیا، یہاں ہمارا ایک رات قیام رہا، پھر صبح کے وقت ہمارا گذر ایک گاؤں میں ہوا۔

اسے نیلان کہتے ہیں، یہ بڑی نہر کے کنارے ایک بڑا گاؤں ہے، اور اس کے ایک طرف ایک انتہائی خوب صورت مسجد بنی ہے، جس پر سیڑھیوں سے چڑھ کر اوپر پہنچتے ہیں، یہ جگہ باغات سے گھری ہوئی ہے، ایک دن ہمیں ان باغات اور اعلیٰ مواضعات میں چلنا پڑا، جن میں کبوتروں کے رہنے کے لئے بکثرت برج بنے ہوئے تھے،
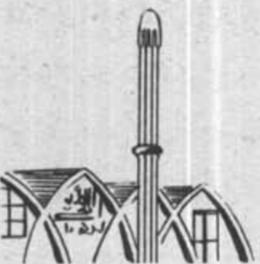
نماز عصر کے بعد عراق عجم کے مشہور شہر اصفہان[1] میں ہمارا داخلہ ہوا۔

یہ شہر بے انتہا خوب صورت اور حد درجہ وسیع، اور جامع حسنات و خیرات تھا، لیکن اب سنیوں اور شیعوں کے باہمی فتنہ و فساد نے اسے غارت کر کے رکھ دیا ہے[2]، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کشت و خون کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

## اصفہان میں پھلوں، اور میووں کی افراط اور فراوانی

اس شہر میں پھل پھلاری بکثرت ہیں، ان میں سے کشمش بھی ہے، جس کا نظیر نہیں، اسے لوگ "مقرالدین" کہتے ہیں، اسے خشک کر کے جمع کر رکھتے ہیں، اس کی گٹھلی میٹھے بادام سے زیادہ شیریں ہوتی ہے، یہاں کی بہی بھی نہایت خوش ذائقہ اور بڑی ہوتی ہے، اس جیسی کہیں دیکھنے میں نہیں آئی۔ انگور نہایت اچھے ہوتے ہیں، اور خربوزہ تو نہایت اچھا اور حد درجہ لذیذ ہوتا ہے، سوا بخاری اور خوارزمی خربوزہ کے ویسا کہیں نہیں ہوتا۔ اس کا چھلکا سبز ہوتا ہے، لیکن اندر سے سرخ نکلتا ہے، اور جس طرح الشریحہ، المغرب میں جمع کر کے رکھ لیتے ہیں، اسی طرح اسے جمع کر لیتے ہیں، بے انتہا شیریں ہوتا

---

[1] اصفہان اپنی آبادی، رونق، ثروت اور خوبیوں کے باعث مشہور آفاق تھا چنانچہ اس کا نام ہی پڑ گیا تھا، "اصفہان نصف جہان" یعنی جس نے اصفہان کی سیر کر لی، اس نے آدھی دنیا دیکھ لی۔

[2] مسلمانوں کی حرب عقائد نے نہ صرف بہت سے شہر ویران کر دیئے، بلکہ اس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ ان کی ملی قوت کم ہو گئی اور جو قومیں ان کے نام سے دہلتی تھیں، وہ ان پر شیر ہو گئیں، جو ان کے حملہ کے وقت سے لرزہ براندام رہتی تھیں، اب لشکر لے کر چڑھائیاں کرنے لگیں۔ (رئیس احمد جعفری)

ہے، جو اس کا عادی نہ ہو، پہلی مرتبہ کھانے سے دست آنے لگتے ہیں، چنانچہ جب میں نے اسے اصفہان میں کھایا تھا، مجھے بھی اسہال کی شکایت ہوگئی۔

## اہل اصفہان کی مہمانداری اور مسافر نوازی کے عادات حسنہ

باشندگان اصفہان نہایت خوب صورت گورے چٹے ہوتے ہیں، اور سرخ و سفید ہوتے ہیں، شجاعت و بہادری میں یکتا ہیں، ساتھ ہی ساتھ بڑے کریم النفس اور نہایت خوش غذا ہوتے ہیں۔ ان کی خوش غذائی کے عجیب و غریب واقعات ہیں، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی بایں الفاظ دعوت کرتے ہیں، آیئے تشریف لایئے ہمارے ساتھ نان ماس نوش فرمایئے۔ ان کی زبان میں نان تو روٹی کو کہتے ہیں، اور ماس دودھ کو۔ جو مدعو رہتا ہے، اسے طرح طرح کے کھانے کھلاتے ہیں، اور ہر پیشہ والا اپنے میں سے ایک کو بڑا یا چوہدری مانتا ہے، اسے "کلو" کہتے ہیں، شہر کے بڑے بڑے لوگوں کی بھی جو پیشہ والے نہیں ہیں، یہی حالت ہے، یہاں نوجوانوں کے بکثرت جلسے ہوتے ہیں اور یہ جماعتیں آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرتی ہیں، ایک دوسرے کی حتی الامکان نہایت تکلف سے دعوت کرتا ہے، اور کھانے پینے کے تکلفات میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتا، مجھ سے بیان کیا گیا کہ ان میں سے ایک گروہ نے دوسرے گروہ کی دعوت کی تو شمع کی آگ سے کھانا پکایا، پھر دوسرے نے دعوت کی تو ریشم کی آگ سے کھانا پکایا۔

اصفہان میں میرا قیام اس زاویہ میں ہوا جو شیخ علی بن سہل حضرت جنید بغدادی کے مرید کی طرف منسوب ہے، یہ بڑی باعظمت جگہ ہے، یہاں دنیا جہاں کے لوگ آیا کرتے، اور زیارت سے برکت حاصل کرتے ہیں، یہاں ہر وارد و صادر کو کھانا دیا جاتا ہے، یہاں ایک نہایت عمدہ حمام ہے، جس کا فرش سنگ رخام کا اور دیواریں قاشان کی ہیں، یہ وقف عام ہے جس کا جی چاہے جائے کچھ دینا نہیں پڑتا، اس خانقاہ کے شیخ الصالح العابد الورع قطب الدین حسنی بن الشیخ ولی اللہ شمس الدین محمد بن محمود بن علی المعروف بالرجاد ہیں، اور آپ کے بھائی العالم المفتی شہاب الدین احمد ہیں، میں نے اس زاویہ میں چودہ دن قطب الدین کے پاس قیام کیا واقعی آپ بڑے عابد ہیں، فقراء اور مساکین سے محبت کرتے ہیں، اور ان کی نہایت تواضع کرتے ہیں۔ آپ نے میری بھی تکریم اور ضیافت میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا چھوڑا۔ اور مجھے نہایت اچھا لباس بھی پہنایا، جس وقت میں زاویہ میں پہنچا۔ تو میرے لئے کھانا اور وہ تین خربوزے بھیجے جن کی میں ابھی تعریف کر آیا ہوں، ایسے خربوزے نہ

اس سے پہلے میں نے کبھی دیکھے تھے، نہ کھائے تھے،

## قطب الدین، ولی کی کرامت

ایک دن شیخ میرے پاس تشریف لائے، یہ مقام شیخ کے باغ کے قریب تھا۔ میں نے اس دن آپ کے کپڑے دھوئے تھے، اور باغ میں پھیلا دیئے تھے، ان کپڑوں میں میں نے ایک سفید روئی دار جبہ دیکھا جسے "ہرزمیخی" کہتے ہیں، وہ مجھے بہت پسند آیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ کاش ایسا میرے پاس بھی ہوتا! جب شیخ میرے پاس تشریف لائے، تو باغ کے گوشہ کی طرف دیکھا، اور اپنے بعض خدام سے کہا۔ وہ "ہرزمیخی" کپڑا میرے پاس لے آؤ، جب وہ آپ کے پاس لے آئے، تو آپ نے مجھے پہنا دیا، اس پر میں آپ کے قدموں کی طرف بوسہ دینے کے لئے جھکا، اور عرض کیا کہ آپ مجھے اپنی کلاہ مبارک پہنا دیجئے، اور اس کی مجھے اسی طرح اجازت عطا فرمایئے جس طرح آپ کو اپنے والد نے اپنے شیوخ سے اجازت عطا فرمائی ہے، پس شیخ نے مجھے چودہ جمادی الآخر ۷۲۷ھ (مطابق سات مئی ۱۳۲۷ء) کو خانقاہ میں کلاہ اسی طرح پہنادی جس طرح انہوں نے اپنے والد شمس الدین محمود سے اور انہوں نے اپنے والد تاج الدین علی الرجا سے اور انہوں نے الامام شہاب الدین ابی حفص عمر بن عبداللہ السہروردی سے اور انہوں نے شیخ الکبیر ضیاء الدین ابی النجیب السہروردی سے اور انہوں نے اپنے چچا الامام وحید الدین عمر سے اور انہوں نے اپنے والد محمد بن عبداللہ المعروف بعمویہ سے اور انہوں نے الشیخ اخی فرج الزنجانی سے اور انہوں نے احمد الدینوری سے اور انہوں نے الشیخ المحقق علی بن سہل الصوفی سے اور انہوں نے ابی القاسم الجنید سے اور انہوں نے سری السقطی سے، اور انہوں نے داؤد الطائی سے، اور انہوں نے الحسن بن ابی الحسن البصری سے اور انہوں نے امیر المومنین علی بن ابی طالب سے پہنی تھی،

بعد ازاں ہم اصفہان سے الشیخ مجد الدین کی زیارت کے لئے شیراز روانہ ہوئے دونوں کے مابین دس دن کی مسافت ہے،

## شہر کلیل، شہر یصرمار، شہر یزد خاص وغیرہ

ہم شہر کلیل آئے، یہ اصفہان سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے، ایک چھوٹا سا شہر ہے نہریں اور باغات بکثرت ہیں، اور پھل پھلاری کی بہتات ہے، وہاں میں نے دیکھا کہ سیب بازار

میں ایک درہم کے پندرہ رطل عراقی ملتے تھے، اور ان کے درہم کی قیمت تین نقرہ تھی، وہاں ہم اس زاویہ میں اترے جسے اس شہر کے بڑے آدمی نے جس کا نام خواجہ کافی ہے، تعمیر کیا تھا، یہ بڑا دولت مند شخص ہے، اور اللہ برتر نے اس کے ساتھ بڑا انعام کیا ہے کہ اس کی طبیعت امور خیر میں مال صرف کرنے مثلاً صدقات وغیرہ دینے زاویوں کے تعمیر کرانے اور مسافروں کی کھانے وغیرہ سے خبر گیری کی طرف مائل کی ہے، پھر کلیل سے روانہ ہو کر ہم دو دن تک مسافت طے کرتے رہے، اور ایک بڑے موضع میں پہنچے۔

اسے بصر بار کہتے ہیں، یہاں بھی ایک زاویہ ہے، جس میں ہر وارد و صادر کو کھانا ملتا ہے، اسے بھی خواجہ کافی نے تعمیر کرایا تھا۔ پھر یہاں سے روانہ ہوئے۔

اور شہر یزد خاص پہنچے، یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے، لیکن یہاں کی عمارت بہت عمدہ ہے، بازار نہایت اچھے اور جامع مسجد بھی نہایت عجیب و غریب پتھر کی چھت دار بنی ہے، شہر ایک خندق کے کنارے واقع ہے، اس میں باغات اور پانی ہیں، اور باہر کی طرف ایک سرائے ہے جس میں مسافر اترتے ہیں، اس پر ایک لوہے کا نہایت مضبوط اور روک دار دروازہ ہے، اور اندر کی جانب بکثرت دوکانیں ہیں، جن میں مسافروں کو ہر ضرورت کی چیز مل جاتی ہے، اس رباط کو الامیر محمد شاہ ینجوا السلطان ابی اسحاق ملک شیراز کے والد نے تعمیر کرایا تھا، یزد خاص میں پنیر بنایا جاتا ہے، جو اسی مقام کے لئے مخصوص ہے خوبی میں اس کا نظیر نہیں، ہر ٹکڑے کا وزن دو اوقیون[1] سے چار اوقیون تک ہوتا ہے، پھر اس شہر سے ہم روانہ ہوئے۔

اور ماین پہنچے، یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے جس میں نہریں اور باغات بکثرت ہیں، اور بازار نہایت خوب صورت ہیں، یہاں اکثر جوز کے درخت ہیں،

(۱) ایک اوقیہ کا وزن، ایک اونس کے برابر ہوتا ہے۔

# شیراز

## شیراز کے صفات وحسنات، سلطان شیراز کا ذکر، شیراز کے اہل اللہ اور اہل کمال

مایین سے روانہ ہو کر ہم شیراز پہنچے، یہ شہرہ آفاق اور پرانا شہر ہے، اس کی قدر و عظمت کے سب ثنا خواں ہیں، عمارتوں کی کثرت سے شہر پٹا پڑا ہے، اور یہ عمارتیں بھی بہت خوب صورت اور مستحکم ہیں، ہر پیشہ کے لئے الگ الگ بازار ہیں، جن میں کوئی اور پیشہ ور نہیں بیٹھ سکتا، یہاں کے لوگ حسین وجمیل، خوش وضع اور خوش پوشاک ہیں، سارے مشرق میں بس ایک دمشق تو ہے جو باغات وانہار وغیرہ میں شیراز سے ہمسری کا دعویٰ کر سکتا ہے، ورنہ کوئی اور شہر اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا،

شہر شیراز ایک وسیع قطعہ ارض پر آباد ہے، جسے ہر جہت سے باغوں نے گھیرے میں لے رکھا ہے، اندرون شہر سے ہو کر پانچ نہریں نکلی ہیں، ایک نہر "رکن آباد" کے نام سے مشہور ہے، اس کا پانی حد درجہ شیریں ہوتا ہے، موسم سرما میں گرم، اور موسم گرما میں سرد، اس نہر کا سرچشمہ ایک پہاڑ کے کنارے ہے، جسے القلیعہ کہتے ہیں، یہ وہیں سے نکلی ہے،

یہاں کی تمام مساجد میں جو بڑی مسجد ہے اسے المسجد العتیق کہتے ہیں، یہ حد درجہ وسیع، بے حد مضبوط اور انتہائی خوب صورت ہے، اس کا صحن بہت کشادہ ہے، اور سنگ مرمر کا ہے، گرمی کے موسم میں شب کے وقت تمام صحن دھویا جاتا ہے، اور شہر کے تمام بڑے لوگ شام کے وقت اس میں جمع ہوتے ہیں، اور مغرب اور عشاء کی نمازیں یہیں ادا کرتے ہیں، جانب شمال ایک دروازہ ہے،

جسے باب حسن کہتے ہیں، اس سے میوہ منڈی میں راستہ جاتا ہے، یہ بازار نہایت عجیب ہے میں اسے دمشق کے باب البرید کے بازار پر فضیلت دوں گا۔

## شیراز کی دیندار، پاکباز، اور باحیا عورتیں؛ وہاں کے لوگوں کی مذہبیت

باشندگان شیراز اہل صلاح و دین و عفاف ہیں، اور خاص کر عورتیں تو ان صفات سے بہت زیادہ متصف ہیں، ان کا دستور یہ ہے کہ سب موزے پہنتی ہیں، اور اس طرح اوڑھ لپیٹ کر اور برقعہ پہن کر باہر نکلتی ہیں، کہ کوئی حصہ جسم کا نہیں دکھائی دیتا، صدقے اور ایثار کرنے میں بہت بڑی چڑھی ہیں، ان کی ایک عجیب و غریب بات یہ ہے کہ سب جامع مسجد میں دو شنبہ پنج شنبہ اور جمعہ کو وعظ سننے کے لئے جمع ہوتی ہیں، اکثر ان کا ہزار ہزار دو، دو ہزار کا اجتماع ہو جاتا ہے، ہر عورت کے ہاتھ میں ایک پنکھا ہوتا ہے، جسے یہ سخت گرمی میں اپنے جھلتی رہتی ہیں، میں نے اس قدر عورتوں کا کسی شہر میں مجمع نہیں دیکھا۔

## شیراز کا ایک مرد مومن اور اس کے جلال و جمال کی کیفیت

میرا شیراز جانے کا مقصد وحید الشیخ القاضی الامام قطب الاولیا و فرید الدہر۔ صاحب کرامات ظاہرہ مجد الدین اسماعیل بن محمد خداداد کی زیارت سے مشرف ہونا تھا۔ خداداد کے معنی عطیۂ الٰہی کے ہیں، چنانچہ میں اس مقصد کے حصول کے لئے مدرسۃ المجدیہ گیا، جو آپ ہی کی طرف منسوب ہے، اس میں آپ کا مسکن بھی ہے، اور آپ ہی نے اسے قائم بھی کیا ہے، جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ساتھ تین شخص اور تھے، اور چوتھا میں تھا۔ دیکھا کہ فقہا اور شہر کے بڑے لوگ آپ کے انتظار میں ہیں، چنانچہ نماز عصر کے لئے باہر نکلے، آپ کے ساتھ محب الدین اور علاؤ الدین آپ کے دونوں بھتیجے اور سگے بھائی روح الدین تھے، ان میں سے ایک داہنی طرف تھا، اور دوسرا بائیں طرف چونکہ ضعف بصارت لاحق ہو گیا ہے، اور زیادہ عمر ہو گئی ہے، اس لئے یہ دونوں حضرات قضا میں آپ کی نیابت کرتے ہیں، میں نے سلام کیا، آپ نے مجھ سے معانقہ کیا اور میرا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے مصلیٰ تک چلے گئے، پھر ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور اشارہ کیا کہ میں ایک جانب نماز پڑھ لوں، چنانچہ میں نے امتثال امر کیا۔ اور نماز عصر ادا کی، پھر آپ کے سامنے کتاب المصابیح اور صاغانی کی شوارق الانوار پڑھی گئی، اور دونوں نائبوں نے قضا کے متعلق واقعات

بیان کئے، پھر شہر کے بڑے لوگ سلام کرنے کے لئے بڑھے، صبح وشام ان کا الشیخ کے ساتھ یہی معمول ہے، پھر آپ نے میرے حالات دریافت فرمائے، اور میرے آنے کی کیفیت پوچھی، اور المغرب، مصر، الشام اور حجاز کے متعلق بھی استفسار فرمایا، میں نے خدمت عالی میں سارے حالات بیان کر دیئے۔

پھر آپ نے اپنے خدام کو حکم دیا، انہوں نے مجھے مدرسہ کے ایک چھوٹے گھر میں اتار دیا، دوسرے دن آپ کی خدمت میں العراق کے بادشاہ السلطان ابی سعید کا قاصد آیا۔ اس کا نام ناصر الدین الدرقندی تھا، یہ کبار امراء میں سے اور خراسانی الاصل شخص ہے، جب یہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو ٹوپی سر سے اتار لی اسے یہ لوگ الکلاہ[1] کہتے ہیں، القاضی کے پیروں کو بوسہ دیا، اور آپ کے سامنے اپنے کانوں کو پکڑے ہوئے بیٹھا رہا، امراء تاتار بادشاہوں کے سامنے اسی طرح بیٹھتے ہیں، یہ امیر اپنے غلاموں، خادموں، اور ساتھیوں نیز پانچ سو سواروں کے ساتھ آیا، اور شہر کے باہر اترا تھا، جب القاضی کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، تو اس کی معیت میں صرف پانچ ہی شخص تھے، اور آپ کے حضور میں از روئے ادب خود تن تنہا حاضر ہوا تھا۔

## ہندوستان سے واپسی دوبارہ حضرت شیخ کی زیارت باسعادت کا شرف

شاہ شیراز نے جو نذرانے پیش کیے تھے، ان میں سے سو مواضعات جمکان کے بھی تھے، یہ دو پہاڑوں کے مابین ایک خندق ہے، اس کا طول چوبیس فرسخ ہے، اور درمیان سے ایک بہت بڑی نہر نکلی ہے، اور اس کے دونوں جانب مواضعات ترتیب سے آباد ہیں، یہ شیراز کے اعلیٰ مقامات میں سے ہے، اس کے بڑے مواضعات میں سے جو شہروں کے ہم پلہ ہیں، ایک موضع میمن ہے، یہ بھی قاضی صاحب کے لئے ہے، اس مقام کے عجائبات میں سے جو جمکان کے نام سے مشہور ہے، یہ ہے کہ اس کا وہ حصہ جو شیراز سے متصل ہے، جس کی مسافت بارہ فرسخ کی ہے، بہت ٹھنڈا ہے، اس میں برف باری ہوا کرتی ہے، اور اس میں اکثر جوز کے درخت ہیں، اور دوسرا نصف حصہ جو بلاد ہنج اور بابال اور ہرمز کے راستہ میں بلاد بالار سے متصل ہے، بہت سخت گرم ہے اس میں اکثر کھجور کے درخت ہوتے ہیں، دوسری مرتبہ بھی مجھے اس وقت قاضی مجد الدین کی زیارت

---

[1] الکلاہ سے مراد غالباً "کلاہ" ہے۔ (رئیس احمد جعفری)

سے مشرف ہونے کا اتفاق ہوا، جب میں ہندوستان سے نکلا، اور صرف آپ کی زیارت سے حصول برکت کے لئے ہرمز گیا، یہ واقعہ ۷۴۸ھ مطابق ۱۳۴۷ء کا ہے، ہرمزا ور شیراز کے مابین پینتیس ۳۵ دن کی مسافت ہے، جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ بہت زیادہ ضعیف ہونے کی وجہ سے حرکت سے قاصر تھے، میں نے سلام کیا تو آپ پہچان گئے، میری طرف متوجہاً اُٹھ کھڑے ہوئے، اور معانقہ کیا، میرا ہاتھ آپ کی کہنی پر پڑا تو میں نے محسوس کیا کہ آپ کا چمڑا ہڈی سے چپک گیا ہے، اور ان میں گوشت کا نام و نشان بھی نہیں ہے، مجھے آپ نے اُس مدرسہ میں اتارا جس میں پہلی مرتبہ اتارا تھا، پھر ایک دن میں آپ کی زیارت کو گیا تو وہاں شیراز کے بادشاہ السلطان ابا اسحٰق کو پایا، جس کا ذکر عنقریب ہی آئے گا، یہ آپ کے سامنے اپنے ہاتھ سے اپنا کان پکڑے ہوئے بیٹھا تھا، یہ رسم ان کے یہاں انتہائی ادب کی علامت ہے، پھر میں مدرسہ کی طرف دوسری مرتبہ آیا، تو آپ کا دروازہ بند تھا، میں نے اس کا سبب دریافت کیا، معلوم ہوا کہ سلطان کی ماں اور بہن میں میراث کے معاملہ میں کچھ جھگڑا ہو گیا ہے، اس لئے ان کو قاضی مجد الدین کے حضور میں بھیجا گیا، چنانچہ یہ دونوں خواتین آپ کے پاس مدرسہ میں آئی ہیں، اور آپ کو حکم قرار دیا ہے، آپ نے ان دونوں میں مطابق شرع فیصلہ کر دیا، اہل شیراز آپ کو قاضی نہیں کہتے، بلکہ ''مولانا اعظم'' کہتے ہیں، اور اسی طرح دستاویزوں اور ان کاغذوں میں لکھتے بھی ہیں، جن میں آپ کے اسم گرامی کے ذکر کی ضرورت ہوتی ہے، آپ کی زیارت سے مشرف ہونے کا میرا آخری زمانہ ماہ ربیع الثانی ۷۴۸ھ مطابق ۱۳۴۷ء تھا، آپ کے بہت سے انوار کے پرتو مجھ پر پڑے بہت سی برکتیں مجھ پر ظاہر ہوئیں، اللہ آپ کی، اور آپ جیسے حضرات کی ذات و برکات سے سب کو نفع پہنچائے، آمین،

## شاہ شیراز کے عادات و خصائل، دُور اندیشی اور حسن صورت و سیرت کا مشاہدہ

جب میں شیراز گیا تھا، تو وہاں کا سلطان الملک الفاضل ابو اسحاق بن محمد شاہ ینجو تھا، اس کے والد نے اس کا نام الشیخ ابی اسحاق الکازرونی کے نام پر رکھا تھا، یہ نہایت نیکوکار بادشاہوں میں سے صاحب حسن و سیرت و ہیئت، کریم النفس جمیل الاخلاق متواضع صاحب قوت تھا، اس کا ملک بہت بڑا اور اس کے لشکر میں صرف پچاس ہزار ترک اور عجمی تھے، اہل اصفہان پر اسے بہت اعتماد اور بھروسہ تھا اور اہل شیراز پر کبھی مطمئن نہ ہوا، نہ انہیں اپنا خادم بناتا تھا، اور نہ

تقرب عطا کرتا تھا، اور نہ ان میں سے کسی کو مسلح ہونے کی اجازت دیتا تھا کیونکہ یہ بہت بڑے باہیبت اور بہادر، سرکش اور باغی فطرت کے ہیں، جس کے ہاتھ میں ہتھیار دیکھتا تھا، سزا دیتا تھا، میں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ اُسے سپاہی گھسیٹے لئے جا رہے ہیں، یہ پولیس کے لوگ تھے، اور اس کی گردن میں رسّی باندھی ہوئی تھی، میں نے لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے کہا کہ رات کو ہاتھ میں کمان لئے ہوئے یہ جا رہا تھا،

وس کا والد محمد شاہ ینجو ملک العراق کی طرف سے شیراز کا حاکم تھا، یہ شخص نہایت حسن صورت اور سیرت کا جامع تھا، اور یہاں کے باشندوں سے محبت رکھتا تھا، جب اس نے وفات پائی، تو السلطان ابوسعید نے اس کی جگہ پر الشیخ حسین کو جو ابن الجوبان امیر الامراء ہیں مقرر کیا، اور ان کی معیت میں بہت سا لشکر بھیجا، جب یہ شیراز پہنچا تو یہاں کے محصول ضبط کر لئے، مجھ سے الحاج قوام الدین الطمغچی نے بیان کیا، جو یہاں کے خزانہ کے مہتمم تھے، کہ یہاں کی روزانہ دس ہزار درہم کی آمدنی کی وصولی کا میں ذمہ دار ہوں، مغربی سونے سے اس کی قیمت ڈھائی ہزار دینار سُرخ ہیں الامیر حسنی یہاں ایک مدت تک رہے، پھر الملک العراق کے پاس آنے کا ارادہ کیا، تو ابی اسحٰق بن محمد شاہ ینجو اس کے دونوں بھائیوں رکن الدین اور مسعود بک اور اس کی والدہ طاش خاتون کو گرفتار کر کے عراق لے جانا چاہا، تاکہ ان سے ان کے والد کا مال طلب کرے جب یہ گرفتار شدہ شیراز کے بازار میں پہنچے، تو طاشں خاتون نے اپنا منہ کھول دیا، کیوں کہ اس نے شرم کی وجہ سے برقعہ اوڑھ لیا تھا کہ اسے کوئی اس حالت میں نہ دیکھ لے، کیونکہ ترک عورتوں میں رسم ہے کہ وہ اپنا چہرہ نہیں ڈھانکتیں، اور بایں الفاظ اہل شیراز سے فریاد رسی کی، اے اہل شیراز کیا میں تم میں سے اس طرح جاؤں گی؟ میں فلاں عورت اور فلاں کی بیوی ہوں، اس پر نجاروں میں سے ایک شخص اٹھا جس کا پہلوان محمود نام تھا،

## عوام کی شورش، اور بغاوت، بادشاہ کی برہمی اور عتاب، قاضی مجد الدین کی ثالثی

اس نے کہا ہم ہرگز اس طرح اس کو اپنے شہر سے نہ جانے دیں گے، اور نہ اسے پسند کریں گے، لوگوں نے بھی اس کے اس قول کی اتباع کی، اور عام لوگوں میں شورش پیدا ہو گئی، سب نے ہتھیار اٹھا لئے، اور بہت سے لشکریوں کو مار ڈالا، ان کا مال چھین لیا، اور اس عورت اور اس کی اولاد کو چھوڑا لیا، الامیر حسنی اور جو اس کے ساتھی تھے، سب بھاگ کھڑے ہوئے، اور

یہ السلطان ابی سعید کے پاس شکست خوردہ آیا، اس نے اس کو بہت سا لشکر دیا، اور کہا، کہ شیراز واپس جاؤ، اور جس طرح چاہو جاکر حکومت کرو، جب یہ خبر باشندگان شیراز کو پہنچی، تو انہیں معلوم ہوا کہ ان میں اب کوئی طاقت نہیں ہے، یہ سب القاضی مجدالدین کے پاس آئے، اور آپ سے التجا کی کہ فریقین کی خونریزی کو رفع دفع کیجئے، اور صلح کرا دیجئے، جب آپ امیر حسنی کی طرف روانہ ہوئے تو امیر مذکور آپ کی وجہ سے گھوڑے سے اتر پڑا، سلام عرض کیا، اور صلح ہو گئی، اس دن الامیر حسنی شہر کے باہر اترا تھا، جب دوسرا دن ہوا تو باشندگان شیراز اس کے دیکھنے کے لئے نہایت اچھی ترتیب سے نکلے، شہر کو سجایا، اور خوب شمعیں جلائیں، اور امیر حسنی بڑی شان و شوکت اور ہجوم کے ساتھ داخل ہوا، اور ان کے ساتھ بڑے حسن و اخلاق سے پیش آیا،

جب السلطان ابوسعید نے وفات پائی، اور اس کا سارا کارخانہ درہم برہم ہوگیا، اور ہر امیر نے بغاوت شروع کر دی، تو الامیر حسنی کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے، اس لئے بھاگ کھڑا ہوا السلطان ابواسحاق، شیراز، اصفہان اور بلاد فارس کا والی بن بیٹھا، اس کا ملک ڈیڑھ ماہ کی مسافت تھا، اس نے دوسرے بلاد متصلہ پر بھی اپنی حکومت قائم کر دی، فتوحات کا آغاز پہلے سب سے قریب مقام شہر یزد سے ہوا، یہ شہر نہایت اچھا اور پاکیزہ ہے، اور بازار نہایت عجیب ہیں، نہریں بکثرت جاری اور درخت بڑے سرسبز و شاداب ہیں، یہاں کے باشندے تجارت پیشہ شافعی المذہب ہیں، چنانچہ اس نے محاصرہ کیا، اور متصرف ہوگیا۔

## ایک من چلا باغی، جس کی شجاعت کے سامنے سلطان نے سر جھکا دیا اور مالامال کر دیا

الامیر مظفر شاہ ابن الامیر محمد شاہ بن مظفر نے ایک قلعہ میں جاکر پناہ لی جو یہاں سے چھ میل کی مسافت پر اور نہایت بلند اور ریگستان کے درمیان واقع ہے، جب اس قلعہ کا جاکر محاصرہ کیا، تو الامیر مظفر سے جو بہادری ظاہر ہوئی، اسے خرقات عادت کہنا چاہئے، کبھی سننے میں نہ آئی تھی، السلطان ابی اسحاق کے لشکر پر شب خون مارتا رہا، اور جس قدر چاہتا تھا، قتل کرتا تھا، ڈیرے اور خیموں کو پھاڑ ڈالتا، اور پھر اپنے قلعہ میں چل دیتا، کسی میں جرأت نہ ہوتی، کہ اس کے قریب چلا جائے، ایک مرتبہ السلطان کے خیموں پر شب خون مارا، اور وہاں ایک جماعت کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا، اور دس گھوڑے خاص سلطانی پکڑ لئے، اور قلعہ میں لے آیا، اب تو سلطان والا نے حکم دیا، کہ دس ہزار اسپ سوار ہر شب کو تیار رہا کریں، اور کمین گاہوں میں

چھپ جایئں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، وہ اپنی حسب عادت سو ساتھیوں کو لے کر نکلا، اور لشکر پر شب خون مارا کمین گاہوں کے سواروں نے اُسے گھیر لیا، اور لشکر جا پہنچا، آپس میں خوب کشت و خون کا بازار گرم رہا، لیکن یہ نکل کر اپنے قلعہ میں پہنچ گیا، اس کے ساتھی سواروں میں سے صرف ایک سوار پکڑ کر السلطان ابی اسحٰق کے پاس لایا گیا، سلطان نے اُسے خلعت دیا، اور آزاد کر دیا، اور اس کے ہاتھ مظفر کے لئے ایک امن نامہ بھیجا کہ میرے پاس چلے آؤ، لیکن اُس نے اس سے انکار کر دیا، پھر ان کے مابین خط و کتابت جاری رہی، اور السلطان ابی اسحٰق کے قلب میں اس کی طرف سے محبت جاگزین ہو گئی، چونکہ اُس نے اس کی مردانگی کا بذات خود مشاہدہ کیا تھا، اس لئے کہا کہ میں صرف آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں، جب دیکھ لوں گا، چلا جاؤں گا، پس سلطان والا کو قلعہ کے باہر کھڑا ہوا اور امیر مذکور کو اس کے دروازہ پر، اور اُسے سلام کیا، السلطان نے اُس سے کہا کہ آپ کو امان ہے، نیچے تشریف لے آیئے، امیر مظفر نے جواب دیا، کہ میں نے خدا سے عہد کیا ہے، جب تک آپ میرے قلعہ میں نہ داخل ہوں گے، میں نہ اتروں گا، اس نے کہا کہ اچھا بہتر ہے، اور سلطان اپنے دس ساتھیوں کی معیت میں قلعہ میں داخل ہو گیا، جب قلعہ کے دروازہ پر پہنچا، تو مظفر پیادہ پا اتر آیا، اور اس کی رکاب کو بوسہ دیا، اور اس کے آگے پیادہ پا چلتا ہوا اسے اپنے مسکن میں داخل کیا، اس کے کھانے میں شرکت کی، اور اس کی معیت میں سوار ہو کر محل سلطانی میں اترا، سلطان نے اُسے اپنے پہلو میں بٹھایا، خلعت اس کے زیب تن کی اور بہت سامال عطا کیا، اب دونوں میں اتفاق ہو گیا، اور خطبہ میں سلطان اور ابی اسحاق دونوں کا نام بڑھایا جانے لگا، اور یہاں کی حکومت مظفر اور اس کے باپ کو سونپ دی پھر اپنے بلاد واپس چلا آیا۔

## نئے ایوان کسریٰ کی تعمیر، شیراز اور سلطان ہند کے بذل و عطا کا موازنہ

ایک مرتبہ السلطان ابو اسحٰق کی یہ آرزو ہوئی کہ ایک ایوان، ایوان کسریٰ کی طرح بنایا جائے، اہل شیراز کو حکم دیا کہ اس کی بنیادیں کھودنے کا کام اپنے ذمہ لیں، چنانچہ اہل شیراز نے امتثال امر کیا، اس کام میں ہر فن والا دوسرے فن والے پر سبقت چاہتا تھا، اور کسی نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا، مٹی ڈھونے کے لئے چمڑے کی ٹوکریاں بنوائیں، اور ان پر حریر المزرکش کے غلاف چڑھوائے، اور یہی مٹی ڈھونے والے چوپایوں کے ساتھ بھی کیا، یعنی ان کے لئے

ایسی ہی خور جیاں بنوائیں، اور بعض نے چاندی کے پہاوڑے بنوائے، اور بکثرت شمعیں روشن کیں، کھودنے کے وقت یہ نہایت عمدہ کپڑے پہنتے، اور اپنی کمروں میں ریشم کے پٹکے باندھ کر کھودنے کا کام کرتے، سلطان ان کے یہ سارے فعل ایک مقام خاص سے بیٹھ کر مشاہدہ کرتا تھا، میں نے بچشم خود اس عمارت کو دیکھا ہے، تقریباً زمین سے تین گز بلند ہوئی تھی، جب اس کی بنا پڑ گئی تو سلطان مذکور نے اہل شہر سے بیگار بند کر دی، اور مزدوری دے کر کام کرانے لگا، اس کام کو ہزاروں کاریگر انجام دیتے تھے، میں نے شہر کے والی سے سنا ہے کہ اس کے محاصیل کا کثیر حصہ اس عمارت کی تعمیر میں صرف ہوا ہے، اس پر امیر جلال الدین بن الفلکی التوریزی بحیثیت مہتمم مامور تھا، اس کا بڑے لوگوں میں شمار تھا اور اس کا والد مسمی شاہ جیلان السلطان ابی سعید کے وزیر کا نائب تھا، اس امیر جلال الدین الفلکی کا ایک فاضل بھائی بھی تھا، جس کا نام ہبتہ اللہ اور لقب بہاؤ الملک تھا، یہ بھی ملک الہند کے پاس اس وقت گیا تھا، اور ہمارے ساتھ شرف الملک امیر بخت بھی تھے، ملک الہند نے ہم سب کو خلعتیں دیں، ہر شخص اپنے اپنے کار لائقہ کی غرض سے آیا تھا، ہمارے لئے روزانہ مرتب مقرر کیا، اور بہت کچھ احسان سے پیش آیا، جس کا انشاء اللہ ہم قریب ہی ذکر کریں گے، یہ السلطان ابو اسحاق، ملک الہند کا عطا و کرم میں بہت کچھ تشبیہ کیا کرتا تھا، لیکن کجا ثریا کی بلندی اور کجا تحت الثریٰ! ابی اسحٰق کے عطایا میں سے سب سے بڑا عطیہ جس کا ہمیں علم ہے، یہ ہے کہ اس نے الشیخ زادہ الخراسانی کو جب یہ ملک ہرات کے پاس سے سفیر ہو کر آیا، تو ستر ہزار دینار عطا کئے تھے، لیکن ملک الہند اس سے دوگنی دوگنی رقمیں جو احاطہ شمار میں نہیں آسکتیں، باشندگان خراساں وغیرہ کو دیا کرتا تھا،

## سلطان ہند کی سخاوت کا لاثانی واقعہ، ایک شخص کو تیرہ من سونا عطا کر دیا

خراسانیوں کے ساتھ سلطان ہند کا ایک عجیب واقعہ پیش آیا، ایک مرتبہ اس کے پاس خراسان کے فقہا میں سے ایک فقیہ جو ہروی المسکن اور خوارزمی الاصل تھا، اسے الامیر عبد اللہ کہتے تھے، اسے خاتون ترابک، امیر قطلودمور صاحب خوارزم کی زوجہ نے سلطان ہند کے پاس ہدیہ لے کر بھیجا تھا، سلطان نے اسے قبول کر لیا، اور اس سے دوگنا عطا کر کے اس کے پاس بھیجا، اور قاصد کو اپنے پاس ٹھہرا کر اپنے ندیموں کے زمرہ میں داخل کیا، ایک دن اس نے اس سے کہا کہ خزانہ میں جاؤ، اور جس قدر تم سے اُٹھ سکے سونا اٹھالاؤ، چنانچہ وہ اپنے گھر گیا، اور تیرہ تھیلیاں اٹھالایا، اور ہر تھیلی میں جس قدر

سونا اسکتا تھا بھرا۔ اور تمام تھیلیاں اپنے اعضا میں سے ہر عضو میں باندھیں یہ چونکہ بہت طاقتور تھا، اس لئے انہیں لے کر کھڑا ہو گیا، جب خزانہ سے نکلا تو گر پڑا، اور اٹھ نہ سکا، سلطان نے جس قدر اس نے نکالا تھا، وزن کرایا تو دہلی کے من سے کل تیرہ من تھا، ایک من کا وزن پندرہ رطل مصری کے مساوی ہوتا ہے، پس حکم صادر کیا کہ یہ سب تمہارا ہے، اس نے لیا، اور لے کر چلا آیا،

ایک مرتبہ امیر بخت الملقب بشرف الدین الخراسانی سلطان ہند کے دربار میں بیمار ہو گئے، سلطان ان کی عیادت کے لئے آیا، جب ان کے پاس آیا، تو انہوں نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا، سلطان نے قسم دلائی کر بستر سے نہ اترو، سلطان کے لئے ایک مونڈھا ڈال دیا گیا، یہ اس پر بیٹھا پھر سونا اور ترازو منگوایا، چنانچہ لایا گیا، مریض سے کہا کہ ترازو کے ایک پلڑہ میں بیٹھو انہوں نے کہا اے خوند عالم اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ آپ ایسا کریں گے، تو میں بہت سے کپڑے پہن لیتا، سلطان نے کہا تو اچھا اب سہی جس قدر کپڑے تمہارے پاس ہیں پہن لو، انہوں نے بہت سے ایام سرما کے روئی دار کپڑے پہن لئے، اور ترازو کے پلڑے میں بیٹھ گئے، دوسرے پلڑے میں اس قدر سونا رکھا گیا کہ سونے والا پلڑا جھک گیا، سلطان نے کہا کہ لو اور اپنے اوپر سے اسے صدقہ کر دو، اور واپس چلا آیا،

## حضرت اخی الرضا علی بن موسے رضی اللہ کا مزار پُر انوار اور وہاں کے تجلیات و مشاہدات

شیراز کے مشاہد میں سے احمد بن موسیٰ اخی الرضا علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسنی بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کا مشہد ہے، اہل شیراز اس مشہد کی بہت تعظیم کرتے اس سے برکت حاصل کرتے اور اللہ برتر کے فضل کے لئے وسیلہ بتاتے ہیں، اس پر طاش خاتون السلطان ابی اسحاق کی ماں نے ایک بہت بڑا مدرسہ اور خانقاہ بنوائی ہے، اس میں وارد و صادر کو کھانا ملتا ہے، اور قرا تربت مبارکہ پر ہمیشہ قرآن پڑھتے ہیں، خاتون کی عادت ہے کہ اس مشہد پر ہر دوشنبہ کی شب کو آتی ہے، اس شب کو تمام قاضی فقیہ اور شریف جمع ہوتے ہیں، شیراز میں شرفا کی کثرت ہے، میں نے معتمد آدمیوں سے سنا ہے کہ شرفا میں سے وہ لوگ جن کے لئے روزینہ مقرر ہے چھوٹوں اور بڑوں میں سے کچھ اوپر ایک ہزار چار سو ہیں، اور ان کا نقیب عضد الدین الحسنی ہے، جب یہ لوگ مشہد مبارک پر حاضر ہوتے ہیں، تو حاضرین ختم قرآن کرتے ہیں، اور قرا نہایت خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں، کھانا پھل پھلاری اور حلوہ لایا جاتا ہے، جب سب لوگ کھا چکتے ہیں، تو واعظ وعظ کہتا ہے، یہ سب نماز ظہر کے بعد سے عشار تک ہوتا رہتا ہے، خاتون ایک کھڑکی میں جو مسجد

کے اوپر واقع ہے، بیٹھی دیکھا کرتی ہے، پھر مزار مبارک کے دروازہ پر طبل، نفیریاں اور قرنا وغیرہ جس طرح بادشاہوں کے دروازوں پر بجائے جاتے ہیں، بجتے ہیں۔

## قطب وقت حضرت ابن خفیف کا مزار مقدس، جنہوں نے جزیرہ سراندیپ کا راستہ ظاہر کیا

یہاں کے مشاہد میں سے الامام القطب الولی ابی عبداللہ بن خفیف کا مزار مبارک بھی[1] ہے، آپ یہاں کے باشندوں میں الشیخ کے نام سے مشہور اور تمام بلاد فارس کے سردار ہیں، آپ کے مشہد مبارک کی یہ لوگ بہت تعظیم کرتے ہیں، صبح اور شام حاضری دیتے ہیں، اور اُسے مسح کرتے ہیں، میں نے قاضی مجدالدین کو دیکھا کہ یہاں زیارت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے، اور اسے بوسہ دیا کرتے تھے، خاتون ہر جمعہ کی رات کو اس مشہد کی زیارت کے لئے آیا کرتی ہے، اس پر ایک خانقاہ اور مدرسہ بھی ہے، یہاں تمام قاضی اور فقیہ جمع ہوتے ہیں، اور جو کچھ مشہد احمد بن موسیٰ پر کرتے ہیں، وہی یہاں بھی کرتے ہیں، میں ان دونوں مقامات پر حاضر ہوا ہوں، الامیر محمد شاہ ینجو، السلطان ابی اسحاق کے والد کی قبر اسی تربت سے متصل ہے، الشیخ ابو عبداللہ بن خفیف کا اولیاء اللہ میں بہت بڑا مرتبہ ہے، اور آپ کے حالات بہت مشہور ہیں، یہ وہی بزرگ ہیں، جنہوں نے سرزمین ہند کے جزیرہ سیلون[2] میں جبل سراندیپ کا راستہ ظاہر کر دیا تھا۔

## سیلون کے کفار، کفار ہند کے برعکس مسلمانوں کی نہایت عزت و تکریم کرتے ہیں،

میں اس جزیرہ سیلان میں بھی گیا، یہاں کے تمام باشندے کافر ہیں، لیکن مسلمان فقراء کی بہت عزت کرتے اور انہیں اپنے گھروں میں اتارتے ہیں، کھانا کھلاتے اور انہیں اپنے گھروں میں اپنے اہل و عیال میں رکھتے ہیں، ان کا یہ طریقہ تمام کفار ہند کے خلاف ہے، کیوں کہ نہ وہ مسلمانوں کو اپنے پاس آنے دیتے، نہ انہیں اپنے برتنوں میں کھانا کھلاتے، اور نہ پانی پلاتے ہیں، باوجودیکہ نہ یہ انہیں کچھ اذیت پہنچاتے، نہ ان کی کچھ برائی کرتے، اور نہ

---

[1] ان کا ذکر مولانا جامی نے نفحات الانس میں کیا ہے، آپ کے مزار کا شیراز میں ہونا مختلف فیہ ہے، لیکن ابن بطوطہ نے شہرت عام پر ظن قائم کیا ہے، (رئیس احمد جعفری)

[2] عرب مورخین اور سیاح، سیلون، کو سیلان کہتے ہیں، (رئیس احمد جعفری)

انہیں کچھ دکھ دیتے ہیں، جب ہمیں کبھی ان سے گوشت پکوانے کا اتفاق آپڑا ہے، تو وہ اپنی ہانڈیوں میں گوشت لاکر ہم سے دور بیٹھے ہیں، کیلے کے پتوں پر چاول رکھتے ہیں، یہ اُن کا کھانا ہے، اور اس پر کوشان بھی ڈالتے ہیں، یہ ان کے ساتھ کھانے کی چیز ہے، اور چلے جاتے ہیں، ہم وہ کھاتے ہیں، اور پس خوردہ کتوں کے سامنے ڈال دیا جاتا ہے، اور اُسے پرندے کھا لیتے ہیں، اگر اس میں سے کسی ایسے چھوٹے بچے نے کھالیا جسے عقل نہیں ہے، تو اُسے خوب مارتے ہیں، اور گائے کا گوبر کھلا دیتے ہیں، کیونکہ ان کے عقیدہ کے موافق وہ اس سے پاک ہو جاتا ہے،

## حضرت صالح زرکوب کا مزار، شیرازی بڑے خوش الحان قاری ہوتے ہیں گھروں میں قبرستان

یہاں کے مشاہد میں سے الشیخ الصالح زرکوب کا مشہد ہے، اس پر ایک خانقاہ بھی کھانا کھلانے کے لئے بنی ہے، تمام مشاہد شہر کے اندر ہیں، اسی طرح یہاں کے باشندوں کی تمام قابل عظمت قبریں ہیں، کیونکہ ان میں سے جس شخص کا بیٹا یا بیوی مرتی ہے، تو اس کی قبر گھر کے کسی حصہ ہی میں بنا چھوڑتے ہیں، اور پھر اُس میں دفن کر دیتے ہیں، اور اُس گھر کو چٹان یا فرش سے مفروش کر دیتے ہیں، میت کے سرہانے اور پائینتی بکثرت شمعیں روشن کرتے ہیں، اس گھر میں گلی کی طرف ایک لوہے کی جنگلے دار کھڑکی لگاتے ہیں، اس سے قراء داخل ہوتے ہیں، جو نہایت خوش الحانی سے تلاوت کرتے ہیں، باشندگان شیراز سے بڑھ کر تمام عالم میں خوش الحانی کے ساتھ کوئی قرآن پڑھنے والے نہیں ہیں، گھر والے مزار پر فرش بچھاتے، اور اس پر چراغاں کرتے ہیں، گویا میت بدستور گھر میں ہے، مجھ سے لوگوں نے ذکر کیا کہ وہ روزانہ میت کے لئے کھانا پکاتے ہیں، اور اس کے نام پر اسے صدقہ دے دیتے ہیں،

## حضرت شیخ سعدی شیرازی کا مزار، زاویہ، نہر، اور دیگر مناظر

اُن مشاہد میں جو بیرون شیراز واقع ہیں، الشیخ الصالح المعروف بالسعدی کا مزار ہے، آپ اپنے زمانہ میں فارسی زبان[1] کے بہت بڑے شاعر تھے، اکثر اپنے کلام کو زبان عربی سے بھی

---

[1] حافظ کا مصرعہ یاد کیجئے، "در کنار آب رکن آباد و گلگشت مصلیٰ را"، (رئیس احمد جعفری)

خوب چمکایا ہے، آپ کا زاویہ بھی ہے، جسے آپ نے اسی مقام پر تعمیر کرایا تھا، اس میں ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا باغ ہے، زاویہ ایک بڑی نہر کے کنارے واقع ہے جسے رکن آباد کہتے ہیں، یہاں شیخ نے کئی چھوٹے چھوٹے سنگ مرمر کے حوض بھی کپڑے دھونے کے لئے بنوائے ہیں، لوگ شہر سے نکل کر اس مقام کی زیارت کے لئے آتے ہیں، اسی زاویہ کے دسترخوان پہ کھانا کھاتے ہیں، اور اس نہر میں اپنے کپڑے دھوتے ہیں، اور پھر واپس چلے جاتے ہیں، اس زاویہ سے متصل ایک دوسرا زاویہ بھی ہے، اور اس سے ملا ہوا ایک مدرسہ ہے، یہ دونوں عمارتیں شمس الدین السمنانی کے مزار پر بنی ہوئی ہیں، آپ امراء فقہا میں سے تھے، اور وصیت کی تھی کہ میں اسی مقام پہ دفن کیا جاؤں۔

شہر شیراز میں کبار فقہا میں سے الشریف مجیدالدین ہیں، آپ کا معاملہ کرم عجیب ہے، اکثر ایسا ہوا ہے، کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا، سب خیرات کر دیا، یہاں تک کہ جسم کے کپڑوں تک سے دریغ نہ کیا، اور جو گدڑی آپ کے پاس تھی اوڑھ لی، جب شہر کے بڑے لوگ آپ کے پاس آتے ہیں، اور آپ کو اس حالت میں دیکھتے ہیں تو کپڑے پہنا دیتے سلطان کی طرف سے آپ کے لئے پچاس دینار دراہم وظیفہ مقرر ہے،

## شیخ ابواسحاق کا زاویہ مبارکہ، چین اور ہند کے لوگوں کی بے پناہ عقیدت و عظمت

شیراز سے کازرون پہنچے، اور الشیخ ابی اسحاق کے زاویہ میں اللہ آپ کی ذات سے نفع پہنچائے جا اترے، اور اس رات کو یہیں شب باش رہے، ان کا یہ طریقہ ہے کہ چاہے کوئی بھی وارد ہو اسے ہریسہ جو گوشت، گیہوں اور گھی سے بنتا ہے، کھلاتے ہیں، یہ چپاتی سے کھلایا جاتا ہے، اور جو ان کے یہاں آتا ہے، جب تک اس کی تین دن تک ضیافت نہ کر لیں، سفر کے لئے رخصت نہیں کرتے، وہ شیخ جو زاویہ میں مقیم ہے، اس کے پاس حاجتیں لے کر آتے ہیں، وہ ان فقراء سے تعمیل کے لئے کہتا ہے، جو اس زاویہ میں رہا کرتے ہیں، ان کی تعداد سو سے اوپر ہے، ان میں سے شادی شدہ بھی ہیں، یہ قرآن ختم کرتے ہیں، اور پھر شغل و ذکر ہوتا ہے، پھر اس حاجت مند کے لئے الشیخ ابی اسحاق کی ضریح کے پاس دعا کرتے ہیں، اللہ برتر آپ کے وسیلہ سے اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے،

ان شیخ ابواسحاق کی اہل ہند اور چینی بڑی عظمت کرتے ہیں، بحر چین میں سفر کرنے والوں کی عادت ہے کہ ہوا میں تغیر ہوتا، اور بحری لٹیروں سے انہیں خوف دامنگیر ہوتا ہے تو ابی اسحٰق

کے لیے منتیں مانتے ہیں، اور ہر شخص نے جو منت مانی ہے، اسے لکھ لیتا ہے۔ جب سلامتی سے خشکی پر پہنچ جاتے ہیں، تو زاویہ کے خادم کشتی پر چڑھ جاتے، اور کشتی کی زمام پکڑ لیتے ہیں، اور ہر نذر ماننے والے کی نذر یا چڑھاوا لے لیتے ہیں، چین یا ہندوستان سے کوئی ایسا جہاز یا کشتی نہیں آتی، جس میں اس مقصد کے لیے ہزار دل دینار نہ ہوں۔ زاویہ کے خادم کی طرف سے وکیل آتے ہیں، وہ انہیں لے لیتے ہیں، فقراء میں سے جو الشیخ کے صدقہ کے طالب آتے ہیں، ان کو یہاں سے ایک تحریر دی جاتی ہے، اور الشیخ کی علامت چاندی کے قالب میں منقوش ہوتی ہے، اسے سرخ روشنائی سے اس فرمان پر لگا دیتے ہیں، اس سے اس پر نشان بن جاتا ہے، اس تحریر کا مضمون یہ ہوتا ہے، کہ جس کے پاس الشیخ ابی اسحاق کے لئے کوئی نذر ہے، اس میں اس قدر فلاں شخص کو دے دینا چاہیئے، ہزار سے لے کر سو تک اور اس کے مابین دینے کے لیے حکم ہوتا ہے، اور اس سے زیادہ فقیر کی حاجت پر انحصار ہوتا ہے، جب وہ شخص مل جاتا ہے، جس کے پاس کچھ نذر ہے، اور اس سے لے لیتے ہیں، تو اس حکم نامہ میں تحریر کے پیچھے جو کچھ اس سے وصول کیا ہے، لکھ دیتے ہیں، ایک مرتبہ ہندوؤں کے بادشاہ نے ابی اسحاق کے لئے دس ہزار دینار کی نذر مانی، اس کی خبر زاویہ کے فقراء کو ملی، ان میں سے ایک ہندوستان آیا، اُسے لیا اور لے کر زاویہ واپس چلا گیا،

## اصحابِ رسول حضرت زید بن ثابت اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کے مزارات عالیہ

شہر زیدین میں وارد ہوئے، یہ اس نام سے اس لئے مسمی ہے، کہ اس میں زید بن ثابت اور زید بن ارقم دونوں انصاریوں اور رسول اللہ صلعم تسلیماً کے صحابہ رضی اللہ عنہما کے مزارات ہیں، یہ شہر نہایت اچھا بکثرت باغات اور نہروں پر مشتمل ہے، اور یہاں کے بازار بھی نہایت اچھے اور مساجد نہایت عجیب ہیں، یہاں کے باشندے نیکوکار، امانت دار اور دیانت دار ہیں، یہاں کے خاص رہنے والوں میں سے القاضی نورالدین الزیدانی ہیں ایک مرتبہ آپ باشندگان ہند کے یہاں تشریف لائے تھے، اس وقت یہاں کے مقام و بلیتہ المہل کے عہدہ قضا کے آپ والی ہوئے تھے، یہ بہت سے جزائر کا نام ہے جن کا مالک جلال الدین بن صلاح الدین صالح تھا، اس بادشاہ کی بہن کے ساتھ آپ نے

شادی بھی کی تھی، اس کا عنقریب ذکر آئے گا، نیز اس کی لڑکی خدیجہ کا بھی ذکر آئے گا، جو اس کے بعد ان جزیروں کی والی ہوئی تھی، یہیں قاضی نورالدین نے وفات بھی پائی۔

زبیدین سے رخصت ہوکر ہم الحویزا میں وارد ہوئے، یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے یہاں زیادہ تر عجمی بود و باش رکھتے ہیں، اس کے اور بصرہ کے مابین چار، اور اس کے اور کوفہ کے درمیان پانچ منزلوں کی مسافت ہے، یہاں کے بزرگوں میں شیخ صالح جمال الدین حویزائی ہیں، جو خانقاہ سعید السعدا کے شیخ ہیں۔

# کوفہ

## فدایان حسین کے مآثر و مقابر، شہر کے عام حالات، باشندے اور آب و ہوا

اب ہم نے کوفہ کا رخ کیا،[1]

دوران سفر میں ایک ایسے دشت ہولناک سے گذر ہوا، جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا کسی مقام پر، یہاں سے ورود کے دوسرے دن ہم کوفہ پہنچ گئے۔

---

[1] کوفہ بھی ایک نوآباد شہر تھا جو عہد خلافت راشدہ میں بسا تھا،

یہ شہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا پایہ تخت خلافت بھی تھا، شورش پسندوں کی بداعتی، ہنگامہ آرائی اور فتنہ و فساد سے آپ مدینۂ منورہ کی خاک پاک کو آلودہ نہیں ہونے دینا چاہتے تھے، چنانچہ آپ نے مرکز خلافت مدینہ سے کوفہ منتقل کر لیا۔

فقہ حنفی کے امام جلیل حضرت امام ابو حنیفہ کا مرکز تحقیق و افتا، اور مرکز اجتہاد و تفقہ بھی یہی شہر تھا، اسی سرزمین نے امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور فقہ اسلامی کے جلیل القدر ائمہ کو پروان چڑھایا،

حضرت علیؓ کے کوفہ میں قیام فرما ہونے کے بعد صحابہ کرام کی ایک بہت بڑی تعداد یہاں آکر مقیم ہو گئی، اور حدیث رسول صلعم کی تبلیغ کو اپنا اسوہ بنا لیا،

یہی سرزمین ہے، جہاں جلیل القدر صحابی رسول حضرت حجر بن عدی قیام فرما تھے، اور جب امیر معاویہ کے حکم سے ہر مسجد میں حضرت علیؓ پر لعن وطعن کا سلسلہ شروع ہوا، تو برداشت نہ کر سکے، اور اس جرم میں امیر معاویہ کے حکم (باقی صفحہ ۲۳۶ پر)

یہ شہر یکے از امہات بلاد عراق ہے، اس کے فضل و مقام بلند کا سبب یہ ہے کہ یہ بہت سے صحابہ اور تابعین کا مرکز اور علماء و صالحین کا مقام رہا ہے، مزید برآں علی بن ابی طالب امیر المومنین کا دار الحکومت رہا ہے، لیکن اب سرکشوں کی دست درازی کے باعث ویران ہوگیا ہے، اس کے سارے فساد اور بربادی کا باعث عرب خفاجہ ہیں، جن کی اس جوار میں بود و باش ہے، یہ لوگ راستہ میں ڈاکہ زنی کرتے ہیں،

اس کی کوئی شہر پناہ نہیں، تمام عمارت اینٹ کی ہے، اس کے بازار نہایت خوبصورت ہیں، ان میں اکثر کھجور اور مچھلی بکتی ہے، یہاں کی جامع مسجد بہت بڑی اور شرف والی ہے، اس کے سات درجے ہیں، جو پتھر کے صحیح ترشے ہوئے ستونوں پر قائم ہیں، پتھروں کے نیچے اوپر جوڑوں میں سیسہ پلایا ہوا ہے، یہ بہت طول و طویل ہیں،

اس مسجد کے آثار کریمہ میں سے ایک مکان داہنی طرف دبا ہوا قبلہ رخ ہے، کہتے ہیں کہ یہیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی عبادت گاہ تھی، اسی کے قریب ایک محراب ہے، جس پر ساگوان کی

---

(گذشتہ صفحہ ۲۳۶ کا حاشیہ)

سے قتل کر دیئے گئے، یہ ایسا حادثہ تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کانپ اٹھیں، انہوں نے ایک مرتبہ امیر معاویہ سے جب وہ ان سے ملنے آئے تھے، کہا

"معاویہ تمہیں حجر کو قتل کرتے وقت خدا کا خوف نہ آیا؟"

کوفہ کی سرزمین نے عہد اموی کے بڑے بڑے جباروں، قہاروں، سفاکوں، اور انسانی زندگی سے کھیلنے والوں کا شاندار آغاز اور عبرتناک انجام بھی دیکھا ہے،

یہاں ایسے ایسے اصحاب و علم و فضل، ارباب و زہد و ورع، اور حاملان کتاب و سنت نمودار ہوئے، جن کی لسان حق پر وقت کے بڑے بڑے جابر اور جائر سلطان کے سامنے بھی کلمہ حق جاری رہا، گو اس کی سزا دار و رسن ہی کیوں نہ ملی ہو۔

اس سرزمین نے بڑے بڑے اتار چڑھاؤ، انقلاب، اور تغیرات دیکھے ہیں، یہاں مناظروں کی محفلیں جمتی تھیں یہاں قال اللہ اور قال رسول کے ترانے گونجتے تھے، یہاں فقہہ اسلامی کے تانے قائم تھے، یہاں تصوف کے زاویئے تھے اور یہیں عہد بنوامیہ میں ــــ "ہوگیا مانند آب ارزاں مسلمان کا لہو" !

اور اب! ـــــ اب کوفہ ایک معمولی سا شہر ہے، جسے اپنے ماضی سے کوئی نسبت نہیں۔ (رئیس احمد جعفری)

لکڑی کا بلند حلقہ لگا ہوا ہے، یہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی محراب ہے یہیں آپ کو الشقی ابن ملجم نے مارا تھا، لوگ یہاں نماز پڑھتے ہیں، مسجد کے اس ورجبہ میں ایک زاویہ ہے اس میں ایک چھوٹی سی مسجد اور بنی ہوئی ہے، اس پر بھی ساگوان کی لکڑی کا ایک حلقہ ہے، کہتے ہیں کہ یہ وہ مقام ہے جہاں تنور سے طوفان نوح علیہ السّلام جوشش زن ہوا تھا، اس کی پشت پر مسجد سے باہر ایک مکان ہے، کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کا گھر تھا، اس کے مقابل ایک اور مکان ہے، کہتے ہیں کہ یہ ادریس علیہ السلام کی عبادت گاہ ہے، اسی سے متصل ایک وسیع جگہ ہے، جو مسجد کی قبلہ رخ دیوار سے ملی ہوئی ہے، کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے اسی جگہ کشتی بنائی تھی، اس وسیع میدان کے آخر میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا گھر ہے، اور وہ مکان بھی ہے، جس میں آپ کو غسل دیا گیا تھا، اسی کے متصل ایک مکان ہے، اس کے متعلق بھی یہی کہتے ہیں، کہ یہ نوح علیہ السّلام کا مکان ہے، خدا ہی جانتا ہے، یہ ساری باتیں کہاں تک درست ہیں، ۔

# عبرت گاہِ کوفہ

## حضرت مسلم بن عقیل، حضرت عاتکہ، حضرت سکینہ کے مزاراتِ عالیہ
## حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا دار الامارۃ
## ابن ملجم کی قبر: ۔ مختار بن عبید کی تربت

مسجد کوفہ کے شرقی جانب ایک بلند مقام ہے جس پر چڑھ کر جانا ہوتا ہے، یہاں مسلم بن عقیل[1] بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مزار ہے، یہاں سے قریب ہی حضرت عاتکہ، اور حضرت سکینہ کہ دونوں امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادیاں تھیں، گوشہ لحد میں محو استراحت ہیں،

کوفہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے خود دار الامارہ بنوایا تھا، اب صرف اس کے کھنڈر رہ گئے ہیں، دریائے فرات اس شہر سے مشرق کی جانب نصف فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے، یہاں کھجوروں کے باغات ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے چلے گئے تھے، میں نے کوفہ کے قبرستان کے مغربی جانب ایک مقام دیکھا، جو سفید زمین پر نہایت سیاہ دھبہ کی طرح تھا، مجھے بتایا گیا کہ یہ الشقی ابن ملجم کی قبر ہے، باشندگان کوفہ ہر سال بہت سی لکڑیاں لے آتے ہیں، اور اس کی قبر کے مقام پر سات دن تک جلاتے ہیں، اسی کے قریب ایک قبہ ہے، اس کے متعلق مجھ سے یہ کہا گیا ہے کہ اس میں المختار بن ابو عبید کا مزار ہے، پھر ہم نے کوچ کیا، اور

---

[1] یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نامہ بر بن کر آئے تھے، مگر وقت کی ظالم حکومت نے آپ کو بدعہدی کر کے شہید کر دیا، (رئیس احمد جعفری)

بز ملاقہ میں اترے، یہ ایک نہایت اچھا شہر کھجوروں کے باغات کے درمیان واقع ہے، میں اس سے باہر اترا تھا، اندر جانا بہت برا معلوم ہوا، کیونکہ یہاں کے باشندے شیعہ ہیں، پھر یہاں سے روانہ ہوکر ہم شہر حلہ[1] میں وارد ہوئے،

## قدیم شہر حلہ:۔ وہاں کے باغات، مذہب شیعہ کے برسر پیکار فرقے

یہ ایک بہت بڑا شہر الفرات کے مشرقی کنارے آباد چلا گیا ہے، یہاں کے بازار نہایت اچھے اور ہر قسم کے صنائع اور پسندیدہ چیزوں کے جامع ہیں، یہاں آباد وہاں بکثرت اور اندر اور باہر کھجور کے باغات بترتیب قائم ہیں، زیادہ تر مکانات باغوں ہی کے اندر ہیں، یہاں ایک بہت بڑا پل ہے، جو کشتیوں کو دونوں کناروں تک جوڑ کر بنایا گیا ہے، اس کے دونوں کناروں پر لوہے کی زنجیریں تنی ہیں، جو دونوں کناروں پر لکڑی کے زبردست کندوں سے جو ساحل پر ہیں بندھی ہوئی ہیں،

شہر کے تمام باشندے امامیہ اثنا عشریہ ہیں، ان کے دو فریق ہیں، ایک تو اکراد یا کرد کے نام سے مشہور ہیں، اور دوسرے الجامعین، ان دونوں میں برابر جدال و قتال برپا رہتا ہے،

شہر کے بڑے بازار کے قریب ایک مسجد ہے، اس کے دروازے پر ایک ریشم کا پردہ لٹکا رہتا ہے، یہاں کے لوگوں نے اس کا نام مشہد صاحب الزماں رکھا ہے، ان کا دستور ہے کہ ہر شب کو سو آدمی اہل شہر سے نکلتے ہیں، یہ سب ہتھیار بند ہوتے ہیں، اور ہاتھ میں ننگی تلواریں لئے امیر شہر کے دروازے پر عصر کی نماز کے بعد آتے ہیں، اس سے ایک زین کسا ہوا اور لگام لگا ہوا گھوڑا یا خچر لیتے ہیں، اور اس چوپائے کے سامنے، نقارے، نفیریاں اور قرنا بجاتے ہوئے، ان میں سے پچاس اس کے آگے، اور اتنے ہی پیچھے، اور کچھ اس کے داہنے اور کچھ بائیں مشہد صاحب الزماں پر آتے ہیں، اور دروازہ پر ٹھہر کر یہ الفاظ کہتے ہیں،

"اللہ کے نام پر اے صاحب الزماں اللہ کے نام پر! اب ظاہر ہو جئے۔ فسادات کا ظہور ہے ظلم کی کثرت ہے، یہی آپ کے خروج کا زمانہ ہے، تاکہ آپ کی ذات مبارک سے لوگ حق و باطل میں امتیاز کر سکیں۔"

برابر اسی طرح کہتے رہتے ہیں، اور نماز مغرب تک قرنا۔ نقارے اور نفیریاں بجاتے رہتے ہیں،

---

[1] بہت قدیم شہر ہے، عہد تاریخ سے بھی پیشتر کا گہوارہ روایات و اساطیر۔ (رئیس احمد جعفری)

ان کا یہ بھی قول ہے کہ اس مسجد میں محمد بن الحسن العسکری داخل ہوئے تھے، اور اسی میں غائب ہو گئے،[1] اور اب وہ عنقریب نکلنے والے ہیں، اور وہی ان کے نزدیک "الامام المنتظر" یعنی وہ امام ہیں، جن کے ظہور یا خروج کا انتظار کیا جا رہا ہے،

شہر حلّہ پر سلطان ابو سعید کی وفات کے بعد امیر احمد بن رمیثہ بن ابی نمی امیر مکّہ نے قبضہ کر لیا، اور کئی سال تک داد حکمرانی دیتا رہا، یہ سیرت و صفات کے اعتبار سے بہت خوب آدمی تھا، پھر شیخ حسن سلطان عراق نے اس سے مقابلہ کیا، اور طرح طرح کی اذیتیں دے کر اسے ہلاک کر دیا، اور اس کے پاس جتنا کچھ زر و مال تھا، اور ذخائر گراں بہا تھے لے لئے،!

---

[1] حضرات شیعہ کا مسلک یہ ہے، کہ امام محمد بن عسکری گو زندہ ہیں، لیکن چشم مردم سے نہاں ہیں، جسے وہ اپنی اصطلاح میں غیبت صغریٰ اور غیبت کبریٰ!" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

غیبت صغریٰ ۲۶۶ھ میں یہ عہد خلیفہ معتمد عباسی شروع ہوئی، اور غیبت کبریٰ کا راضی ابن مقتدر عباسی کے دور میں آغاز ہوا،

غیبت صغریٰ میں بیر کتاب اور وکلا، امت کے صالحین اور ائمہ کے مابین واسطہ تھے، اور غیبت کبریٰ میں یہ واسطہ ختم ہو گیا، پہلی اور دوسری غیبت کے درمیان ۶۲ سال کی مدت ہے، (رئیس احمد جعفری)

# کربلا

## قتل گاہِ حسین رض

### کربلا میں میرا داخلہ، مشہد حسین علیہ السلام کی زیارت ضریح مقدس

حلہ سے روانہ ہو کر ہم کربلا کی طرف روانہ ہوئے!

شہر کربلا مشہد حسین بن علی علیہما السلام ہے، یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے، چاروں طرف سے اسے کھجوروں کے درخت ڈھانکے ہوئے ہیں، اسے دریائے فرات کا پانی سیراب کرتا ہے، روضہ مقدسہ اس کے اندر ہے، اس پر ایک بہت بڑا مدرسہ اور ایک متبرک زاویہ بنا ہوا ہے، اس میں ہر وارد و صادر کو کھانا ملتا ہے، روضہ کے دروازہ پر حاجب اور مؤدب تعینات رہتے ہیں، ان کی بغیر اجازت کوئی شخص اندر داخل نہیں ہو سکتا، پہلے آستانہ شریف کو بوسہ دیا جاتا ہے، یہ چاندی کا بنا ہوا ہے اور ضریح مقدس پر سونے اور چاندی کی قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں، اور دروازوں پر ریشم کے پردے پڑے ہوئے ہیں، اس شہر کے باشندے دو گروہ ہیں، اولاد رخیک اور اولاد فایزان دونوں گروہوں میں ہمیشہ بازار قتال گرم رہا کرتا ہے، یہ سب امامیہ اور ایک ہی باپ کی اولاد ہیں، انہیں کے فتنہ کی وجہ سے یہ شہر ویران ہو گیا ہے، پھر یہاں سے ہم بغداد روانہ ہوئے!

# خاک پاک بغداد

## بغداد کے لوگ، وہاں کے حمام، کمالات، مزار مقدسہ، صوفیا، صلحا، خلفائے بغداد اور ائمہ عصر کی تربتیں

بغداد

دارالسلام پایۂ تخت اسلام قدر شریف اور فضل منیف کا حامل۔ خلفا کا مسکن علماء کا مرکز ہے،

## بغداد کے بارے میں مشہور سیاح عالم ابن جبیر کے تاثرات

ابوالحسین بن جبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ شہر حوادث کا شکار ہونے سے پہلے اس کی جو حالت تھی، اور مصائب کی نظر بد لگنے سے پہلے جو اس کی کیفیت تھی، اس کے لحاظ سے اب اسے ایک پرانا ٹھیکرا سمجھنا چاہیے، نہ اس میں اب کوئی حسن ہے، جس کی طرف نظر متوجہ ہو، اور نہ کوئی ایسی خوبی ہے، جو دیکھنے والے کو مبہوت بنالے، ہاں اس کے شرق اور غرب کے مابین ایک دجلہ ضرور واقع ہے، جسے اگر یہ کہا جائے کہ دو صفحوں کے مابین ایک آئینہ نمودار ہے تو درست و بجا ہے یا اسے موتی کی لڑی سے تشبیہ دی جائے جو سینہ کے دو پہلوؤں سے نکل گئی ہو، تو راست و بجا ہے، اس کے آب جاری میں کوئی گدلا پن نہیں ہوتا، اور ایسا کیا ہوا آئینہ ہے، جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوتا۔ گویا کہ یہ حسن حرمی ہے جس کی نشوونما اس کی ہوا اور پانی میں ہے،

## بغداد کی مدح و ذم کا ذکر شعروں میں، وہاں کے حسن دلآویزی کی داستان

بہت سے لوگوں نے اس کی مدح و توصیف کی، اور اس کے محاسن کا ذکر کیا ہے،

بغداد کی ہجو بھی بعض شاعروں نے کی ہے، بعض اشعار بھی میرے والد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کئی مرتبہ پڑھ کر سنائے۔

بحر بسیط — ترجمہ

بغداد دار لاهل المال وسعته — بغداد تو مالداروں اور دولت مندوں کا گھر ہے اور
وللصعاليك دار الضنك والضيق — مفلسوں کے لئے جائے مصیبت۔
ظللت امشي مضافا في ازقتها — میں اس کی گلیوں میں سراسیمہ اور پریشان پھرتا رہا
كانني مصحف في بيت زنديق — میری مثال زندیق کے گھر میں قرآن کی سی ہے

بغداد کی تقویٰ شکن خواتین کا ذکر بھی بعض شعرا نے کیا ہے۔

بحر کامل — ترجمہ

آها على بغدادها وعراقها — ہائے بغداد اور عراق،
وظبائها والسحر في احداقها — وہ غزال رعنا، اور وہاں کی چشم طراز
ومجالها عند الفرات باوجه — دریائے فرات کے کنارے ان کے چہرہ زیبا کی جلوہ گری
تبدو اهلتها على اطواقها — اور ان کی گردنوں کے وہ طوق جو ہلال کی طرح درخشاں تھے
متبخترات في النعيم كانما — اس نعیم (یعنی کنارہ دجلہ) میں ان کے وہ نازو انداز
خلق الهوى العذري من اخلاقها — جیسے عذرا کا عشق انہیں کے اخلاق سے وجود میں لایا گیا۔

## شہر بغداد کے پُل، مدرسے، اور مسجدیں وغیرہ

بغداد میں دو پل ہیں جن پر شبانہ روز مردوں اور عورتوں کی آمد و رفت رہتی ہے، بغداد میں گیارہ مسجدیں ایسی ہیں جن میں خطبہ پڑھا جاتا ہے، اور نماز جمعہ ہوتی ہے، مغربی جانب آٹھ مسجدیں ہیں، اور شرقی جانب تین ان کے سوا اور بھی بہت سی مسجدیں ہیں، یہی حالت مدرسوں کی ہے، لیکن ویران ہو گئے ہیں،

## بغداد کے سرد و گرم حمام، اور وہاں کے حیرت انگیز انتظامات

بغداد میں حمام بکثرت اور نادر ہیں، اکثر حماموں پر تارکول پھرا ہوا ہے، دیکھنے والے کو خیال ہوتا ہے کہ سیاہ سنگ مرمر کے ہیں، یہ تارکول ایک چشمہ سے نکالا جاتا ہے، جو کوفہ اور بصرہ کے مابین ہے، اس

میں ہمیشہ اس کا سوت چلتا رہتا ہے، اور اس کے اطراف میں مثل گارے کے ہوتا ہے، اس میں سے گھر بچ کر بغداد میں لاتے ہیں، یہاں کے حمام میں بہت سے خلوت خانے ہوتے ہیں، ہر خلوت خانہ کی سطح اور نصف دیوار تک تارکول سے اور مابقی اوپر کی نصف دیوار سفید گچ مخلوط سرخی سے بنی ہوتی ہے، یہ دونوں ایک دوسرے سے خلاف رنگ نظر کے لطف کو دوبالا کرتے ہیں، ہر خلوت خانہ کے اندر سنگ رخام کا ایک حوض ہوتا ہے، اس میں دو ٹوٹیاں لگی ہوئی ہیں، ایک سے گرم پانی نکلتا ہے، اور دوسری سے ٹھنڈا، ہر شخص خلوت خانہ میں تنہا ہو کر نہاتا ہے، اس کا اگر کسی کے شریک کرنے کا ارادہ ہو تو خیر ورنہ کوئی شریک نہیں ہو سکتا، ہر خلوت خانہ کے گوشہ میں ایک حوض نہانے کے لیے اور بھی ہوتا ہے، اس میں بھی گرم اور سرد ٹوٹیاں ہوتی ہیں ہر داخل ہونے والے کو تین تہبند دیئے جاتے ہیں، ایک باندھ کر نہاتا ہے، دوسرا نہا کر فارغ ہونے کے بعد باندھتا ہے اور تیسرے سے جسم کا پانی پونچھتا ہے، میں نے شہر بغداد کے سوا اور اس قسم کا کہیں انتظام نہیں دیکھا،

## حضرت معروف کرخی اور حضرت عون کے مزارات عالیہ

مغربی جانب کے مشاہد میں سے معروف الکرخی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے، یہ محلہ باب البصرہ میں واقع ہے، اس باب البصرہ کے راستہ میں ایک بہت بڑی عمارت والی زیارتگاہ ہے، اس میں ایک بہت چوڑے تعویذ کا مزار ہے، اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے "ھذا قبر عون من اولاد علی بن ابی طالب" (یہ عون کا مزار ہے، علی بن ابی طالب کی اولاد میں سے ہیں) یہیں خلیفہ ابوجعفر منصور کی جامع مسجد ہے،

## حضرت موسیٰ کاظم بن جعفر صادق کا مزار مبارک

اس جانب حضرت موسیٰ کاظمؒ کا مزار ہے، اس کے ایک جانب جواد کا مزار ہے، یہ دونوں مزارات مقبرے کے اندر ہیں، ان پر ایک چبوترہ لکڑی کے تختوں سے ڈھکا ہوا ہے، اس پر چاندی کی تختیاں ہیں

## بغداد کی شرقی جانب کی عمارتیں، مسجدیں اور مدرسے وغیرہ

بغداد کی اس جہت شرقی میں بہت سے نہایت اچھی ترتیب کے بازار ہیں، ان میں سب سے بڑے بازار کا نام سوق الثلاثاء ہے، اس میں صناعۃ علیحدہ علیحدہ ہے، اس بازار کے وسط میں مدرسۃ النظامیہ[1] ہے،

---

[1] کسی زمانہ میں یہ مدرسہ عالم اسلام کا سب سے بڑا دار العلوم تھا، (رئیس احمد جعفری)

یہ ایسا عجیب ہے کہ اپنی خوبی کی وجہ سے ضرب المثل بن گیا ہے، اس کے آخر میں المدرسۃ المستنصریۃ ہے، اس کی نسبت امیر المومنین المستنصر باللہ ابی جعفر بن المومنین الظاہر بن امیر المومنین الناصر کی طرف کی جاتی ہے، اس میں چاروں مذاہب ہیں، ہر مذہب کے لئے علیحدہ علیحدہ محل بنے ہوئے ہیں، ہر ایک میں مسجد اور درس دینے کی جگہ ہے، مدرس کی نشست گاہ ایک لکڑی کے چھوٹے قبہ میں کرسی پر ہے، جس پر فرش ہوتا ہے، مدرس جب بیٹھتا ہے تو اس کے چہرہ سے اطمینان اور وقار برستا ہے، سیاہ کپڑے پہنے اور عمامہ باندھے ہوتا ہے، اس کے داہنے اور بائیں دو شخص اور ہوتے ہیں، جو مدرس کے بیان کئے ہوئے مضمون کو مکرر بیان کرتے ہیں، ان چار نشستوں میں سے ہر نشست کی یہ ترتیب ہے، اس مدرسے کے اندر طالب علموں کے لئے حمام اور وضو کرنے کا مقام ہے۔

شرقی جہت میں ان مساجد میں سے جن میں جمعہ ہوتا ہے، تین مسجدیں اور ہیں، ایک جامع الخلیفہ ہے، یہ قصر ہائے خلفاء اور ان کے مکانات کے قریب ہے یہ جامع مسجد بہت بڑی ہے، اس میں سقائے اور وضو اور غسل کے لئے بہت سی طہارت گاہیں بنی ہیں۔

دوسری جامع الجامع السلطان ہے، یہ بیرون شہر ہے، اس کے متصل محل ہیں، یہ السلطان کی طرف منسوب ہیں۔

تیسری جامع مسجد، جامع الرصافۃ ہے اسکے اور جامع السلطان کے مابین تقریباً ایک میل کا فاصلہ ہے۔

## مقابر خلفائے بغداد، امام ابو حنیفہ کا مزار، امام حنبل کی تربت، حضرت شبلی کی قبر مبارک

خلفاء عباسیہ[۵۱] کے مزارات زیادہ تر تو رصافہ میں ہیں، اور ہر مزار پر صاحب مزار کا نام لکھا ہوا ہے، ان میں سے مہدی، ہادی، امین، معتصم، واثق، متوکل، منتصر، المستعین، المعتز، المہتدی، المعتمد، المعتضد، المکتفی، المقتدر، القاہر، الراضی، المتقی، المستنجد، المستضی، خلیفہ ہے[۵۱]، اس پر تاتاریوں نے تلوار سے حملہ کیا تھا، اور اسے قتل کر دیا، اور بغداد سے عباسی خلافت کا نام ہمیشہ کے لئے مٹا دیا، یہ واقعہ ۶۵۶ھ میں ہوا تھا۔

---

۵۱ سعدیؒ نے بڑا پر درد مرثیہ لکھا تھا، ایک شعر سن لیجئے۔

آسماں را حق بود گر خوں بہ بارد بر زمین
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین

(رئیس احمد جعفری)

رصافہ کے قریب الامام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مزار ہے، اس پر ایک بہت بڑا قبہ بنا ہوا ہے، اور زاویہ بھی ہے، اس میں ہر وارد وصادر کو کھانا ملتا ہے، شہر بغداد میں سوا اس خانقاہ کے آج کوئی ایسی خانقاہ نہیں ہے، جس میں کھانا کھلایا جاتا ہو۔ اللہ برتر کی ذات پاک ہے، جو اشیا کو پیدا کرتی ہے، اور پھر انہیں بدل دیتی ہے، اسی کے قریب امام ابی عبداللہ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا مزار ہے، اس پر کوئی قبہ نہیں، کہتے ہیں کہ آپ کے مزار پر کئی مرتبہ قبہ بنایا گیا، لیکن ہر مرتبہ خدا کی قدرت سے منہدم ہو گیا، باشندگان بغداد آپ کے مزار کی بہت تعریف کرتے ہیں، اور اکثر آپ ہی کے مذہب پر ہیں، اسی کے قریب ابی بکر الشبلی کا مزار ہے، جو متصوفہ کے ائمہ رحمہ اللہ میں سے ہیں، اور سری السقطی، بشر الحافی، داؤد الطائی اور ابی القاسم الجنید رضی اللہ عنہم اجمعین کے مزارات ہیں،

باشندگان بغداد کا ہر جمعہ کا دن ان مشائخ میں سے کسی شیخ کی زیارت کے لئے مجمع ہوتا ہے، اور دوسرا دن دوسرے شیخ کے لئے، اسی طرح آخر ہفتوں تک سلسلہ چلا جاتا ہے، بغداد میں صالحین اور علماء رضی اللہ عنہم کے بہت سے مزارات ہیں،

بغداد کی اس جہت شرقی میں پھل پھلاری نہیں ہوتیں، یہاں جہت غربی سے لاتے ہیں، کیونکہ یہاں باغات اور باغیچے بکثرت ہیں۔

جب میرا بغداد پہونچنے کا اتفاق ہوا تھا، تو ملک العراق یہیں تھا، اس لئے یہاں اس کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے،

## عراق و خراسان کے سلطان جلیل ابوسعید بہادر خان کا تذکرہ جمیل،

وہ السلطان الجلیل ابوسعید بہادر خاں ہے، خان کا لفظ ان کے یہاں بادشاہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، یہ السلطان الجلیل محمد خدا بندہ کا بیٹا ہے، یہ وہ شخص ہے، جو ملوک تاتار میں سے اسلام لایا تھا، اس کے نام کے تلفظ میں اختلاف ہے، انہیں اختلاف کرنے والے گروہ میں سے وہ گروہ بھی ہے، جو اس کا نام خدا بندہ کہتا ہے، جس کے معنی عبداللہ ہیں، کیونکہ زبان فارسی میں لفظ خدا اللہ کا نام ہے، اور بندہ کے معنی غلام یا عبد کے ہیں، خدا بندہ کا بھائی قازغان تھا، لوگ اسے قازان کہنے لگے،

خدا بندہ جب مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوسعید بہادر خان والی ملک ہوا، یہ بڑا فاضل اور کریم شخص تھا، اور جب بر سر اقتدار ہوا ہے، تو بہت کم عمر تھی، جب میں نے اسے بغداد میں دیکھا،

تو یہ جوان اور تمام لوگوں سے بہت زیادہ صاحب جمال تھا، اور اس کے رخسار سے سبزہ آغاز ہوئے تھے، اس وقت اس کا وزیر الامیر غیاث الدین محمد بن خواجہ تھا، اس کا باپ ایک یہودیہ کے بطن سے تھا جس نے اپنی قوم سے قطع تعلق کر لیا تھا، اسے السلطان محمد خدا بندہ ابی سعید کے والد نے اپنا وزیر بنایا تھا، میں نے ان دونوں کو ایک دن دجلہ میں دخانی کشتی پر دیکھا تھا جسے لوگ "الشبارۃ" کہتے ہیں، اس کے سامنے دمشق خواجہ، الامیر الجوبان کا بیٹا جو ابی سعید پر متغلب ہوا تھا، بیٹھا تھا، اور اس کے داہنے اور بائیں دو کشتیاں اور تھیں، ان میں ارباب طرب و غنا بیٹھتے تھے،

میں نے اس دن اس کی سخاوتوں میں سے دیکھا کہ اندھوں کا ایک گروہ اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا، اور اپنے ضعف حال کی شکایت کرنے لگا۔ اس نے ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک جوڑا کپڑے اور ایک غلام عطا کیا کہ جہاں یہ جا ہے ہاتھ پکڑ کر لے جایا کرے، اور ہر ایک کے لئے نفقہ بھی جاری کر دیا۔

جب سلطان ابو سعید والی مملکت ہوا، اور وہ صغیر سن تھا، جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، تو امیر الامراء الجوبان اس پر غالب ہو گیا، اور بالآخر قتل کر دیا گیا،

جب الجوبان قتل کیا گیا تو اس کی اور اس کے بیٹے کی میتیں عرفات میں لا کر رکھی گئیں، اور پھر اس تربت میں دفن کرنے کے لئے مدینہ لے جائی گئیں، جو الجوبان نے مسجد رسول اللہ صلعم کے پاس اپنے لئے مخصوص کی تھی، چنانچہ اس فعل سے روکا گیا، اور البقیع میں دفن کیا گیا۔ الجوبان وہی شخص ہے، جس نے مکہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں پانی پہنچایا تھا،

جب السلطان ابو سعید الملک کا مستقل مالک ہو گیا تو الجوبان کی لڑکی سے جو سارے بغداد میں حسن میں لاثانی تھی، اسے بغدادی خاتون کہتے ہیں، اور یہ شیخ حسن کے تحت میں تھی، جس نے ابی سعید کے مرنے کے بعد اس کے ملک پر قبضہ کر لیا تھا، یہ اس کی پھوپھی کا بیٹا تھا، اس نے اسے حکم دیا کہ خاتون مذکور سے دست بردار ہو جائے، چنانچہ اس نے امتثال امر کیا۔ اور پھر ابو سعید نے اس کے ساتھ شادی کر لی، اس کے لئے یہ تمام عورتوں میں زیادہ اقتدار والی تھی۔ اور اتراک اور تاتاریوں میں عورتوں کا بہت اقتدار مانا جاتا ہے، چنانچہ جب یہ کوئی حکم نامہ لکھتے ہیں، تو یہ لکھتے ہیں، السلطان اور خواتین کی طرف سے، اور تمام خاتونوں کا کل بلاد و ولایات اور ملک کے محصولوں میں بہت بڑا حصہ ہوتا ہے، جب یہ سلطان کے ساتھ سفر کرتی ہے، تو علیحدہ کرتی ہے،

یہ خاتون ابی سعید پر بہت غالب آگئی تھی، اور دیگر عورتوں پر اسے تفوق رہا، اسی حالت میں ایک مدت گذر گئی، پھر اس نے ایک اور عورت سے شادی کر لی، اس کا نام دلشاد تھا، اس سے اسے بہت محبت ہو گئی، اور بغداد خاتون کی محبت جاتی رہی، اس سے اسے بہت ڈاہ پیدا ہوا، اس نے اسے ایک زہر آلود رومال دے دیا، جب جماع کے بعد اس نے اس سے پونچھا تو مر گیا، کوئی پس ماندہ اس کا والی وارث نہ تھا، ہر طرف سے امرار نے اس کی مملکت پر غلبہ کیا، چنانچہ قریب ہی ہم اس کا ذکر کریں گے،

جب امیر کو یہ معلوم ہوا کہ بغداد خاتون نے اسے زہر سے ہلاک کر دیا ہے، تو سب اس کے قتل پر متفق ہو گئے، اس کے قتل کے بعد الشیخ حسن ملک عراق عرب میں مستقل ہو گیا، اور السلطان ابی سعید کی بیوی دلشاد سے شادی کر لی،

# شہر تبریز میں آمد

بغداد سے نکل کر ہم محلہ سلطان ابوسعید میں آئے، کہ بادشاہ کی سواری کا نظارہ کریں، دس دن یہاں رہے ہم پھر تبریز میں داخل ہوئے، اور آبادی سے باہر ایک جگہ پڑاؤ کیا، جو "درالشام" کے نام سے معروف ہے، یہاں سابق شاہ عراق قازان کی قبر بھی ہے، یہاں ایک بہت عمدہ مدرسہ بھی اور زاویہ بھی ہے، جہاں ہر مسلمان کو روٹی، گوشت، گھی کا داغ دیئے ہوئے چاول[1] حلوہ وغیرہ ملتا ہے،

امیر علاؤالدین محمد نے جن کے ساتھ میں یہاں آیا تھا مجھے اس زاویہ میں یہاں اتارا جہاں ہر طرف چشمے ابل رہے تھے، اور درخت لہلہا رہے تھے،

دوسرے روز ہم شہر میں اس دروازے سے داخل ہوئے، جو باب بغداد کے نام سے پکارا جاتا ہے، آگے چل کر ہمیں ایک وسیع بازار ملا جو "سوق قازان" کے نام سے مشہور ہے، بلا شبہ یہ دنیا کا سب سے بڑا بازار ہے، اس میں ہر صنعت کا حصہ الگ الگ ہے، جس کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں، جوہریوں کے بازار سے جب میرا گذر ہوا تو وہاں قسم قسم کے جواہرات دیکھ کر مجھے حیرت ہوگئی، اس میں فروخت کا کام خوبصورت غلام کرتے تھے، جو نہایت پر تکلف لباس میں ملبوس تھے، اوران کی کمریں ریشمی پٹکوں سے بندھی ہوئی تھیں، تاجروں کے سامنے سے جواہرات اٹھاکر ترک عورتوں کو دکھاتے تھے، وہ بکثرت خریدتیں، یہ سارا رنگ ڈھنگ دیکھ کر مجھے فتنہ کا اندیشہ ہوا اللہ اس سے پناہ میں رکھے،

پھر ہم عنبر اور مشک کے بازار میں داخل ہوئے، وہاں بھی ایسا ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دیکھا، پھر المسجد الجامع گئے، اسے الوزیر علی شاہ المعروف بجلیان نے تعمیر کرایا تھا، اس کے قبلہ کے

---

[1] اصل عبارت یہ ہے۔ "الارز المطبوخ بالسمن"!

رخ داہنی طرف ایک مدرسہ ہے، اور بائیں طرف ایک خانقاہ، اس کا فرش مرمر کا ہے، اور دیواریں قاشانی کی، جو زبرجد کے مشابہ ہوتا ہے، اس کے اندر سے ایک پانی کی نہر نکل گئی ہے، اس میں طرح طرح کے درخت، انگور کی بیلیں اور چمیلی کے درخت لگے ہیں، ان کا دستور ہے کہ روزانہ نماز عصر کے بعد صحن مسجد میں سورۃ یٰسین، سورۃ الفتح، سورۃ عَمَّ پڑھتے ہیں، اور اس کے لئے تمام شہر کے لوگ جمع ہوتے ہیں،

ہم ایک رات شہر تبریز میں رہے، پھر دوسرے دن السلطان ابی سعید کا حکم الامیر علاؤالدین کو پہونچا کہ آپ مجھ سے ملئے، چنانچہ میں امیر مذکور ہی کے ساتھ پلٹ گیا، اور تبریز کے علماء میں سے کسی سے نہ مل سکا، پھر ہم روانہ ہو کر المحلۃ السلطان میں پہونچے، امیر مذکور نے میرے متعلق پوچھا مجھے کپڑے دیئے، اور سواری عنایت کی، امیر مذکور سے یہ بھی عرض کیا کہ ان کا الحجاز الشریف جانے کا ارادہ ہے، سلطان نے میرے زادِ راہ اور محمل کے ساتھ جانے کا بندوبست کر دیا، اور میرے لئے اس کے متعلق امیر بغداد خواجہ معروف کو لکھ دیا۔

# موصل

# اور دیار بکر

چونکہ حجازی قافلہ کے روانہ ہونے میں ابھی دو مہینے کی دیر تھی، لہٰذا جی میں آئی کہ ذرا موصل اور دیار بکر کی سیر بھی کر دوں، پھر جب قافلہ کے روانہ ہونے کا وقت آئے گا، تو واپس آ جاؤں گا،

اس ارادہ کے پیش نظر میں نے کوچ کیا، اور نہر دجیل پر پہونچا، یہ دجلہ سے نکلتی اور بہت سے مواضعات کو سیراب کرتی ہے، دو روز کے بعد ہم ایک بڑے سے قریہ میں پہنچے، جو حربہ کے نام سے مشہور ہے، بہت شاداب، اور سرسبز مقام ہے، آگے بڑھے تو دجلہ کے قریب ایک قلعہ میں گزر ہوا جسے "دار المعشوق" کہتے ہیں،

---

[1] موصل عراق کا شہر ہے، !

یہ شہر اپنی ایک مستقل تاریخ رکھتا ہے عجیب، دلچسپ، سبق آموز، !

یہاں سلطان صلاح الدین ایوبی کا پرچم بھی لہرا چکا ہے،

اس سرزمین پر کئی سو برس تک ترکوں نے بھی داد حکمرانی دی،

پھر انگریز نمودار ہوئے، انہوں نے عربوں کو ترکوں سے متنفر کر دیا، ترک اور عرب دست گریباں ہو گئے، اور انگریزوں نے قبضہ کر لیا، کیونکہ پٹرول کے مواصلات کا بہت بڑا مرکز تھا،

ترکوں اور عراقیوں کے مابین موصل کا وجود عرصۂ دراز تک وجہ نزاع بنا رہا، (رئیس احمد جعفری)

اس قلعہ کے شرقی جانب ایک شہر ہے، جس کا نام "سرمن رائی" ہے، اسے سامرا بھی کہتے ہیں، اور سام راہ بھی [1] بزبان فارسی میں اس نام کے معنی سام کا راستہ ہوئے، یہ شہر بڑی حد تک ویران ہو چکا ہے، کچھ باقیات رہ گئے ہیں، اس کی ہوا نہایت معتدل ہے، باوجود بلاؤں اور دست برد زمانہ کے نہایت خوب صورت ہے، اس میں بھی صاحب الزماں کا مشہد ہے، جیسا کہ الحلتہ میں ہے، پھر یہاں سے ایک منزل روانہ ہو کر ہمارا شہر تکریت میں ورود ہوا، یہ ایک بڑا شہر ہے، اس کی حدیں پاکنارے بہت وسیع بازار نہایت اچھے اور مسجدیں بکثرت اور یہاں کے باشندے نہایت خوش اخلاق ہیں، دجلہ اس کی جہت شمالی میں واقع اور لب دریائے مذکور ایک مستحکم قلعہ بھی بنا ہوا ہے، یہ شہر بہت قدیم ہے، اور اس کے چاروں طرف شہر پناہ بنی ہوئی ہے، پھر ہم نے یہاں سے دو منزل کوچ کیا، اور ایک گاؤں میں وارد ہوئے، جسے العقر کہتے ہیں، یہ بھی دریائے دجلہ کے کنارہ ہے،

پھر ایک مقام میں وارد ہوئے جسے القیارہ کہتے ہیں، یہ دجلہ کے قریب ہے، اور یہاں کی زمین سیاہ رنگ کی ہے، اس میں بہت سے چشمے ہیں، جن سے تارکول نکلتا ہے، اس کے لئے حوض بناتے ہیں، اور اس میں اسے جمع کرتے ہیں، اس وقت یہ ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسا زمین پر گارا، اس کا رنگ نہایت سیاہ چمکتا ہوا ہوتا ہے، اور اس میں سے خوشبو آتی ہے، ان چشموں کے اطراف میں ایک بہت بڑا سیاہ تالاب ہے، اس پر کوئی چیز رقیق

---

[1] اس لفظ کے تلفظ میں، مورخین کے درمیان کافی اختلاف رائے ہے،

کوئی "سام راہ" کہتا ہے، کوئی "سامرا" لیکن اس کا صحیح تلفظ ہے،

سرمن رائی،

یعنی!

جس نے اسے دیکھا خوش ہوا

یہ شہر اپنی رعنائیوں کے اعتبار سے مستحق بھی اسی نام کا تھا، اسے اگر صفحہ ارض پر جنت کے ایک ٹکڑے سے تشبیہہ دی جائے تو ذرا مبالغہ نہ ہوگا،

لیکن اب؟

اب یہ ایک کھنڈر ہے،! (رئیس احمد جعفری)

کائی کی طرح آجاتی ہے، جب تھپیڑوں سے یہ کنارے پر آجاتی ہے، تو یہ بھی تارکول بن جاتی ہے اس مقام کے قریب ایک بڑا چشمہ ہے، جب اس میں سے تارکول نکالنا چاہتے ہیں، تو اس پر آگ جلاتے ہیں، اس آگ سے اس کی رطوبت مائیہ جو کچھ ہوتی ہے، خشک ہوجاتی ہے، پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کرے جاتے ہیں، دو منزل کوچ کیا، اور موصل پہنچ گئے،

## شہر موصل، وہاں کے حالات، قلعے، عمارتیں، مسجدیں، زاوئے وغیرہ

یہ شہر نہایت پرانا اور بہت سرسبز ہے، یہاں کا قلعہ بہت مشہور ہے، جس کا نام الحدبارمے، نہایت شاندار اور بے مثل شہرۂ آفاق ہے، اس کی شہر پناہ بہت مضبوط مستحکم برجوں والی ہے، اور سلطان کے مکانات اس سے ملے ہوئے ہیں، ان کے مابین حد فاضل ایک مستطیل وسیع سڑک اعلیٰ شہر سے اسفل شہر تک واقع ہے، دو نہایت مستحکم شہر پناہیں بنی ہیں ان میں بکثرت قریب قریب برج بنے ہیں، شہر پناہ کے اندرونی جانب گول گول تلے اوپر چھوٹے چھوٹے حجرے بنے ہیں، میں نے دوسرے شہروں کی شہر پناہوں میں سوا دارالسلطنت ہند شہر دہلی کی شہر پناہ کے کوئی ایسی شہر پناہ نہیں دیکھی اس میں ایک جامع مسجد بھی ہے، دجلہ کے کنارہ موصل کی سرائے بہت بڑی ہے، اس میں مسجدیں، اور حمام دوکانیں اور بازار بکثرت ہیں، مسجد جامع لب دجلہ واقع ہے، جس کے چاروں طرف لوہے کی کھڑکیاں ہیں، اور اس سے ملے ہوئے چبوترے بنے ہیں، جن سے دجلہ کا پانی ٹکراتا ہے، یہ نہایت خوبصورت اور پائیدار ہیں، اور اس کے سامنے ایک شفاخانہ بھی ہے،

شہر کے اندر دو جامع مسجد ہیں، ان میں سے ایک تو پرانی ہے، اور دوسری نئی، ان میں سے نئی کے صحن میں ایک قبہ ہے، اس کے اندر سنگ رخام کی ہشت پہل ایک بلند نشیمن بنی ہوئی ہے، اس پر سنگ رخام کا ایک فوارہ ہے، جس سے نہایت زور شور کے ساتھ ہر وقت پانی چلا کرتا ہے، اور قد آدم بلند ہو کر اسی جگہ پلٹ کر گرتا ہے، یہ نہایت دل کش منظر ہوتا ہے، شہر موصل کا چوک بازار نہایت نادر ہے، اس پر لوہے کے دروازے لگے ہوئے ہیں، اور چاروں طرف دوکانیں ہیں، اور تلے اوپر حجرے بنے ہیں، ان کی تعمیر بہت عمدہ ہے،

## یونس علیہ السلام کا ٹیلہ و مشہد جرجیس نبی علیہ السلام

یہاں مشہد جرجیس النبی علیہ السلام ہے، اس پر ایک مسجد بنی ہے، اور مزار مبارک اس کے ایک زاویہ میں ہے، جو اندر جاتے والے کے داہنی طرف پڑتا ہے، یہ الجامع الجدید اور باب الجسر کے مابین ہے، مجھے اس مزار مبارک کی زیارت کا شرف اور مسجد مذکور میں نماز پڑھنا نصیب ہوا ہے، اللہ برتر کا شکر

یہیں یونس علیہ السلام کا ٹیلہ ہے، اور اس سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ایک چشمہ ہے، اس کی نسبت بھی آپ ہی کی طرف کی جاتی ہے، کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی امت کو اس میں پاک ہونے کا حکم دیا تھا، پھر یہ سب ٹیلہ پر چڑھے، اور دعا مانگی، اس کی وجہ سے اللہ نے ان سے عذاب دور کر دیا، اسی کے قریب ایک بڑا گاؤں ہے، اور اس کے قریب ایک ویرانہ ہے، جو نینوا کہلاتا ہے،

## نینوا کا خرابہ، حضرت یونس علیہ السلام کا شہر، آثار باقیہ

کہتے ہیں کہ یہی مقام وہ شہر ہے جو نینویٰ کے نام سے مشہور ہے، یہ یونس علیہ السلام کا شہر تھا، اس کے ہر چہار طرف شہر پناہ کے آثار اب بھی موجود ہیں، اس کے دروازوں کے آثار بھی اب تک نظر آتے ہیں، ٹیلہ پر ایک بہت بڑی عمارت ہے، اس میں ایک رباط بھی ہے، جس میں بہت سے حجرے چھوٹے چھوٹے کوٹھڑیاں، طہارت گاہیں اور سقائے بنے ہوئے ہیں، ان سب کے لئے ایک ہی دروازہ ہے، وسط رباط میں ایک حجرہ ہے، اس پر ریشم کا پردہ پڑا رہتا ہے، اس کا دروازہ مرصع کا ہے، کہتے ہیں کہ یہی وہ مقام ہے، جہاں یونس علیہ السلام رہتے تھے، اس رباط میں جو مسجد بنی ہے، اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ان کی عبادت کی جگہ تھی، باشندگان موصل ہر جمعہ کی شب کو نکل کر اس رباط میں آتے ہیں، اور اس میں عبادت کرتے ہیں، باشندگان موصل نہایت اعلیٰ اخلاق شیریں کلام اور صاحب فضل و کرم ہیں، مسافروں سے بڑی محبت کرتے اور نہایت خاطر و تواضع سے پیش آتے ہیں،

میرے جانے کے زمانہ یہاں کا امیر السید الشریف الفاضل علاء الدین علی بن شمس الدین محمد الملقب بحیدر بہت بڑے فاضلوں میں سے تھا، اپنے گھر میں مجھے اتارا، اور جب تک میں اس کے پاس

رہا، میرے سلسلے مصارف کا کفیل رہا، اس کا صدقہ اور ایثار مشہور ہے، السلطان ابی سعید اس کی بہت عظمت کرتا تھا، یہ شہر اور اس کے اطراف و جوانب کے سب اس کے اختیار میں دے دیئے تھے، اس کی سواری بڑی دھوم دھام سے نکلتی ہے، جس کے ساتھ تمام غلاموں اور لشکروں کا جلوس ہوتا ہے، شہر کے اعیان کبار صبح و شام سلام کرتے آتے ہیں، بہت بہادر اور با ہیبت شخص ہے، یہ سطریں جب لکھی جارہی تھیں، اس کا لڑکا دار السلطنت فاس[1] میں تھا، جو غریب الوطن لوگوں کا مستقر، فرقوں کا ملجاؤ ماویٰ قافلوں اور گروہوں کا مقام آسائش ہے خدا اسے مولانا امیر المومنین کے عہد سعادت میں مسرت اور ترقی عطا فرمائے، اور اس کے اطراف جوانب کو حفاظت و پناہ میں رکھے، پھر ہم موصل سے روانہ ہو کر ایک گاؤں میں اترے اسے عین الرصد کہتے ہیں، یہ ایک نہر پر ہے، جس پر پل بندھا ہوا ہے، اس میں ایک بہت بڑی سرائے بھی ہے، پھر ہم نے کوچ کیا، اور ایک گاؤں میں پہنچے جسے المویلحہ کہتے ہیں،

## جزیرہ ابن عمر میں آمد، جبل جودی کا نظارہ عجیب

پھر ہم جزیرہ ابن عمر میں پہنچے، یہ ایک بہت بڑا اور خوبصورت شہر ہے، اور ہر چہار اطراف سے وادی احاطہ کئے ہوئے ہے، اسی لئے اسکا نام جزیرہ ہے، اس کا اکثر حصہ ویران ہے، بازار نہایت اچھا ہے، اور مسجد بہت پرانی پتھر کی بنی ہوئی ہے، اس کا کام بہت پائیدار ہے نیز اسکی شہر پناہ بھی پتھر کی ہے، یہاں کے باشندے فاضل، اور مسافروں سے محبت کرتے ہیں، ہم جس دن یہاں پہنچے تو کوہ جودی کو دیکھا جس کا اللہ عزوجل کی کتاب میں اسطرح ذکر ہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی اس پر کھڑی تھی، یہ پہاڑ بہت اونچا اور مستطیل ہے،

## دنیا میں جنت کا ٹکڑا، شہر نصیبین

بعد ازاں ہم شہر نصیبین[2] میں وارد ہوئے، یہ ایک پرانا شہر متوسط درجہ کا ہے، اس کا اکثر حصہ اجاڑ ہے، اور ایک فراخ خوش فضا میدان میں واقع ہے، اس میں آب جاری، اثمار فراواں اور باغات کی بہتات ہے، اور درخت ترتیب سے واقع ہیں، یہاں عرق گلاب ایسا عمدہ بنتا ہے

---

[1] جنوبی افریقہ کا مردم خیز شہر۔ (رئیس احمد جعفری)

[2] ایک نہایت قدیم شہر۔ (رئیس احمد جعفری)

کہ اس کی خوشبو اور ذائقہ کی کہیں نظیر نہیں ملتی، اس کے گرد ندی اس طرح احاطہ کئے ہوئے ہے، جس طرح کنگن کلائی کو احاطہ کئے ہوتا ہے، یہ قریب کے ایک پہاڑی چشمہ سے نکلتی ہے، اور کئی طرف منقسم ہو جاتی ہے، یہ باغات میں سے ہو کر نکلتی ہے، ان نہروں میں سے ایک نہر شہر میں چلی جاتی ہے، جو راستوں اور گھروں میں سے ہو کر نکلتی ہوئی مسجد اعظم کے صحن میں گزرتی ہے، اور دو تالابوں میں گرتی ہیں ایک تالاب تو وسط صحن میں ہے، اور دوسرا شرقی دروازہ کے پاس ہے، اس شہر میں ایک شفاخانہ اور دو مدرسے ہیں، یہاں کے باشندے نیکوکار، دیندار، سچے اور امانت دار ہیں،

پھر ہم شہر سنجار[۱] میں وارد ہوئے، یہ بہت بڑا شہر ہے، پھل پھلاریاں اور درخت بکثرت ہیں، چشمے اور نہریں بھی ہیں، اس کی آبادی روئے کوہ پر ہے، کثرت انہار و باغات کی وجہ سے دمشق کے مشابہ ہے، یہاں کی جامع مسجد کی برکت مشہور ہے، کہتے ہیں، کہ یہاں دُعا ضرور قبول ہوتی ہے، اس کے گرد ایک اور پانی کی نہر ہے، جو اس میں سے ہو کر نکلتی ہے، باشندگان شہر کرد ہیں، بہادر اور صاحب کرم، جن لوگوں سے میں اس شہر میں ملا، ان میں سے الشیخ الصالح العابد الزاہد عبداللہ الکردی منجملہ مشائخ کبار کے صاحب کرامات ہیں، کہتے ہیں کہ آپ چالیس دن کے بعد انطار کیا کرتے تھے، اور وہ بھی جو کی آدھی روٹی سے، میں سنجار کے پہاڑ کی چوٹی پر ایک کنڈ پر آپ کی زیارت سے مشرف ہوا تھا، آپ نے میرے لئے دعا کی تھی، اور زادراہ کے لئے کچھ درا ہم بھی دیئے تھے، جو میرے پاس سے کبھی جدا نہیں ہوئے، حتیٰ کہ کفار ہنود نے مجھ سے چھین لئے، پھر میں شہر دارا کی سمت روانہ ہوا۔

## شہر ماردین اور وہاں کا سخی داتا سلطان و الاشان

شہر دارا میں وارد ہوا، یہ پرانا شہر ہے، یہاں سے شہر ماردین میں وارد ہوئے، یہ بھی ایک بڑا شہر اور روئے کوہ پر واقع ہے، یہاں ایک کپڑا بنتا ہے، جو اسی کی طرف منسوب ہے، یہ اونی ہوتا

---

[۱] شہر سنجار میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی پہاڑ کے اوپر مسجد ہے، اور اسی میں قنبر کا ٹیلہ بھی ہے، کہتے ہیں کہ اس پہاڑ کی چوٹی سے نوح علیہ السلام کی کشتی ٹکرا کر ٹوٹ گئی تھی، اسی لئے اس جگہ کا نام سنجار ہو گیا۔

ہے، اور اسے مُرغز کہتے ہیں،

یہاں کا بادشاہ الصالح ابن الملک المنصور ہے، بادشاہ کے مکارم بہت مشہور ہیں، سرزمین عراق شام اور مصر میں اس سے زیادہ کریم بادشاہ کوئی نہیں، اس کے پاس شعرا اور فقراء آتے ہیں، ان کو عطایائے جزیل سے سرفراز فرماتا ہے، اس کی مدح میں ابو عبداللہ محمد بن جابر الاندلسی المروی الکفیف بھی قصیدہ لے کر گیا تھا، اسے صلہ میں بیس ہزار درہم عطا کیے، اس کی بہت سی صدقات کی مدیں ہیں، مدرسے اور خانقاہیں ہیں، جن میں لوگوں کو کھانا ملتا ہے، بادشاہ کا وزیر بہت مرتبہ کا شخص الامام العالم، وحید الدہر فرید العصر جمال الدین السنجاری ہے، اس نے تبریز میں علم حاصل کیا، اور علمائے کبار کی صحبت سے فیض یاب ہوا ہے، اس کے قاضی القضاۃ الامام الکامل برہان الدین الموصلی ہیں، قاضی مذکور دیندار متورع اور صاحب فضل ہیں ایسے موٹے جھوٹے ادنیٰ کپڑے زیب تن کئے رہتے ہیں، جن کی قیمت دس دراہم تک بھی نہیں پہنچتی، اور ایسا ہی عمامہ بھی زیب سر رکھتے ہیں، اکثر اجرائے احکام کے لئے صحن مسجد میں مدرسے سے باہر تشریف فرما ہوا کرتے ہیں، یہیں آپ عبادت بھی کیا کرتے ہیں، جو شخص آپ کو نہ پہچانتا ہو، دیکھ کر یہ خیال کرتا تھا، کہ قاضی کا کوئی خادم یا مددگار ہے،

# پھر بغداد

# اور

# پھر سفر مکہ

ماردین میں کچھ روز ٹھہر کر میں بغداد واپس چلا، موصل پہنچا تو وہ قافلہ ملا جو بغداد جا رہا تھا، اس میں ایک برگزیدہ بی بی بھی تھیں، جنہیں ''الست زاہدہ'' کہتے تھے، کئی حج کر چکی تھیں اور صائم الدہر تھیں، میں انہی کے جوار میں رہا، ان کے ساتھ فقراء کا ایک گروہ بھی تھا، جو ان کی خدمت کیا کرتا تھا، اسی حالت میں کہ قافلہ رواں تھا، خاتون موصوف نے زرود میں وفات پائی اور وہیں دفن کی گئی،

پھر ہم شہر بغداد پہنچے، وہاں دیکھا تو حاجی بڑے زور و شور سے کوچ کی تیاری میں مصروف ہیں، میں امیر معروف خواجہ کے پاس گیا، اور جن چیزوں کا سلطان نے میرے لئے حکم کیا تھا، وہ ان سے طلب کیں، آپ نے میرے لئے آدھا اونٹ چار آدمیوں کا زاد راہ اور حسب ضرورت پانی مقرر کیا، اور اس کے لئے مجھے تحریر دے دی، اور امیر الرکب لہلوان محمد الحویح کا میرا سامنا کرا دیا، اور میرے لئے بہت کچھ ان سے کہہ سن بھی دیا، میرے اور ان کے مابین پہلی شناسائی بھی تھی، اب اس سے اور بھی تاکید ہو گئی، میں برابر اس کے جوار ہی میں رہا، مجھ پر بہت احسان کرتا تھا، اور جس قدر اسے کہا سنا گیا تھا، اس سے بھی زائد ہی میرے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا تھا،

## مکہ معظمہ میں دوبارہ آمد، حصول برکات و فیوض

جب ہم کوفہ سے نکلے تو مجھے مرض اسہال لاحق ہو گیا، لوگ مجھے دن میں کئی مرتبہ محمل کے اوپر

سے اتارتے ہے مجھے مرض ہی لاحق رہا حتّٰی کہ میں مکہ پہنچ گیا، اور بیت الحرام کا طواف القدوم کیا، چونکہ میں کمزور تھا اس لئے نماز فرض بیٹھ کر ادا کرتا تھا پھر طواف کیا، اور الامیر الحوبج کے گھوڑے پر بیٹھ کر الصفا و المروۃ کے مابین سعی کی، اور اس سال دوشنبہ کے دن وقوف کیا، جب ہم منیٰ میں اترے تو میری طبیعت اچھی ہونے لگی، جب حج پورا ہو چکا تو میں اس سال مکہ میں رہا،

اسی سال باشندگان مصر کے اکابر میں سے ایک بڑی جماعت یہاں مقیم تھی،

اس سال میں نے المدرسۃ المظفریۃ میں سکونت اختیار کی، اور خدا نے مجھے بیماری سے بھی نجات دی، الغرض میں نہایت اچھی زندگی بسر کرتا تھا، اور طواف، عبادت اور عمرہ کرنے کے لائق ہو گیا،

نصف ذیقعدہ میں الامیر سیف الدین یلمک آیا، یہ فضلاء میں سے تھا، اور اس کے ساتھ میرے وطن طنجہ کے اللہ اُسے پناہ میں رکھے بہت سے لوگ آئے،

الحرم شریف میں ان سب کی طرف سے بہت سے عام صدقات ہوئے، ان میں سے سب سے زیادہ صدقہ القاضی فخر الدین نے کیا، اسی سال ہمارا وقوف جمعہ کے دن ۷۲۸ھ مطابق ۱۳۲۷-۲۸ء) کے ہوا، جب حج ختم ہو چکا تو میں مکہ میں اللہ برتر اُسے اپنی حفاظت میں رکھے ۷۲۹ھ مطابق ۱۳۲۸-۲۹ء تک مقیم رہا، اسی سال احمد بن الامیر رمیثہ اور مبارک بن الامیر عطیفہ عراق سے آئے۔



یہ حضرات مجاورین اور اہل مکہ کے لئے سلطان ابو سعید ملک العراق کے پاس سے بہت سے صدقات لائے تھے، اسی سال السلطان ابو سعید کا نام الملک الناصر کے نام کے بعد خطبہ میں پڑھا گیا، اور اس کے لئے قبہ زمزم کے اوپر دعا مانگی گئی، اور پھر اس کے نام کے بعد سلطان الیمن الملک المجاہد نور الدین کا نام لیا گیا، لیکن الامیر عطیفہ نے اس امر پر موافقت نہ کی، اور اپنے سگے بھائی منصور کو روانہ کیا، تاکہ الملک الناصر کو اس واقعہ سے مطلع کرے، لیکن رمیثہ نے اُسے واپس لانے کا حکم کیا جب یہ واپس آ گیا تو پھر دوسری مرتبہ جدّہ کے راستہ سے بھیجا، اور اس نے الملک الناصر کو جا کر اس واقعہ کی خبر دے دی،

اسی سال یعنی ۷۲۹ھ مطابق ۱۳۲۸-۲۹ء کو ہم نے سہ شنبہ کو وقوف کیا، جب حج سے فارغ ہو چکا تو میں نے مکہ میں اللہ برتر اسے محفوظ رکھے ۷۳۰ھ مطابق ۱۳۳۰ء تک قیام کیا۔

# امیر مکہ عطیفہ اور ایدمور امیر لشکر ناصر کے درمیان ہنگامہ آرائی

اسی موسم حج میں امیر مکہ عطیفہ اور ایدمور امیر جندار الناصری کے مابین فتنہ ہوا اس کا سبب یہ تھا کہ تجار باشندگان یمن کے یہاں چوری ہو گئی تھی، انہوں نے آکر ایدمور سے شکایت کی، ایدمور نے مبارک بن الامیر عطیفہ سے کہا کہ ان چوروں کو حاضر کرو، اس نے جواب دیا کہ میں ان کو جانتا تو ہوں نہیں لاؤں کیسے اس کے علاوہ اہل یمن ہمارے زیر حکومت نہیں، اور تمہارا بھی ان پر کوئی حکم ہے، اگر باشندگان مصر اور شام کے یہاں کوئی چوری ہوتی تو اس کے متعلق بیشک تم مجھ سے باز پرس کر سکتے ہو، اس پر ایدمور نے اُسے گالی دی، اور یہ کہا اے قواد تو ہم سے ایسی باتیں کرتا ہے، اور اُس کے سینہ پر ایک مکا مارا، وہ گر پڑا، اور اس کا عمامہ اُس کے سر سے گر گیا، اس پر اُسے بہت غصہ آیا، اور اس پر اُس کے غلام کو بھی طیش آیا، ایدمور اپنے لشکر کی طرف جانے کے لئے سوار ہوا، راستہ میں اسے مبارک اور اس کا غلام ملے، انہوں نے اسے اور اس کے غلام کو قتل کر دیا، حرم میں فتنہ برپا ہو گیا، وہاں امیر احمد الملک الناصر کے چچا کا بیٹا بھی تھا، ترکوں نے تیر اندازی شروع کر دی اور ایک عورت کو قتل کیا، جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ یہ باشندگان مکہ کو قتال پر آمادہ کرتی ہے، اور قافلہ میں جو ترک تھے، وہ سب بارادۂ جنگ سوار ہو گئے، ان کا امیر ایک خاص ترک تھا، جب یہ حالت دیکھی تو قاضی، ائمہ اور مجاورین سب اپنے سروں پر قرآن شریف رکھ کر آ گئے، اور درمیان میں پڑ کر صلح کرا دی، حاجی مکہ میں داخل ہوئے جو کچھ یہاں ان کا مال تھا، اُسے لے کر مصر واپس ہو گئے،



جب یہ خبر الملک الناصر کو پہنچی تو اُسے بہت شاق گزرا، اور مکہ کو لشکر روانہ کئے، الامیر عطیفہ اور اس کا بیٹا مبارک بھاگ کھڑے ہوئے اور اس کا بھائی رمیثہ اور اس کی اولاد وادی نخلہ میں چلی گئی جب لشکر مکہ پہنچا تو الامیر رمیثہ نے اپنی اولاد میں سے ایک کو اپنے اور اپنے بیٹوں کی امان طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ اس پر انہوں نے امان دے دی رمیثہ اپنا کفن ہاتھ میں لئے ہوئے الامیر کے پاس آیا۔ اس نے اسے خلعت دی۔ اور مکہ اس کے سپرد کر دیا، اور سارا لشکر مصر واپس آ گیا الملک الناصر رحمۃ اللہ بردبار اور فاضل شخص تھا۔ میں اسی زمانہ میں مکہ شرفہا اللہ تعالے سے بارادہ بلاد یمن نکلا، اور

جدہ میں وارد ہوا۔ یہ ایک قدیم شہر ساحل بحر پر واقع ہے کہتے ہیں کہ یہ اہل فارس کا آباد کیا ہوا ہے۔ اس کے باہر قدیم تالاب بنے ہیں۔ اور ان میں ایک دوسرے کے پاس پاس سخت پتھر کے بے حد کنوئیں کھدے ہیں۔ جن کا شمار دشوار ہے اس سال بارش کم ہونے کی وجہ سے ایک دن کی مسافت کے بعد سے جدہ میں پانی آتا ہے اور حاجی وہاں گھر والوں سے پانی مانگتے ہیں:

## جدہ کی جامع آبنوس، نماز جمعہ کے سلسلہ میں شوافع کا مسلک

جدہ میں ایک جامع مسجد ہے جسے جامع آبنوس کہتے ہیں، اس میں دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے، یہاں کا امیر ابا یعقوب بن عبدالرزاق تھا، اور القاضی اور الخطیب، الفقیہ عبداللہ دونوں شافعی المذہب تھے، جب جمعہ کا دن ہوتا تو تمام لوگ نماز کے لئے جمع ہوتے، مؤذن آتا، اور باشندگان جدہ کا جو وہاں مقیم تھے، شمار کرتا، اگر ان کی تعداد چالیس ہوتی تو خطبہ ہوتا، اور نماز جمعہ پڑھائی جاتی، اور اگر ان کا شمار چالیس تک نہ پہنچتا تو چار رکعت نماز ظہر پڑھائی جاتی، اور جو یہاں کے باشندے نہ ہوتے خواہ ان کی تعداد کتنی ہی ہوتی کوئی اعتبار نہ کرتا،

پھر ہم جدہ سے دریا کے سفر کے لئے جہاز پر سوار ہوئے، جسے وہاں کے لوگ الجلبہ کہتے ہیں، اس کا مالک رشید الدین الالفی الیمنی تھا، جو واقعتہً حبشی تھا، الشریف منصور ابی نمی دوسرے جلبہ پر سوار ہوئے، گو ان کی یہ خواہش تھی کہ میں انہیں کے ساتھ رہوں، لیکن میں نے اسے منظور نہ کیا، کیونکہ ان کے ساتھ ان کے اونٹ بھی تھے، اس سے پہلے میں نے کبھی سمندر کا سفر نہیں کیا تھا، وہاں ایک باشندگان یمن کا گروہ بھی تھا، انہوں نے اپنا سامان زاد راہ اور سامان اسی جلبہ میں لادا تھا، اور سفر کے لئے تیار تھے،

پھر ہم نے اسی دریا کا سفر اختیار کیا، دو دن تک تو ہوا اچھی چلتی رہی، لیکن اس کے بعد اس میں تغیر واقع ہوگیا، اور ہمیں آگے بڑھنے میں رکاوٹ بن گئی، دریا کی لہریں جہاز کے اندر پہنچنے لگیں، جن سے لوگوں کو ادھر ادھر جھکنے میں تکلیف ہونے لگی، اس ہولناک حالت میں ہم اس لنگر گاہ میں پہنچے، جسے راس دوائر کہتے ہیں، یہ عیذاب اور سواکن کے مابین ہے،

اس بندرگاہ میں ہم نے ایک عجیب بات دیکھی۔ کہ وادی کی طرح دریا میں سے ایک

نشیب میں پانی بہہ کر نکلتا ہے، لوگ کپڑے کے کونے پکڑ کر پھیلا کر اس پانی میں غوطہ دیتے تھے، اور باہر نکالتے تھے، وہ مچھلیوں سے بھرے ہوئے باہر نکلتے تھے، ہر مچھلی گز بھر لمبی ہوتی تھی، اس مچھلی کا نام البوری تھا، لوگوں نے ان میں سے بہت سی مچھلیاں پکائیں اور خریدیں،

پھر ہم جزیرۃ سواکن میں پہنچے، نہ اس میں پانی ہے، نہ زراعت اور نہ درخت لوگ کشتیوں میں لاد کر وہاں پانی لے جاتے ہیں، یہ بہت بڑا جزیرہ ہے، اس میں شتر مرغ (شتر مرغوں)، ہرنوں اور گورخر کا گوشت بکثرت ملتا ہے، ان کے پاس بکریاں بھی بہت ہیں، اور دودھ اور گھی کی بہتات ہے،

جزیرۃ سواکن کا سلطان الشریف زید بن نمی تھا، اور اس کا باپ امیر مکہ اور اس کے دونوں بھائی اس کے بعد وہاں کے امیر ہوئے، یہ دونوں وہی عطیفہ اور رمیثہ ہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے،

ہم اس جزیرہ سواکن سے سفر دریا کے ذریعہ بغرض سرزمین یمن روانہ ہوئے، چونکہ اس دریا میں پتھر بہت ہیں، اس لئے رات کے وقت اس میں کوئی سفر نہیں کرتا، صرف طلوع شمس سے غروب تک سفر کرتے ہیں، شام کو لنگر ڈال دیا جاتا ہے، اور خشکی میں اتر پڑتے ہیں، جب صبح ہوتی ہے، تو پھر جہاز پر سوار ہو جاتے ہیں، یہ لوگ افسر جہاز کو "رُبّان" کہتے ہیں، یہ ہمیشہ بالائی حصہ پر رہتا ہے، اور صاحب سکان کو پتھروں کے بارے میں برابر خبر کرتا رہتا ہے، ۔
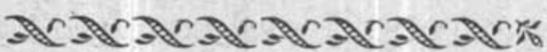
# ملک یمن کی سیاحت

## یہاں کے لوگ، شہر، مآثر، ملوک و امراء، حالات اور واقعات

## عربوں کا ایک بڑا، آباد اور بارونق شہر، حلی

سواکن سے یمن کے شہر حلی میں ہمارا ورود ہوا، یہ بہت بڑا شہر ہے اور آبادی اس کی نہایت عمدہ ہے، اس میں عربوں کے دو گروہ رہتے ہیں، بنو حرام، اور بنو کنانہ، اس شہر کی جامع مسجد تمام جامع مسجدوں میں اچھی ہے، اس میں فقراء کی ایک جماعت رہتی ہے، جن کا سوا عبادت کے اور کوئی کام نہیں ان میں سے شیخ صالح قبولہ ہندی کبار صالحین میں سے ہیں، ان کا لباس پیوند دار اور ٹوپی نمدے کی تھی، ان کی خلوت گاہ مسجد سے ملی ہوئی تھی، جس کا فرش صرف ریگ کا تھا کوئی بوریا تک بھی نہ تھا، اور نہ کوئی اور فرش جب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہونے گیا تو آپ کے پاس سوا وضو کے لوٹے اور کھجور کے ریشوں کے دستر خوان کے اور کوئی چیز نہ تھی، اور اس میں خشک روٹی کا ایک ٹکڑا رکھا تھا اور ایک پیالہ میں تھوڑا سا نمک جب آپ کے سامنے کوئی شخص آتا، تو آپ وہی اسے پیش کر دیا کرتے۔

یہاں کا سلطان عامر بن ذؤیب بن کنانہ تھا، جو اپنے وقت کا بہترین ادیب اور شاعر تھا، مکہ سے جدہ تک میرا ان کا ساتھ رہا ہے، ۷۳۰ھ مطابق ۱۳۲۹-۳۰ء میں اس نے حج کیا تھا جب میں مدینہ آیا تھا، تو بآکرام پیش آیا تھا، کئی دن تک میں اس کی مہمانی میں بھی رہا۔ اور اس کے جہاز میں دریا کا سفر کر کے شہر سرجہ میں وارد ہوا، یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے، اس میں اولاد ہلیبی کی ایک جماعت رہتی ہے، یہ یمن کے تاجروں کا ایک گروہ ہے، ان میں سے اکثر صنعا کے رہنے والے ہیں، صفات فضل و کرم سے متصف، مسافروں کو کھانا کھلانے والے حاجیوں کی اعانت کرنے والے، ان کو جہازوں میں سوار کرنے والے اور اپنے پاس سے انہیں زاد راہ دینے والے کوئی شخص روئے زمین پر نہیں جو اس معاملہ میں ان کی مثال بن سکے، ہاں الشیخ بدر الدین

انقاش باشندہ شہر القحمہ ضرور ہیں، وہ بے شک ماثر اور ایثار میں مثال ہو سکتے ہیں،

## شہر زبید، اور وہاں کی باجمال خواتین

پھر ہمارا شہر زبید میں گذر ہوا، یہ یمن کا ایک بڑا شہر ہے، اس کے اور صنعا کے مابین چالیس فرسخ کی مسافت ہے، یمن میں صنعا کے بعد اس سے بڑا کوئی شہر نہیں یہاں کے اہل ثروت اپنی مثال آپ ہیں، اس میں باغات بہت ہیں، پانی کی کثرت ہے، لوز وغیرہ پھل پھلاریاں بہت کثرت سے ہوتی ہیں، یہ شہر صحرائی ہے، ساحلی نہیں، جو شہر یمن کے پایہ تخت رہ چکے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے، اس میں عمارتیں بکثرت ہیں، نخلستان، باغات اور پانی کی بہتات ہے، یہاں کے باشندے پاکیزہ خصائل، بااخلاق اور خوب صورت ہیں، اور عورتوں کا حسن تو غضب کا ہے، یہ مقام وہی وادی الخصیب ہے، جس کا بعض احادیث میں ذکر آیا ہے، یہ رسول اللہ صلعم نے معاذ کو وصیت فرمائی اے معاذ جب وادی الخصیب میں آنا تو وہاں دوڑنا ۔"

یہاں کے نخلستان اس کے ہفتے مشہور ہیں، یعنی جب کھجوروں کے پکنے اور گدر رلنے کا زمانہ ہوتا ہے تو ہر ہفتے کھجوروں کے باغات میں میلہ لگتا ہے، اور باشندگان شہر میں سے کوئی بھی ایسا فرد نہیں رہتا، جو وہاں نہ جاتا ہو، اہل عیش و نشاط اور دو کاندار وہاں جاتے ہیں، اور پھل پھلاریوں اور مٹھائیوں کی دوکانیں وہاں لگاتے ہیں، عورتیں بھی اونٹوں پہ محملوں میں نکلتی ہیں، ان عورتوں میں باوجود حسن و جمال کے حد درجہ حسن اخلاق اور کرم ہوتا ہے، اور پردیسی پر تو ان کی عنایات بہت زیادہ مبذول رہتی ہیں، ہمارے بلاد کی طرح یہاں کی عورتیں بھی شادی پہ رضا مند ہو جاتی ہیں، شوہر جب سفر کا ارادہ کرتا ہے تو بیوی اس کے ساتھ مشایعت کے لئے آتی ہے، اور رخصت کر کے چلی جاتی ہے، اور اگر اس شوہر سے اُس کے کوئی اولاد ہے تو اس کی کفالت کرتی ہے، اور اولاد کی ساری ضروریات اس کے باپ کی واپسی تک پوری کرتی رہتی ہے، شوہر کی غیبت کے زمانہ کا کوئی نان نفقہ اور کپڑے وغیرہ کا سوال نہیں کرتی، اور اگر اس نے وہیں اقامت اختیار کر لی، تو اُس کی طرف سے قلیل نفقہ اور لباس پر قناعت کر لیتی ہے، لیکن یہ عورتیں اپنے شہر سے کبھی باہر نہیں نکلتیں، چاہے، ان کو کچھ بھی دے دیا جائے کہ وہ اپنے شہر سے نکلیں، لیکن کبھی نہ نکلیں گی،

اس شہر کے علماء اور فقہاء سب نیکوکار، دیندار، امانت دار، صاحب مکارم و حسن و اخلاق

ہیں، میں شہر زبید میں الشیخ العالم الصالح ابا محمد الصنعانی، الفقیہ الصوفی، المحقق ابا العباس الابیانی، الفقیہ المحدث ابا علی الزبیدی سے ملا، اور انہیں کے جوار میں اترا تھا، انہوں نے میرا بڑا اکرام کیا، اور میری ضیافت کی، ان کے باغات میں بھی میں گیا، اور ان میں سے بعض کے پاس الفقیہ القاضی العالم ابی زید عبد الرحمان الصوفی کی معیت میں جو فضلائے یمن سے ہیں گیا، وہاں العابد الزاہد الخاشع احمد بن عجیل الیمنی کا بھی ذکر آیا جو کبار رجال اور اہل کرامات میں سے ہیں۔

پھر ہم جبلہ میں آئے یہ ایک چھوٹا خوب صورت شہر ہے، یہاں کھجور، پھل پھلاریوں، اور نہروں کی کثرت ہے، جب الفقیہ ابو الحسن الزیلعی نے الشیخ ابی الولید کی تشریف آوری کی خبر سنی تو آپ کا استقبال کیا، اور اپنے زاویہ میں اتارا، ہم آپ کے پاس تین دن بہت آرام سے رہے، اور پھر واپس ہوئے،

بعد ازاں ہم شہر تعز[1] میں وارد ہوئے، یہ ملک الیمن کا دار السلطنت ہے، اور یمن کے تمام شہروں میں نہایت اچھا اور سب سے بڑا یہاں کے باشندے نہایت تجبر و تکبر والے اور سخت مزاج ہیں، یہ روش اُن بلاد پر غالب ہے، جن میں بادشاہ رہتے ہیں، یہ تین محلوں پر مشتمل ہے، ایک میں سلطان یمن اپنے غلاموں حواشی اور ارباب دولت کے ساتھ رہتا ہے، اس کا کچھ نام ہے، جو مجھے یاد نہیں رہا، دوسرے میں امراء اور فوجی لوگ رہتے ہیں، اس کا نام عُدَینہ ہے، تیسرے میں عام لوگ رہتے ہیں، اس میں ایک بہت بڑا بازار ہے، اس کا نام المحالیب ہے،

## سلطان یمن کے احوال و کوائف، تعظیم سلطانی کے آئین اور دیگر حالات

یہاں کا سلطان المجاہد نور الدین علی ابن السلطان المؤید ہزبر الدین داؤد بن السلطان المظفر یوسف بن علی بن رسول اس کا جد رسول کے نام سے اس لئے مشہور ہے کہ خلفائے بنی عباس میں سے کسی نے اسے یمن کی امارت پہ مامور کر کے بھیجا تھا پھر اس ملک میں اُس کی اولاد مستقل ہوگئی، اس کے دربار اور سواری کی عجیب ترتیب ہے، میں جب شہر میں گیا، تو قاضی القضاۃ الامام المحدث

---

[1] تعز ہمارے زمانہ میں یمن کے بادشاہوں کی بود و باش کا مقام تھا، یہ ایک چھوٹا قلعہ تھا، جو سواحل کے پہاڑوں اور ملک زبید پر واقع تھا، تعز سے اوپر ایک نزہت گاہ ہے جسے صہلہ کہتے ہیں، جس میں اس کے اوپر کے پہاڑوں سے بادشاہ یمن پانی لاتا ہے اور اس کے باغ کے وسط میں اس نے نہایت عظیم الشان اور مستحکم عمارات بنائی ہیں۔

صفی الدین السطیری الملکی کے پاس حاضر ہوا، انہوں نے ہمارا پرتپاک خیر مقدم کیا، ہم ان کے ہاں مہمان رہے، جو تھا دن پنج شنبہ تھا، اس دن السلطان دربار عام کیا کرتا تھا، میں بھی گیا، میں نے اُسے سلام کیا، انکو سلام کرنے کی کیفیت ہے، کہ انسان زمین کو اپنی کلمہ کی انگلی سے چھوتا ہے، پھر اُسے اپنے سر تک اٹھاتا ہے، اور یہ کہتا ہے " ادام اللہ عزک " چنانچہ میں نے بھی ویسا ہی کیا، مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا چنانچہ میں اُس کے روبرو بیٹھ گیا، مجھ سے میرے شہر، مولانا امیر المسلمین جواد الاجواد ابی سعید رضی اللہ عنہ۔ ملک مصر، ملک العراق اور ملک اللور کے متعلق دریافت کیا۔ چنانچہ جو کچھ ان کے حالات مجھ سے دریافت کیئے تھے، وہ میں نے بتائے، وزیر اُس کے حضور میں حاضر تھا اسے میری تکریم اور میرے اتارنے کے متعلق حکم دیا۔

اس بادشاہ کے اجلاس کی یہ ترتیب تھی کہ وہ ایک چبوترے پر بیٹھتا تھا، جو ریشم کے فرش سے مزین ہوتا تھا، اور اس کے داہنے اور بائیں مسلح لوگ ہوتے تھے پھر ان کے پاس تلوار اور ڈھال والے ہوتے تھے، ان کے پاس تیر انداز ہوتے تھے، امیر لشکر اس کی پشت پر اور جاؤش جن کا شمار اہل لشکر ہی میں ہے، کچھ فاصلہ پر کھڑے ہوتے تھے، جب بادشاہ بیٹھتا تھا تو سب متفقہ طریقہ پر بآواز بلند " بسم اللہ " کہتے تھے، اور جب کھڑا ہوتا تھا، اس وقت بھی یہی کہتے تھے، اس وجہ سے تمام محل کے لوگوں کو اس کے قیام اور قعود کے وقت سے آگاہی ہو جاتی تھی، جب اچھی طرح بیٹھ جاتا تھا، تو جن لوگوں کے سلام کرنے کا دستور تھا۔ وہ سلام کرتے تھے، اور جو جگہ ان کے لیے معین ہوتی تھی، میمنہ میں یا میسرہ میں وہاں آکر ٹھہر جاتے تھے، اور کوئی بھی اپنی جگہ سے تجاوز کرتا تھا، اور نہ بیٹھتا تھا تا وقتیکہ بیٹھنے کا حکم نہ دیا جائے، جس کی صورت یہ تھی بادشاہ امیر لشکر سے کہتا۔ فلاں شخص سے کہو کہ بیٹھ جائے، چنانچہ یہ مامور کچھ آگے بڑھ کر فرش پر جو کھڑے ہونے والوں کے سامنے ہوتا تھا میمنہ یا میسرہ میں بیٹھ جاتا تھا،

پھر کھانا لایا جاتا تھا، یہ دو قسم کے کھانے ہوتے تھے، عام لوگوں کا کھانا، اور خاص لوگوں کا کھانا، خاص لوگوں کے کھانے میں سے السلطان۔ قاضی القضاۃ شرفا میں سے کبار فقہا اور مہمان کھاتے تھے، عام لوگوں کے کھانے میں تمام شرفا۔ فقہا۔ قضاۃ، مشائخ امراء اور سرداران لشکر کھاتے تھے، ہر شخص کے لئے کھانے میں نشست کی جگہ مقرر تھی، جو اُس سے تجاوز نہ کرتا تھا، اور نہ کوئی ایک دوسرے کا مزاحم ہوتا تھا، اور تقریباً ایسی ہی ترتیب بادشاہ

ہند کی بھی ہے، لیکن مجھے اس کا علم نہ ہو سکا کہ سلاطین ہند نے یہ ترتیب سلاطین ہند نے یمن سے سیکھی ہے یا سلاطین یمن نے سلاطین ہند سے لی ہے، میں سلطان یمن کا کئی دن مہمان رہا، اس نے میرے ساتھ بڑا احسن سلوک کیا، اور مجھے سواری عطا کی، پھر میں سفر کے لئے شہر صنعا کی سمت روانہ ہوا۔

## یمن کا پایۂ تخت، اور بہت بڑا شہر صنعا۔

یہ شہر اولاً بلاد یمن کا پایہ تخت تھا، بڑا شہر ہے، عمارات اچھی اینٹ اور چونے کی بنی ہیں درخت پھل پھلاری اور زراعت کی کثرت ہے، ہوا معتدل اور پانی اچھا ہے، عجیب بات یہ ہے، کہ بلاد ہند، یمن اور حبشہ میں گرمیوں کے موسم میں پانی برستا ہے، اور بسا اوقات اس زمانہ میں ظہر کے بعد ہی برستا ہے اس لئے مسافر زوال کے وقت جلدی کرتے ہیں کہ کہیں بارش نہ شروع ہو جائے، اور اہل شہر اپنے مکانات کو واپس آجاتے ہیں۔ اس لئے کہ یہاں پانی موسلا دھار اور کثرت سے برستا ہے، شہر صنعا[1] سارا مفروش ہے، جب پانی برستا ہے، تو کل گلیاں دھل کر صاف ستھری ہو جاتی ہیں، یہاں کی جامع مسجد تمام جامع مسجدوں سے بہترین ہے، اس میں انبیاء علیہم السّلام میں سے کسی نبی کا مزار بھی ہے، پھر میں یہاں سے شہر عدن روانہ ہوا۔

## عدن میں آمد، وہاں کے نادرہ کار تالاب اور حوض

یہ شہر بلاد یمن کا بندرگاہ ساحل بحر اعظم پر واقع ہے، اسے چاروں طرف سے پہاڑ ڈھانکے ہوئے ہیں، سوا ایک طرف کے کسی طرف سے جانے کا راستہ نہیں، شہر بہت بڑا ہے، لیکن نہ اس میں زراعت ہے نہ درخت اور نہ پانی، یہاں صرف تالاب بنے ہوئے ہیں جن میں بارش کے زمانہ میں پانی جمع ہو جاتا ہے، پانی یہاں سے فاصلہ پر ہے، کبھی کبھی عرب پانی روک دیتے ہیں، اور اہل شہر اور پانی کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں، اس وقت یہ ان کو کچھ مال اور کپڑا دے کر راضی کر لیتے ہیں، یہاں گرمی شدت کی ہوتی ہے، یہی اہل ہند کا بندرگاہ بھی ہے یہاں

---

[1] بہت قدیم شہر ہے، مقامات حریری میں ابوزید سروجی کہتا ہے کہ طوحت بی طوائح الزمن الی صنعا الیمن۔ (رئیس احمد جعفری)

کنبایت، تانہ، کولم۔ فالقوط، فنڈ اینتہ۔ الشالیات، منجرور، ناکنور، ہنور اور سند ابور وغیرہ سے بڑے بڑے جہاز آتے ہیں، ہند کے تاجر یہاں سکونت رکھتے ہیں، اور تاجران مصر بھی، یہاں کے تاجر بڑے مالدار ہیں۔

مجھ سے ذکر کیا گیا کہ ایک دولت مند نے اپنے غلام کو بھیجا کہ ایک مینڈھا خرید لائے، اسی طرح دوسرے نے بھی اپنے غلام کو اسی کام کے لئے بھیجا، اتفاق سے اس دن بازار میں صرف ایک ہی مینڈھا تھا۔ دونوں غلاموں میں بڑھا بڑھی شروع ہوئی، یہاں تک کہ قیمت چار سو دینار تک پہنچ گئی ایک نے خرید لیا، اور کہا کہ میرے پاس کل چار سو دینار کی پونجی ہے، اگر میرا آقا مجھے اس کی قیمت دے دے گا، تو خیر ورنہ میں اپنی ساری پونجی تجھے دے دوں گا، چنانچہ اُسے اس میں کامیابی ہو گئی، اور دوسرا خریدار مغلوب ہو گیا، وہ اپنے آقا کے پاس مینڈھا لے کر گیا، جب آقا کو سارا قصہ معلوم ہوا تو اسے آزاد کر دیا، اور صلہ میں ہزار دینار انعام دیئے، دوسرا جب اپنے آقا کے پاس ناکامیاب گیا، تو اس نے اسے پیٹا اپنا مال لے لیا، اور اسے نکال دیا۔

میں عدن میں ایک تاجر کے پاس اترا جسے ناصر الدین الفاریری کہتے تھے، ہر شب دستر خوان پر تقریباً بیس تاجروں کا کھانا لایا جاتا۔ اور اس سے زیادہ اس کے غلاموں اور خادموں کی تعداد تھی، باوجود اس قدر ذی ثروت ہونے کے یہ لوگ نہایت دیندار، متواضع صاحب صلاح و مکارم اخلاق ہیں، مسافر کے ساتھ بڑے حسن و سلوک سے پیش آتے ہیں، فقراء کی عظمت کرتے ہیں، اللہ کا حق زکوٰۃ جو واجب ہے، ادا کرتے ہیں،

میں اس شہر میں یہاں کے قاضی الصالح سالم بن عبداللہ الہندی سے ملا، آپ کے والد مزدور غلاموں میں سے تھے، علم میں مشغول ہوئے، اس لئے سردار اور قاضی بن گئے، میں آپ کا کئی دن تک مہمان رہا،

# مشرقی افریقہ

## ملک حبش اور نواحی علاقوں کے حالات و کیفیات

عدن سے رخصت ہوا، چار دن تک سفر کرنے کے بعد، میرا گذر شہر زیلعؔ میں ہوا، یہ بربر کا شہر ہے، جو سوڈان کا ایک حصہ ہے، لوگ شافعی المذہب ہیں ان کے بلاد و صحرا میں ہیں، جن کی دو ماہ کی مسافت ہے، ان میں سے اول زیلع ہے، اور آخر مقدشو ہے، ان کے مویشی اونٹ ہیں، اور ان کی بھیڑیں فربہ ہونے کی وجہ سے بہت مشہور ہیں، باشندگان زیلع سیاہ رنگ ہوتے ہیں، اور ان میں سے اکثر شیعہ ہیں،

یہ بڑا شہر ہے، اور اس کا بازار بھی بڑا ہے، لیکن دنیا کی آبادی میں تمام شہروں سے گندہ بھیانک اور اس کا اکثر حصہ متعفن ہے، اس کے متعفن ہونے کی وجہ مچھلیوں کی کثرت اور سانڈنیوں کا خون ہے، جو گلیوں میں ذبح کئے جاتے ہیں،

---

لہ زیلع اہل حبش کا ایک مشہور شہر ہے، اس کے باشندے اہل اسلام ہیں، یہ ایک نہر کے کنارے حضیض میں واقع ہے، جو سمندر سے آتی ہے، یہاں گرمی بہت شدت سے پڑتی ہے، یہاں کا پانی شیریں ہے، جو کنوؤں سے نکالا جاتا ہے، نہ یہاں کے باشندوں کے باغات ہیں، اور نہ یہ پھلوں سے آشنا ہیں، قانون میں ہے، کہ زیلع حبش کی بندرگاہ ہے، جس کا یمن سے چنداں فاصلہ نہیں، یہاں مہنگائی کا بہت غلبہ ہے، خط استوا پر واقع ہے اور سیحون کے زیر حکومت ہے، تاجروں کی آمد یہاں بہت زیادہ ہے، اور یہاں کے باشندے ان کی بڑی خاطر مدارات اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔

## حبشہ ایک عجیب شہر وہاں کے رسم و رواج اور طرز زندگی کی حکایت

پھر ہم شہر مقدشو میں آئے یہ بہت بڑا شہر ہے، یہاں کے باشندوں کے پاس بکثرت اونٹ ہیں جو سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ ذبح ہوتے ہیں، اور ان کے پاس بھیڑ بھی بکثرت ہیں، یہ بہت بڑے تاجر ہیں، یہاں ایک کپڑا بنا جاتا ہے، جس کی کہیں نظیر نہیں، یہاں سے اسے دیار مصر وغیرہ لے جاتے ہیں، اس شہر کے باشندوں کی یہ عادت ہے کہ جب جہاز لنگر گاہ کی طرف پہنچنے والا ہوتا ہے تو یہ الصنابق یعنی چھوٹی کشتیوں پر سوار ہو کر اس کے پاس جاتے ہیں، ہر صنبوق میں یہاں کے باشندوں کا ایک گروہ ہوتا ہے، ان میں سے ہر ایک ڈھکی ہوئی سینی لاتا ہے، جن میں کھانا ہوتا ہے، اس جہاز کے تاجروں میں سے ہر ایک کے سامنے پیش کرتا ہے، اور کہتا ہے، کہ یہ میرے یہاں اترنے کی پیش کش ہے، چنانچہ وہ تاجر سوا ان نوجوانوں کے جس نے مدعو کیا تھا، اور کسی کے نہیں اترتا یہاں وہ سوداگر جو اکثر اس شہر میں آتا جاتا رہتا ہے، اور اس کی یہاں کے رہنے والوں سے شناسائی ہو گئی ہے، اسے اختیار ہے چاہے جہاں اترے، جب وہ اپنے مدعو کرنے والے کے یہاں اترتا ہے، تو جو کچھ بیچنا ہوتا ہے، اس کے ذریعہ بیچتا ہے، اور جو کچھ خریدنا ہوتا ہے، اسی کے ذریعہ خریدتا ہے، اگر کسی نے اس سے قیمت پر مال خرید لیا یا بغیر میزبان کے فروخت کیا تو وہ فروخت ناجائز ہوتی ہے، اس قاعدہ کی پابندی پر انہیں خوب نفع ہوتا ہے، جب وہ نوجوان اس جہاز پر چڑھنے میں تھا، تو ان میں سے ایک میرے پاس آیا، میرے ساتھیوں نے اس سے کہا یہ تاجر نہیں بلکہ فقیر ہے، پس اس نے باآواز بلند اپنے ساتھیوں سے یہ کہا، یہ القاضی کے مہمان ہیں، ان میں سے ایک آدمی قاضی کے لوگوں میں سے بھی تھا، اس نے جا کر اسے اطلاع کر دی، وہ ساحل البحر پر مع اپنے تمام طالب علموں کے آیا، اور ان میں سے ایک کو میرے پاس بھیجا، پس میں اور میرے ساتھی اترے، اور اس کے ساتھیوں کو میں نے سلام کیا، قاضی نے مجھ سے کہا۔ بسم اللہ، ہم شیخ کو سلام کے لئے جاتے ہیں، میں نے دریافت کیا کون شیخ، اس نے کہا السلطان وہاں کے لوگوں کا دستور ہے، جب فقیر یا شریف یا صالح شخص آتا ہے، تو جب تک سلطان کی حضوری سے نہ مشرف ہو نہیں اترتا، چنانچہ میں ان کے ساتھ ان کے فرمانے کے بموجب چلا گیا۔

## سلطان مقدشو کے عادات و خصائل اور طریق بود و ماند

سلطان مقدشو کو یہاں کے لوگ شیخ کہتے ہیں، جس کا نام ابو بکر الشیخ عمر ہے، اس کی اصل

بربر ہے اور گفتگو المقدشی زبان میں کرتا ہے لیکن عربی بھی جانتا ہے، اس کی عادت ہے کہ جب کوئی جہاز پہنچتا ہے، تو السلطان کا صنوق اس کے پاس جاتا ہے، اور جہاز کے متعلق تحقیقات ہوتی ہے کہ کہاں سے آیا ہے، کون اس کا مالک ہے، اور کون کپتان یعنی افسر جہاز ہے، اس میں کیا مال لدا ہے، اور تاجروں وغیرہ میں سے کون آیا ہے، الغرض کل حالات کی تحقیقات کرتا ہے، جب ساری باتوں کا علم ہو جاتا ہے تو سلطان سے عرض کیا جاتا ہے، بس جس شخص کو وہ مستحق سمجھتا ہے، اپنے پاس اتارتا ہے، اور جس کو نہیں سمجھتا نہیں اتارتا ہے،

جب میں قاضی مذکور کو ہمراہ جسے ابن البرہان کہتے تھے، جو حقیقت میں مصر کا رہنے والا تھا، سلطان کے مکان پر ایک جوان نکل کر آیا القاضی کو سلام کیا، اور اس سے عرض کیا۔ امانت پہونچا دیجئے، اور مولانا کا شیخ سے حال بیان کر دیجئے کہ یہ صاحب سرزمین حجاز سے تشریف لائے ہیں، وہ جاکر السلطان کو اطلاع کر کے واپس آگیا، اور اپنے ساتھ کچھ پانوں کے پتے اور چھالیا لایا، دس پان اور کچھ چھالیا مجھے دیں، اور اتنی ہی القاضی کو دیں، اور مابقی میرے ساتھیوں اور القاضی کے طلباء کو تقسیم کیں، ایک شیشہ میں دمشقی گلاب لے کر آیا، اور میرے اور قاضی کے اوپر چھڑکا، اور کہا کہ دار الطلبۃ میں اتارنے کا حکم ہوا ہے، یہ مقام طلبہ کی ضیافت کے لئے مقرر ہے، القاضی نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم اس مقام تک آئے یہ الشیخ کے مکان سے قریب مفروش اور تمام ضروریات سے مرتب تھا، پھر الشیخ کے مکان سے کھانا لے کر آیا، اس کی معیت میں ایک وزیر بھی تھا، جس کے متعلق مہمانداری کا کام تھا اس نے کہا کہ ہمارے آقا نے آپ کو سلام کہا ہے، اور کہا ہے۔ قدمتم خیر مقدم (یعنی خوش آمدید) بعد ازاں کھانا چنا گیا، اور ہم نے کھایا، کھانا گھی میں پکے ہوئے، چاول تھے جسے لکڑی کے کٹھروں میں نکالا تھا، اور ان کے اوپر خورشین ڈالی ہوئی تھیں مرغی اور بکری کا گوشت مچھلی اور بھاجیاں یا ساگ، یہ لوگ خوز کو پکنے سے پہلے دھوئے ہوئے دودھ میں ڈال کر پکاتے ہیں، اور لسے پیالوں میں ڈال لیتے ہیں، اور ایک پیالہ میں دہی جماتے ہیں، اور اس پر لیموں سیاہ مرچ، مرکہ، نمک، ہری ادرک اور انبیا ان سب کو پیس کر چٹنی بناتے ہیں، جب چاولوں کا ایک لقمہ کھاتے ہیں، باشندگان مقدشو میں سے ایک شخص اس قدر کھانے کا عادی ہے، جس قدر ہم میں سے ایک جماعت کھانے کی عادی ہے، یہ لوگ بلحاظ جسم بہت موٹے تازے ہوتے ہیں،

ہم یہاں تین دن ٹھہرے، جو تھا دن جمعہ کا تھا، میرے پاس قاضی اور طلبہ آئے، اور ایک وزیر بھی آیا، یہ لوگ میرے لئے لباس لائے، ان کے لباس میں ایک ریشمی لنگی ہوتی ہے، جسے انسان پائجامہ

کی بجائے کمر سے باندھ لیتا ہے، کیونکہ یہ لوگ پائجامہ سے آشنا بھی نہیں، اور ایک بوٹے دار مصری قطنہ کی چادر اور ایک دوہری قدسی فرجیۃ اور ایک مصری بوٹہ دار عمامہ اسی طرح میرے ساتھیوں کے لئے بھی ان کے حسب حال لباس لادئے،

پھر ہم جامع مسجد آئے اور مقصورہ کے پیچھے نماز پڑھی، جب المقصورہ کے دروازہ سے برآمد ہوئے تو میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے رسم ترحیب ادا کی، اور قاضی کے ساتھ اپنی زبان میں گفتگو کی، پھر عربی زبان میں یہ الفاظ کہے، (قدامت خیر مقدم وشرفت بلاد نا دانستنا) (خوش آمدید آپ نے ہمارے ملک کو شرف بخشا، اور ہمیں اپنا گرویدہ بنایا) اور صحن مسجد کی طرف تشریف لے گئے اپنے والد کی قبر پر جاکر کھڑے ہوئے، جو وہیں مدفون ہیں، فاتحہ پڑھا اور دعا کی، پھر وزراء امراء اور افسران لشکر آئے، اور انہوں نے سلام کیا، ان کی بھی سلام کرنے کی ویسی ہی عادت ہے، جیسے اہل یمن کی، یعنی آدمی کلمہ کی انگلی زمین پر رکھتا ہے، پھر اسے سر پر لے جاتا ہے، اور ادام اللہ عزک (اللہ کے اعزاز کو بقائے جاوید عطا فرمائے) کہتا ہے،

پھر سلطان مسجد کے دروازہ سے نکلے، جوتے پہنے، قاضی سے بھی فرمایا کہ جوتے پہن لو، اور مجھ سے بھی یہی ارشاد ہوا، اور پیادہ پا اپنے محل کا رخ کیا، جو مسجد سے قریب ہی ہے، تمام برہنہ پا چلتے تھے، ان کے سر پر چھتریاں رنگین ریشم کی لگائی گئیں، ہر چھتری کی چوٹی پر سونے کی ایک چڑیا بنی تھی، اس دن ان کا لباس ایک قدسی سبز فرجیہ تھی، اور اس کے نیچے مصری کپڑے تھے، فرجیہ کے حاشیے بہت اچھے تھے گلے میں حریری ایک چادر پڑی ہوئی تھی، اور سر پر بہت بڑا عمامہ باندھے ہوئے تھے، سامنے نقارے قرنا اور نفیریاں بجتی تھیں، اور ان کے آگے اور پیچھے افسران لشکر تھے، اور قاضی فقہا اور شرفاء ساتھ ساتھ تھے، اس طرح اپنے محل شاہی تک تشریف لے گئے، وزراء امراء اور افسران لشکر ایک سائبان میں بیٹھ گئے، اور قاضی کے لئے فرش بچھایا گیا، جس پر سوا اس کے اور کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہ تھی، لیکن فقہاء اور شرفاء اس کے ساتھ تھے، اس طرح یہ لوگ نماز عصر تک بیٹھے رہے، جب سب لوگ سلطان کے ساتھ نماز عصر پڑھ چکے، تو لشکر آئے، اور اپنے مراتب کے لحاظ سے صف بستہ ہو کر کھڑے ہو گئے، پھر طبل، نفیریاں قرنا اور بانسریاں بجائی گئیں، جب باجا بجتا تھا، تو نہ کوئی حرکت کرتا تھا اور نہ اپنی جگہ سے جنبش کرتا تھا، چلنے والا ٹھہر جاتا تھا، نہ پیچھے حرکت کرتا تھا، نہ آگے، جب طبلخانہ بج چکا تو لوگوں نے انگلیوں سے سلام کیا، جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں، اور چلے گئے۔

## جزیرہ منبسی میں ورود

یہاں سے رخصت ہو کر ہم جزیرہ منبسی میں وارد ہوئے، یہ ایک جزیرہ ہے، اس کے اور ارض سواحل کے مابین براہ سمندر دو دن کی مسافت ہے، اس میں کوئی میدان نہیں، اس کے درخت لوز، لیموں اور اترج کے ہیں، یہاں ایک قسم کا پھل بھی ہوتا ہے، جسے یہ لوگ جموّں کہتے ہیں، یہ زیتوں کے مشابہ ہے، اس کی گٹھلی بھی اس کے مشابہ ہوتی ہے، اتنی بات ضرور ہے کہ اس کی مٹھاس بہت تیز ہوتی ہے، ان جزیروں کے باشندوں میں زراعت نہیں ہوتی، ان کے لیے غلہ سواحل سے لے جاتے ہیں، ان کا اکثر کھانا موز یعنی کیلہ اور مچھلی ہے، یہ شافعی المذہب، دین دار۔ اور عفاف وصلاح والے ہیں، ان کی مسجدیں لکڑی کی نہایت مستحکم بنی ہوئی ہیں،

## ایک بڑا ساحلی شہر "کلوا"، اہل جہاد کا علاقہ

اب ہم شہر کلوا پہنچے، یہ ایک بڑا ساحلی شہر ہے، یہاں کے باشندے زنگی یعنی سیاہ فام ہیں، شہر کلوا اچھے شہروں میں سے ہے، اس کی عمارات بہت مستحکم اور کل چوبی ہیں، اور مکانوں کی چھتیں قبہ دار ہیں، یہاں بارش بھی بہت ہوتی ہے، یہ تمام لوگ اہل جہاد ہیں، اس لیے کہ ایک ہی علاقہ میں آباد ہیں، جو زنگی کفار کے ساتھ ملا ہوا ہے، ان پر دینداری اور صلاح غالب ہے، اور شافعی مذہب ہیں۔

## کلوا کے سلطان عالی شان کا ذکر اور اس کی سخاوت

یہاں کا بادشاہ ابو المظفر حسن تھا، جس کی کنیت ابو المواہب بھی تھی، کیونکہ یہ بخششیں اور سخاوتیں بہت کیا کرتا تھا، اور زنگیوں کے ملک پر حملے بہت کرتا تھا، ان پر چڑھائیاں کر کے انہیں شکست دے دیتا تھا۔ اور مال غنیمت لے لیتا تھا، اس کا خمس نکالتا تھا، اور اسے معین مصارف میں جو کتاب اللہ تعالےٰ میں ہے، صرف کر دیا کرتا تھا، ذوی القربیٰ کا حصہ خزانہ میں علیحدہ رکھتا تھا، جب شرفا آتے تھے، تو انہیں دے دیا کرتا تھا، یہ شرفا عراق و حجاز وغیرہ سے آیا کرتے تھے، میں نے اس کے پاس شرفاء حجاز کی ایک جماعت دیکھی، یہ سلطان بہت صاحب تواضع

ہے، فقراء کے پاس بیٹھ جاتا ہے، ان کے ساتھ کھاتا پیتا ہے، اور اہل دین و شرف کی بہت تعظیم کرتا ہے،

ایک دن میں جمعہ کے دن اس کے پاس حاضر ہوا، یہ نماز سے نکل کر اپنے گھر جا رہا تھا، اس کے سامنے یعنی فقراء میں سے ایک فقیر آگیا، اور اسے "یا الموا ہیب" کہہ کر خطاب کیا، اس نے جواب دیا "لبیک یا فقیر اجنک" (اے فقیر میں حاضر ہوں اپنا مقصد بیان کر) اس نے عرض کیا "اعطنی ہذا الثیاب اللتی علیک" (یہ کپڑے جو تیرے جسم پر ہیں مجھے عطا کر) اس نے جواب دیا "نعم اعطیکہا بہت اچھا تجھے مل جائیں گے) فقیر نے عرض کیا "الساعۃ" (ابھی اس نے جواب دیا "نعم الساعۃ" (ہاں ابھی) اور مسجد چلا گیا، اور خطیب کے حجرے میں جا کر دوسرے کپڑے پہنے، اور یہ کپڑے اتارے، اور فقیر سے کہا "اُدخل فخذہا" (اندر آجا اور لے لے) پس فقیر داخل ہوا، اور لے لئے، رومال میں لپیٹ کر ان کی گٹھری سر پہ رکھی، اور چلا گیا، سلطان کا لوگوں نے اس فعل تواضع و کرم کے اظہار پہ بڑا شکریہ ادا کیا، اس کے بیٹے ولی عہد نے فقیر سے یہ کپڑے لے لئے اور ان کے عوض دس غلام عطا کئے، سلطان نے بھی فقیر کو اپنی طرف سے دس غلام اور دو بوجھ ہاتھی دانت کے عطا کئے، ان کے عطایا میں سب سے بڑا عطیہ ہاتھی دانت ہوتے ہیں، یہ لوگ سونا بہت کم دیا کرتے ہیں،

جب اس سلطان نے وفات پائی، تو اس کا بھائی داؤد برسر اقتدار ہوا، لیکن اس کی طبیعت برعکس تھی، جب کوئی سائل آتا تو کہتا۔ "دینے والا تو مر گیا۔ اور کچھ ترکہ چھوڑ کر نہیں گیا، کہ اس میں سے دیا جائے"، جب مہمان کئی ماہ تک پڑے رہتے تو کچھ سلوک کر دیا کرتا، یہاں تک کہ مہمانوں نے اس کے دروازے کو خیرباد کہہ دیا،

# کاروانِ سفر

## قوم عاد کا مسکن راستے کے عجائب و غرائب

کلوا میں کچھ عرصہ تک رہنے کے بعد ہم نے بحری راستہ سے شہر ظفار الحموض کا رخ کیا۔ یہ بلاد یمن کا آخری شہر ہے۔ اور بحر ہند کے ساحل پر واقع ہے، یہاں سے نہایت اعلیٰ قسم کے گھوڑے ہندوستان لے جائے جاتے ہیں، اس کے اور بلاد ہند کے مابین اگر ہوا موافق ہو، پورے ایک مہینے کی مسافت ہے، شہر ظفار ایک صحرا میں واقع ہے، جہاں نہ کوئی گاؤں ہے، اور نہ کوئی زیر حکومت مقام، اور بازار شہر کے باہر ایک سرائے میں ہے، جسے الحرجاء کہتے ہیں، یہ بازار تمام بازاروں میں نہایت گندہ اور بدبودار بازار ہے، چونکہ اس میں پھل اور مچھلیاں بکثرت بکتی ہیں اس لئے مچھروں کی بڑی کثرت ہے، مچھلیوں میں سے ایک مشہور قسم کی مچھلی کی یہاں بہت کثرت ہے، جسے السردین کہتے ہیں، یہ بہت موٹی تازی ہوتی ہے، یہ عجائبات میں سے ہے کہ یہاں کے گھوڑوں کا چارہ یہی السردین ہے، اور اسی طرح ان کی بھیڑوں کا بھی ماسوا یہاں کے اور کسی جگہ یہ بات دیکھنے میں نہیں آئی، مچھلی بیچنے والیاں اکثر نوکر ہوتی ہیں، ان کی پوشش سیاہ ہوتی ہے۔

یہاں کے باشندوں کی زراعت جوار ہوتی ہے، وہ اس کی آبیاری کنووں سے کرتے ہیں، جن کا پانی بہت دور ہوتا ہے، ان کی آبیاری کی تفصیل یہ ہے کہ ایک بڑا ڈول بناتے ہیں، اور اس میں کئی رسیاں باندھتے ہیں، ہر رسی کو غلام یا نوکر پکڑ کر کھینچتا ہے، ڈول کو ایک بڑی بلند لکڑی پر کنویں سے کھینچتے ہیں، اور اس کا پانی ایک تالاب میں ڈالتے جاتے ہیں، جس سے آبیاری کرتے ہیں، ان کے لئے چاول بلاد ہند سے آتا ہے، یہی ان کی زیادہ غذا ہے، اس شہر کے درہم تانبے کے ہوتے ہیں، ان کے سوا اور کسی کا رواج نہیں، یہاں کے تمام باشندے اہل تجارت ہیں، سوا اس کے اور ان کی معاش کی کوئی صورت نہیں۔

یہ لوگ بڑے صاحب تواضع و حسن اخلاق اور فضیلت والے ہوتے ہیں، اور پردیسیوں سے بڑی محبت کرتے ہیں، ان کا لباس روئی کا ہوتا ہے، جو ان کے پاس بلاد ہند سے لے جایا جاتا ہے، اور پاجامہ کے بدلے کمر میں لنگی باندھتے ہیں، اور گرمی کی شدت کی وجہ سے دوسری چادر پیٹھ پر ڈال لیتے ہیں اور دن میں کئی مرتبہ نہاتے ہیں، یہاں مسجدیں بکثرت ہیں، ہر مسجد میں نہانے کے لئے کئی غسل خانے ہوتے ہیں،

یہاں ریشم، روئی اور السی کی چھال کے کپڑے بنائے جاتے ہیں جو نہایت اچھے ہوتے ہیں، یہاں کے اکثر باشندوں مردوں اور عورتوں کو فیل پا کا بہت زیادہ مرض ہوتا ہے، اس سے ان کے دونوں پیر پھول جاتے ہیں، اکثر مردوں کو مرض فتق بھی بہت ہوتا ہے، اس سے خدا کی پناہ، انکی اچھی عادات میں سے صبح اور عصر کی نماز کے بعد ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا ہے،

اس شہر کے مخصوصات اور عجائبات میں سے یہ ہے کہ کوئی ایسا شخص نہیں جس نے اس پر تصرف کا ارادہ کیا ہو اسے کوئی افتاد نہ پیش آئی ہو، اور اس کے اور اس کے مابین کوئی سد راہ نہ واقع ہو گئی ہو مجھ سے بیان کیا گیا کہ سلطان قطب الدین تہمتن بن طوران شاہ صاحب ہرمز نے خشکی اور بحری دونوں طرف سے چڑھائی کی، اللہ تعالیٰ نے ایسی آندھی نازل کی کہ سارے جہاز برباد ہو گئے، اور لے محاصرہ سے باز آنا اور بادشاہ سے صلح کرنا پڑی،

یہاں کے عجائب میں سے یہ بھی ہے کہ اس شہر کے لوگ اہل مغرب (افریقیہ) سے بہت مشابہ ہیں، یہاں کی بڑی مسجد کے خطیب کے گھر میں فروکش ہوا، انکا نام عیسےٰ بن علی ہے، یہ نہایت عالی مرتبہ اور کریم النفس شخص ہیں، ان کے پاس کئی چھوکریاں تھیں، جن کے نام مغربی خادموں جیسے تھے، ایک کا نام بخیت تھا، اور دوسری کا نام . . . . . . . . . . . ازداد المال میں نے یہ نام سوا اس شہر کے کہیں نہیں سنے، یہاں کے باشندے اکثر برہنہ سر رہا کرتے تھے، عمامے نہیں باندھتے، ان کے مکانات میں سے ہر مکان میں کوٹھری کے اندر بیے کا مصلیٰ لٹکا رہتا ہے، جس پر مالک مکان نماز پڑھتا ہے، ایسا ہی باشندگان مغرب بھی کرتے ہیں، ان کی غذا جوار ہے،

اس شہر کے قریب باغات کے اندر شیخ صالح عابد ابی محمد بن ابی بکر بن عیسیٰ کا زاویہ ہے، یہ زاویہ باشندگان ظفار کے نزدیک بہت قابل تعظیم ہے، جب کوئی پناہ لینے والا اس میں داخل ہو جاتا ہے، تو سلطان پر اس کا کوئی غلبہ باقی نہیں رہتا، میں نے یہاں ایک شخص دیکھا جس کے متعلق مجھ سے ذکر کیا گیا، کہ یہاں یہ کئی سال سے پناہ گزین ہے، اور سلطان اس سے کبھی کچھ تعرض نہ کر سکا، میں جس زمانہ میں یہاں تھا تو سلطان کے کاتب نے اس میں پناہ لی تھی، اور یہاں قیام پذیر تھا، یہاں تک کہ دونوں میں صلح ہو گئی،

اس زاویہ کے قریب بادشاہ الملک بعیث کا مزار ہے، اس کی بھی یہ لوگ بہت تعظیم کرتے ہیں اور جس شخص کو کوئی حاجت ہوتی ہے، اس کے پورے ہونے کے لئے یہاں پناہ لیتا ہے، چنانچہ اس کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے، لشکر کی یہ عادت ہے کہ جب مہینہ پورا ہو جاتا ہے، اور انہیں تنخواہ نہیں ملتی تو اس تربت پر آکر پناہ لیتے، اور اس کے نزدیک پڑاؤ ڈالتے ہیں، حتیٰ کہ ان کی تنخواہ انہیں پہونچ جاتی ہے،

# قوم عاد کا شہر

# احقاف

## عجیب و غریب مشاہدات اور حالات و واقعات

اس شہر سے ہم رخصت ہوئے نصف دن کی مسافت پر الاحقاف[1] یعنی مساکن عاد[2] ہیں، یہاں ایک زاویہ اور ساحل بحر پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے، اور اس کے اطراف میں مچھلی کے شکاریوں کا ایک گاؤں ہے، زاویہ میں ایک مزار ہے، جس پر یہ تحریر ہے، ھذا قبر ھود بن عابر علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام (یہ ہود بن عابر علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا مزار ہے) میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ دمشق کی مسجد میں ایک مقام ہے، جس پر یہ عبارت تحریر ہے، "ھذا قبر ھود ابن عابر" (یہ ہود بن عابر کا مکان ہے) لیکن اغلب یہ ہے کہ آپ کا مزار الاحقاف میں ہونا چاہیئے، کیونکہ یہی آپ کے بلاد ہیں، اس شہر میں باغات بھی ہیں، جن میں موز بکثرت اور بڑا ہوتا ہے، میرے سامنے اس کی ایک پھلی تولی گئی، اس کا وزن بارہ اوقیہ[3] تھا، اس کا ذائقہ نہایت اچھا اور بہت شیریں ہوتا ہے۔ یہاں پان بھی ہوتے ہیں، اور ناریل بھی جنہیں جوز الہند کہتے ہیں، یہ دونوں چیزیں سوا بلاد ہند کے اور کہیں نہیں ہوتیں، چونکہ اب پان اور ناریل کا ذکر آگیا ہے، اس لئے ہم دونوں کے خصائص کا ذکر کرتے ہیں۔

## پان کس طرح کاشت کیا جاتا ہے؟ پان کی اہمیت و عظمت

پان بھی اسی طرح لگایا جاتا ہے، جس طرح انگور کی بیل لگائی جاتی ہے، اس کیلئے نرسل کا منڈوا بنایا جاتا ہے جس طرح انگور کی بیل کیلئے بنایا جاتا ہے، یا اسے ناریل کے درخت کے قریب لگاتے ہیں، اس پر یہ اسطرح چڑھ

---

[1] احقاف کے معنی ہیں ریت کے تودے۔

[2] ایک سرکش قوم جو بے انتہا ترقی یافتہ اور آرٹ کی ماہر تھی، لیکن قہر الٰہی کا نشانہ بنی اور مٹ گئی، جس کے آثار باقیہ عبرت کے لئے اب تک موجود ہیں۔

[3] ایک اوقیہ ایک اونس کے برابر ہوتا ہے۔

جاتا جس طرح بیل اور سیاہ مرچ چڑھ جاتی ہے، پان کے درخت میں کوئی پھل نہیں ہوتا مقصود اس کے پتے ہوتے ہیں، ان میں سے عمدہ زرد ہوتا ہے، اس کے پتے روزانہ چن لئے جاتے ہیں۔ باشندگان ہند پان کی بہت عزت کرتے ہیں، جب کوئی شخص کسی کے گھر پر اس سے ملنے جاتا ہے، تو وہ اسے پانچ پان دیتا ہے گویا اس نے دنیا ومافیہا سب کچھ دیدیا، بالخصوص اگر وہ کوئی امیر یا بڑا ہے، ان کے نزدیک پان کا دینا بہت بڑی بات سمجھی جاتی ہے، اور اس کا یہ فعل چاندی اور سونے کے دینے سے بھی زیادہ اس کی سخاوت پر دلالت کرتا ہے، اس کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے چھالیا لیتے ہیں، اسے توڑتے ہیں، یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو جاتے ہیں، آدمی اسے اپنے منہ میں ڈال لیتا ہے۔ اور چباتا ہے، پھر پان لیتا ہے، اور اس پر تھوڑا سا چونا لگا کر چھالیوں کے ساتھ چباتا ہے، اس کی خاصیت یہ ہے کہ منہ خوشبودار بناتا ہے، بدبو دور کرتا ہے، کھانا ہضم کرتا ہے، نہار منہ پانی پینے کے ضرر سے محفوظ رکھتا ہے، اس کے کھانے سے فرحت ہوتی ہے، اور مباشرت کے معاملہ میں تقویت پہنچاتا ہے، آدمی اسے رات کو اپنے سرہانے رکھ کر سوتا ہے جب نیند سے جاگتا یا اس کی بیوی یا لونڈی اسے جگاتی ہے، تو اس میں سے کھا لیتا ہے، اس سے جو کچھ اس کے منہ میں بدبو یا خرابی ہوتی ہے، جاتی رہتی ہے، سلطان اور امرا کی جماعہ یہ سوا پان کے کچھ نہیں کھاتیں۔

## ناریل اور اس کے ضروریات زندگی سے متعلق مصنوعات

یہ جوز الہند ہے بلحاظ شاخ اور حالت کے یہ درخت عجیب ہے، اس کے اور کھجور کے درخت میں سوا اس کے اور کوئی فرق نہیں کہ اس میں جوز لگتے ہیں، اور اس میں پھل لگتے ہیں اس کا جوز آدمی کے سر سے مشابہ ہوتا ہے، کیونکہ اس میں دونوں آنکھوں اور منہ کے مشابہ نشانات ہوتے ہیں، اور اس کا اندرونی حصہ کچے ہونے کی حالت میں دماغ سے مشابہ ہے، اور اس کے اوپر کے ریشے بالوں کے مشابہ ہوتے ہیں، یہ ان سے رسیاں بناتے ہیں، بجائے لوہے کی کیلوں کے ان کو کشتیوں کے بنانے کی بندش میں لاتے ہیں، اور جہازوں کے لئے رسے بھی اس کے بناتے ہیں۔

اس جوز کے خواص میں سے یہ ہے کہ بدن کو تقویت دیتا فربہی پیدا کرتا ہے، اور چہرہ کی سرخی بڑھاتا ہے، اور قوت باہ کی اعانت میں تو اس کا فعل عجیب ہے، اس کے عجائب میں سے یہ بھی ہے کہ ابتداء میں یہ سبز ہوتا ہے، جو شخص چھری سے اس کے چھلکے کا ٹکڑا کاٹتا اور اس کا سر کھولتا ہے، تو اس سے انتہا شیریں اور ٹھنڈا پانی نکلتا ہے، لیکن اس کی خاصیت گرم ہے، قوت باہ کی اعانت کرتا ہے، جب یہ پانی پی لیا جاتا ہے تو اس کاٹے ہوئے چھلکے کے ٹکڑے کو کر لیتے ہیں، اور اسے چمچے سے کھرچتے ہیں، اس کا مزہ نیم برشت

انڈے کی مانند ہوتا ہے، لوگ اسے غذاءً استعمال کرتے ہیں، جب میری جزائر ذبیتہ المہل میں ڈیڑھ سال تک اقامت رہی تو میری بھی یہی غذا رہی۔

## ناریل سے تاڑی بنانے کا طریقہ

اس کے عجائب میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے روغن زیت دودھ تاڑی بناتے ہیں، اس تاڑی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے درخت پر جو نوکر ہوتے ہیں، وہ صبح شام چڑھا کرتے ہیں، اور اس سے پانی نکالتے ہیں جس سے تاڑی بنتی ہے، درخت پر جا کر اس شاخ کو کاٹ ڈالتے ہیں جس سے پھل نکلتا ہے، اور اس میں سے دو انگل چھوڑ دیتے ہیں، پھر اس پر ایک چھوٹی سی ہانڈی باندھ دیتے ہیں، اس شاخ سے جو پانی نکلتا ہے، وہ اس میں ٹپک کر جمع ہوتا رہتا ہے، اگر اسے صبح کو باندھا ہے، تو اس کیلئے شام کو چڑھتے ہیں، چڑھنے والے کے ساتھ دو پیالے ناریل مذکور کے چھلکے کے ہوتے ہیں، پھر اس در درے مغز کو خوب پانی میں ملتے ہیں، اس کا رنگ دودھ ہوئے دودھ کی طرح سفید ہو جاتا ہے، اس کا مزہ بھی دودھ کی طرح ہوتا ہے، لوگ اس سے روٹیاں کھاتے ہیں۔

اس سے زیت اس ترکیب سے بناتے ہیں کہ جو پک کر جب درخت سے گر پڑتا ہے تو لے لیتے ہیں، اس کا چھلکا الگ کر دیتے ہیں، اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ ڈالتے ہیں، اور دھوپ میں رکھ دیتے ہیں، جب خشک ہو جاتا ہے، تو ہانڈیوں میں پکا لیتے ہیں، اور اس سے زیت یا تیل نکال لیتے ہیں اسے چراغ میں جلاتے ہیں اسے اپنے ساتھ بھی رکھتے ہیں، اور اس سے روٹی بھی کھاتے ہیں، اور عورتیں اسے اپنے بالوں میں ڈالتی ہیں بڑے فائدہ والا ہے،

## ظفار کے سلطان کا تذکرہ اور اس کے اصول و آداب شاہی

وہ السلطان الملک المغیث ابن الملک الفائز۔ ملک الیمن کا بھتیجا ہے، اس کا باپ ظفار میں صاحب الیمن کی طرف سے امیر تھا، اس کے پاس ہر سال اسے ہدیہ بھیجنا لازم تھا، پھر الملک المغیث خود اس کا مالک بن بیٹھا، اور ہدیہ بھیجنا بند کر دیا، ملک الیمن کا ارادہ ہوا کہ اس سے جنگ کرے اور اس پر بجائے اس کے اپنے بھتیجے کو مامور کر دے،

اس شہر کے اندر سلطان کا ایک قصر ہے، جسے "الحصن" یعنی قلعہ کہتے ہیں، یہ بڑا اور وسیع ہے اور اس کے سامنے جامع مسجد ہے، اس کا یہ دستور ہے کہ نقارے، قرنا، نفیریاں روزانہ بعد نماز عصر اس

کے دروازے پر بجائی جاتی ہیں، اور ہر دوشنبہ اور پنج شنبہ کو لشکر اس کے دروازہ پر آکر محل کے باہر ٹھہر کر چلا جاتا ہے، سوا جمعہ کے دن کے نہ سلطان نکلتا ہے، اور نہ اسے کوئی دیکھ سکتا ہے، اس دن نماز کے لیئے نکلتا ہے، اور پھر اپنے گھر واپس چلا جاتا ہے، محل سلطانی میں کسی کو جانے سے منع نہیں کیا جاتا، امیر لشکر اس کے دروازہ پر بیٹھا رہتا ہے، ہر حاجت یا شکایت والا شخص اسی کے پاس جاتا ہے، وہ سلطان کو صورت احوال کی اطلاع کرتا ہے، اسی وقت جواب آجاتا ہے، جب سلطان کو اپنی سواری کا جلوس نکالنا منظور ہوتا ہے، تو ایک اونٹ لایا جاتا ہے جس پر محمل ہوتی ہے، پردے سفید رنگ کے ہوتے ہیں، اور ان پر زری کا کام کیا ہوتا ہے، سلطان اور اس کے ندیم محمل میں اس طرح سوار ہوتے ہیں، کہ نظر نہیں آتے، جب سواری باغ کو نکل جاتی ہے، اور یہ گھوڑے پر سوار ہونا چاہتا ہے، تو سوار ہو جاتا ہے، اور اونٹ سے اتر آتا ہے اس کی عادت ہے کہ رستہ میں کوئی شخص سامنے نہ آئے، نہ اس کے دیکھنے کے لئے ٹھہرے نہ کسی شکایت کے لیئے اور نہ کسی اور بات کے لیئے اور اگر کسی نے اس کی خلاف ورزی کی تو بہت زائد مارا جاتا ہے، جب لوگوں کو معلوم ہوتا ہے، کہ سلطان نکلنے والا ہے، تو راستہ سے بھاگ جاتے اور اپنے تئیں بچاتے ہیں۔

اس سلطان کا وزیر الفقیہ محمد العدنی ہے، یہ پہلے بچوں کا معلم تھا، اس نے سلطان کو بھی قرأت اور کتابت سکھائی ہے، سلطان نے اس سے عہد کیا تھا کہ جب میں بادشاہ ہوں گا، تو تجھے وزیر بناؤں گا، چنانچہ جب یہ بادشاہ ہوا تو وزیر بنایا، چنانچہ یہ اس عہدے کو ٹھیک طرح انجام نہ دے سکتا تھا۔ اس لیئے وزارت کے عہدہ پر تو یہ ہے لیکن اختیارات دوسرے شخص کو ہیں، اس شہر سے ہم براہ بحر عمان ایک چھوٹے جہاز پر سوار ہوئے جو ایک شخص کا تھا، جسے علی بن ادریس المصیری کہتے ہیں، یہ جزیرہ مصیرة کا باشندہ ہے،

دوسرے دن ہم بندرگاہ حاسک میں وارد ہوئے، یہاں کے باشندے عربی لوگ ہیں، جو مچھلی کا شکار کیا کرتے ہیں، اور یہیں رہتے ہیں، ان کے یہاں کندر کا درخت ہوتا ہے، جس کے پتے بہت باریک ہوتے ہیں، جب یہ پتہ دبایا جاتا ہے، تو اس میں سے دودھ کا سا پانی ٹپک پڑتا ہے، جو گوند بن جاتا ہے، اسی گوند کا نام لبان ہے، یہ یہاں بکثرت ہوتا ہے،

اس بندرگاہ کے باشندوں کی معاش سوا مچھلی کے شکار کے اور کچھ نہیں ہے، ان کی مچھلیاں اللخم کے نام سے مشہور ہیں، یہ بحری کتے کے مشابہ ہیں، ان کو چاک کر ڈالتے ہیں، اور سکھا لیتے ہیں، یہی ان لوگوں کی غذا ہے، ان کے مکانات اس مچھلی کی ہڈی کے ہوتے ہیں، اور ان کی چھتیں اونٹ

کے چمڑوں کی۔

پھر ہم جبل لُبعان آئے، یہ وسط بحر میں واقع ہے، اس کے اوپر پتھر کی ایک ٹھہرنے کی عمارت بنی ہے، جس کی چھت مچھلیوں کی ہڈی کی ہے، اس کے باہر ایک تالاب ہے، جس میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے،

بعد ازاں ہم جزیرۃ الطیر میں وارد ہوئے، یہاں کوئی عمارت نہیں ہے، ہم نے جہاز لنگر انداز کیا، اور وہاں گئے، اسے پروں سے بھرا ہوا پایا۔ جو گوریوں یا کنجشک کے مشابہ تھیں، مگر ان سے بڑی لوگ ان پرندوں کے انڈے اٹھا لائے، ان کو پکایا، اور کھایا، اور ان پرندوں میں سے بہت سے پکڑ بھی لائے، ان کو بغیر ذبح کیے ہوئے پکایا، اور کھایا۔

ان دنوں اس جہاز پر میرا کھانا کھجور اور مچھلی تھی، صبح اور شام یہ لوگ ایک مچھلی کا شکار کیا کرتے تھے، جسے فارسی زبان میں "شیر ماہی" کہتے ہیں، عربی زبان میں اس کے معنی "اسد السمک" ہیں کیونکہ شیر کو "اسد" کہتے ہیں، اور ماہی کو "سمک" یہ اس مچھلی کے مشابہ ہوتی ہے، جسے ہم لوگ تازرت کہتے ہیں یہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھون ڈالتے تھے، اور جہاز کے ہر شخص کو مساوی ٹکڑے بانٹ دیا کرتے تھے، اور مالک جہاز وغیرہ کسی کو زیادہ حصہ دینے میں ترجیح نہ دیتے تھے، اسے وہ لوگ کھجوروں سے کھاتے تھے، ہم نے عید الضحیٰ بھی سطح آب پر ہی بحالت سفر منائی۔ اس دن طلوع فجر سے دن چڑھے تک نہایت تند ہوا چلی، قریب تھا کہ ہم غرق ہو جائیں۔

ہم سے آگے بعض تجار کا ایک اور جہاز روانہ ہوا تھا۔ وہ ڈوب گیا، اور سوا ایک آدمی کے اور کوئی نہ بچا، اسے نہایت کوشش سے خلاصی حاصل ہوئی تھی، میں نے اس جہاز پر ایک قسم کا کھانا کھایا کہ نہ تو اس سے پہلے کبھی کھایا تھا، اور نہ بعد میں کھانا نصیب ہوا، یہ عمان کے بعض تاجروں نے پکایا تھا، جوار کو بغیر پیسے ہوئے پکایا، اور اس پر کھجوروں کا شیرہ بہایا تھا۔ ہم نے شوق سے اسے کھایا۔

پھر ہم جزیرہ مصیرۃ میں داخل ہوئے، جس جہاز پر ہم سوار ہوئے، اس کا مالک یہیں کا رہنے والا تھا، یہ بہت بڑا جزیرہ ہے، یہاں کے باشندوں کا گزارا صرف مچھلی پر ہے، چونکہ اس کی بندرگاہ ساحل سے بہت دور تھی، اس لیے ہمارا یہاں اترنا نہ ہوا۔

## بندرگاہ صور جہاں خارجی فرقے کے لوگوں کی کثرت تھی

پھر ایک دن اور ایک رات ہم نے مسافت طے کی، ایک بڑے گاؤں کی بندرگاہ پر پہونچے

جیسے صور کہتے تھے، پھر وہاں سے ہم نے شہر قلہات[1] دیکھے کوہ پر دیکھا گمان ہوتا تھا کہ وہ قریب ہی ہے جب ہم لنگرگاہ پہنچے تو زوال یا اس سے پہلے کا وقت تھا، جب ہم نے شہر کو دیکھا تو اس کی طرف جاتے اور وہیں شب باشی کا خیال پیدا ہوا۔ میں جہاز والوں کی صحبت سے اکتا بھی گیا تھا میں نے وہاں جانے کے راستہ کا حال دریافت کیا، مجھ سے کہا گیا کہ وہاں عصر کے وقت پہونچوں گا، بحری آدمیوں میں سے ایک کو اجرت پر اپنے ساتھ لیا تاکہ مجھے وہاں کا راستہ بتاتا جائے۔ اپنے ساتھیوں کو جہاز ہی پر چھوڑ دیا، اور کہہ دیا کہ کل ملنا ہوگا، اپنے کپڑے ساتھ لے لئے اور اسی راہنما کو دے دیئے تاکہ میں ان کے لادنے کی تکلیف سے بچوں، صرف ایک نیزہ ہاتھ میں لے لیا۔

یہ راہبر میرے کپڑوں ہی پہ ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ جب میں نے اس کا یہ ارادہ دیکھا کہ وہ کپڑے لے کر عبور کرنا چاہتا ہے، تو میں نے کہا کہ تو تنہا عبور کر اور کپڑے میرے پاس ہی چھوڑ جا۔ اگر ہم سے ہو سکے گا۔ تو اتر آئیں گے، وہ راہبر پلٹ آیا، آخر ہم اوپر کی جانب بڑھے، یہاں تک کہ ہمیں راستہ مل گیا، پھر ہم ایسے صحرا کی طرف نکل گئے، جس میں پانی نام کو بھی نہ تھا،

## خارجیوں کا ایک شہر اور وہاں کے حالات و کیفیات

آخر ہم شہر قلہات میں داخل ہوئے۔ یہاں ہم مرتے مرتے پہنچے تھے، جوتوں نے میرے پیروں کی یہ حالت کر رکھی تھی، کہ ناخنوں سے خون جاری ہونے کے قریب تھا، جب ہم شہر کے دروازے پہ پہونچے تو جس آخری مصیبت سے سامنا ہوا وہ یہ تھی، کہ دروازے پر جو شخص تعینات تھا۔ اس نے کہا کہ امیر شہر کے پاس تمہیں میرے ساتھ چلنا پڑے گا، تاکہ تمہارے حالات اور تم کہاں سے آئے ہو، سب کا اسے علم ہو جائے، چنانچہ میں امیر کے پاس اس کے ساتھ گیا، تو اسے فاضل اور صاحب حسن اخلاق پایا، اس نے مجھ سے میری کیفیت پوچھی اور مجھے اتارا۔ میں اس کے پاس چھ دن مقیم رہا۔ میرے پیروں کو جس تکلیف سے دوچار ہونا پڑا تھا، اس کے باعث مجھ میں کھڑے ہونے کی قدرت نہ تھی،

شہر قلہات ساحل بحر پہ ہے، اس کے بازار نہایت اچھے ہیں، یہاں تمام مسجدوں سے

---

[1] یہ خوارج کے ایک فرقہ اباضیہ کا مسکن تھا۔

عمدہ ایک مسجد بھی ہے، جس کی دیواریں قاشانی کی ہیں، جو زیج کے مشابہ ہے، یہ اس قدر بلند ہے کہ سمندر اور لنگرگاہ سے نظر آتی ہے، میں نے یہاں ایک ایسی مچھلی کھائی کہ اقالیم میں سے کسی اقلیم نے نہ کھائی تھی، میں اسے تمام گوشتوں پر فضیلت دیتا تھا، اور سوا اس کے اور کوئی گوشت نہ کھاتا تھا وہ لوگ اسے درخت کے پتوں پر بھونتے ہیں، اور چاولوں پر اسے ڈال کر کھاتے ہیں، چاول ان کے یہاں سرزمین ہند سے لے جایا جاتا ہے، یہ تمام لوگ تجارت پیشہ ہیں، ان کی گزر اوقات اسی پر ہے، جو ان کے پاس بحرالہند سے لے جایا جاتا ہے، جب ان کے یہاں کوئی جہاز پہنچتا ہے، تو بے انتہا خوش ہوتے ہیں، باوجودیکہ یہ عرب ہیں، لیکن ان کی زبان غیر فصیح ہے، جو لفظ بولتے ہیں، اس کے ساتھ "لا" (نہیں) ملاتے ہیں، مثلاً کہتے ہیں، تاکل لا، تمشی لا، تفعل کذا لا، ان میں سے اکثر خوارج ہیں، لیکن اپنے مذہب کے اظہار کی جرأت نہیں کرتے، کیونکہ وہ سب سلطان قطب الدین تہمتن ملک ہرمز کی رعایا ہیں، اور وہ سنی ہے

# بلادِ عمان

## ابن ملجم کو "عبدِ صالح" اور "رضی اللہ عنہ" سے یاد کرنے والے خارجی

قلہات سے قریب ہی ایک قریہ ہے، جس کا نام طیبی ہے، بڑا خوب صورت اور حسین مقام ہے، یہاں ایک طرح کا موز ہوتا ہے، جسے مرواری (مرواریڈ) کہتے ہیں، یہ یہاں سے ہرمز د ساور ہوتا ہے،

اب یہاں سے بہ قصد عمان آگے بڑھے، چھ دن دشت ناپیدا کنار میں گزرے ساتویں دن عمان پہنچے، یہ سرسبز نہروں، درختوں، باغات، کھجوروں اور مختلف قسم کے پھل پھلاریوں کے چمنستان پر مشتمل ہے ہم اس کے دارالحکومت میں بھی گئے،

## خارجی فرقہ کا ایک شہر، خارجیوں کے طرز زندگی کا ایک سرسری جائزہ

یہ شہر نزوا ہے، جو بالائے کوہ پر واقع ہے، اسے چاروں طرف سے باغات اور نہریں گھیرے ہوئے ہیں، اس کے بازار بھی اچھے اور مسجدیں بھی بڑی بڑی اور شستہ ہیں۔

یہاں کے باشندوں کی یہ عادت ہے کہ لوگ مسجدوں کے صحنوں میں جو کچھ پاس ہوتے آتے ہیں، اور سب مسجد کے صحن میں کھانے کے لئے جمع ہوتے ہیں، ہر وارد وصادر بھی انکے ساتھ کھاتا ہے،

یہ سب بڑے بہادر اور شجاع ہیں، اور ہمیشہ ان میں جنگ قائم رہتی ہے، ان کا

مذہب الاباضیہ[1] ہے، جمعہ کو چار رکعت نماز ظہر پڑھتے ہیں، جب اس سے فارغ ہوتے ہیں تو امام قرآن کی چند آیات اور کچھ نثر کلام جو خطبہ کے مشابہ ہوتا ہے، پڑھتا ہے، اس میں ابوبکر اور عمر کے اسمائے گرامی پر تو رضی اللہ عنہ کہتا ہے، لیکن عثمان اور علی پر خاموش رہتا ہے، جب یہ علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، تو آپ کو "رجل" سے کنایہ کرتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں۔ "اس شخص سے مذکور ہے" "اُس شخص نے کہا" اور الشقی اللعین ابن ملجم[2] کا نام بھی رضی اللہ عنہ، سے لیتے ہیں۔ اسے "عبد صالح" اور "قامع فتنہ" کے نام سے یاد کرتے ہیں، ان کی عورتیں نہایت فساد برپا کرنے والی ہیں، اور حیا اور عزت ان کے پاس بھی نہیں پھٹکتی ہے، اور نہ اپنے اس برے چال چلن سے ان کو کوئی نفرت ہے،

سلطان عربی قبیلہ ازد بن غوث میں سے ہے، اور ابی محمد بن نبہان کے نام سے مشہور ہے ابو محمد ہر سلطان والی عمان کا لقب ہوتا ہے، جس طرح اتابک ملوک اللور کا لقب ہے، اس کا دستور یہ ہے کہ اپنے مکان کے دروازہ سے باہر ایک نشست گاہ میں بیٹھتا ہے، نہ وہاں کوئی حاجب ہوتا ہے، اور نہ وزیر، کسی شخص کو وہاں جانے کی ممانعت بھی نہیں ہوتی، خواہ مسافر ہو یا کوئی مہمان کی، عرب کی عادت کے موافق بڑی آؤ بھگت کرتا ہے، اس کی ضیافت کرتا، اور اسی کے لحاظ سے حسن سلوک بھی کرتا ہے، اس کے اخلاق بہت اچھے ہیں، اس کے دستر خوان پر پالتو گدھے کا گوشت کھایا جاتا، اور بازار میں بھی فروخت کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ اس کے حلال ہونے کے قائل ہیں، لیکن جو ان کے یہاں وارد ہوتا ہے اسے نہیں کھلاتے۔

بلاد عمان کا اکثر حصّہ ہرمز کے زیر حکومت ہے،

## عورتوں کی جنسی آزادی اور بے حیائی کی داستان عجیب

میں ایک وقت سلطان ابی محمد بن نبہان کے پاس تھا، ایک کم سن خوب صورت عورت جس کا چہرہ کھلا ہوا تھا آئی اور سلطان کے سامنے کھڑی ہو کر کہنے لگی، اے ابا محمد شیطان نے

---

[1] یہاں بھی زیادہ تر خارجی بستے تھے جو اباضی فرقہ سے متعلق تھے۔
[2] وہ خارجی جس نے حضرت علی پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔

میرے سر میں زور باندھا ہے، اُس نے کہا جا اور جو تیرا جی چاہے، کر، اور شیطان کو بھگا دے، وہ بولی میں تو ایسا نہیں کر سکتی، کیونکہ اے ابا محمد میں تیرے پاس ہوں، پھر اُس نے کہا کہ اچھا جو چاہے کر، جب میں چلا آیا، تو مجھ سے بیان کیا گیا کہ یہ عورت اور اسی طرح کی دوسری عورتیں جو سلطان کے جوار میں رہتی ہیں، آزادانہ برے کام کے لیے جاتی ہیں، نہ باپ کو مجال ہے کہ اس سے باز رکھ سکیں، اور نہ کسی رشتہ دار کی ہمت، اور اگر وہ انہیں قتل کر دیں، تو خود قتل کیے جائیں کیونکہ یہ سب جوار سلطانی میں ہیں[1]۔
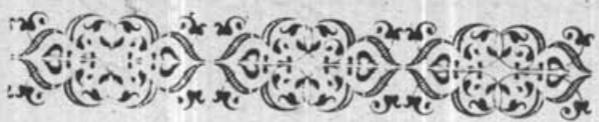
[1] اب عمان شرق اردن کا دار الحکومت ہے، جس پر ایک ہاشمی خاندان حکومت کرتا ہے، خارجی صدیوں پہلے سے نیست و نابود ہو چکے ہیں۔

# ھرمز میں ورود

## دیار و امصار، قریات و مواضعات اور وہاں کے رسم و رواج
## سمندر کے غوطہ خور۔ موتی نکالنے کے طریقے

پھر ہم عمان سے چلے اور بلاد ہرمز میں وارد ہوئے، شہر ہرمز ساحل بحر پر واقع ہے، ٹھیک اس کے سامنے کے بحر میں ہرمز جدید بھی ہے، یہ ایک جزیرہ ہے، اس کے شہر کا نام جرون ہے،

## عبادت گاہ حضرت الیاس و خضر علیہما السلام کا مشاہدہ

یہ ایک خوب صورت اور بڑا شہر ہے، یہاں کے بازاروں میں ہر قسم کا مال مہیا رہتا ہے، ہند اور سندھ دونوں کا بندرگاہ ہے، یہاں سے ہندوستان کا مال دونوں عراقوں فارس اور خراسان کو روانہ ہوتا ہے، اسی شہر میں سلطان رہتا ہے، وہ جزیرہ جس میں یہ شہر واقع ہے، ایک دن کی مسافت پر ہے، اس کا اکثر حصہ شورہ زار اور نمک کے پہاڑوں سے پُر ہے، یہ الدرانی نمک ہے، اس نمک سے زینت کے لئے برتن اور ڈیوٹ بنائے جاتے ہیں جن پر چراغ رکھتے ہیں، ان کا کھانا مچھلی اور کھجوریں ہیں، جو ان کے پاس بصرہ اور عمان سے لے جائی جاتی ہیں، یہ اپنی زبان میں کہتے ہیں "خرما و ماہی لوت بادشاہی" جس کے معنی عربی زبان میں یہ ہیں، التمر والسمک طعام الملوک (کھجور اور مچھلی بادشاہوں کا کھانا ہے) اس جزیرہ میں پانی قیمتہً ملتا ہے یہاں پانی کے چشمے اور تالاب بنے ہوئے ہیں، ان میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے، اور شہر سے فاصلہ پر ہیں، وہاں مشکیں لے جاتے ہیں، ان میں بھرتے ہیں، اور پیٹھ پر لاد کر سمندر کی طرف لے جاتے ہیں، وہاں سے چھوٹی کشتیوں پر لاد کر شہر میں لاتے ہیں، یہاں کے عجائب میں

سے باب الجامع کے پاس دیکھا کہ اس کے اور بازار کے مابین ایک مچھلی کا سر ہے، گویا کہ پشتہ بندھا ہوا ہے، اور اس کی دونوں آنکھیں گویا دو دروازے ہیں، لوگوں کو دیکھا کہ اُن میں سے ایک سے داخل ہوتے ہیں، اور دوسرے سے نکلتے ہیں، [1]

اس شہر میں میں الشیخ الصالح سیاح ابالحسن الاقصرائی سے ملا، آپ کا اصل مسکن بلاد روم ہے آپ نے میری ضیافت کی، مجھ سے ملنے آئے، مجھے پہننے کے لئے کپڑے دیئے، اور ایک چیز دی کہ اگر اُسے ٹیک لگا کر بیٹھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں، اکثر فقراء عجم اُسے گلے میں لٹکاتے ہیں،

اس شہر سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے، جس کی خضر اور الیاس علیہما السلام کی طرف نسبت کی جاتی ہے، کہا جاتا ہے کہ اس مقام پر یہ عبادت کرتے تھے، جس سے برکات و براہین ظاہر ہوتے ہیں، یہاں ایک زاویہ بھی ہے،

یہاں کا فرماں روا، سلطان قطب الدین تمہتن بن طوران شاہ ہے، یہ نہایت متواضع اور صاحب حسن خلق ہے، اس کی عادت ہے کہ جو فقیہ صالح یا شریف آدمی اس کے پاس آتا ہے، یہ خود بنفس نفیس اس سے ملنے جاتا، اور ادائے حق پر مستعد رہتا ہے، جب ہم جزیرہ میں گئے ہیں، تو یہ اپنے دونوں بھتیجوں کے ساتھ برسر جنگ تھا، ہر شب میدان کارزار گرم رہتا۔ اور جزیرہ پر مہنگائی غالب ہو چکی تھی، ہمارے پاس اس کا وزیر شمس الدین محمد بن علی اس کا قاضی عماد الدین الشونکاری اور فضلاء کی ایک جماعت آئی، اور سب نے اس جنگ میں مصروفیت کا عذر پیش کیا، ہم یہاں سولہ دن مقیم رہے، جب واپس ہونے کا ارادہ کیا تو بعض اصحاب نے مجھ سے کہا سلطان سے ملے بغیر کیوں کر واپس ہوں، پس ہم وزیر کے مکان پر آئے، میں نے اس سے کہا میں سلطان کو سلام کرنا چاہتا ہوں، اُس نے کہا بسم اللہ، اور میرا ہاتھ پکڑے ہوئے سلطان کے محل کی طرف گیا، یہ ساحل بحر پر واقع تھا، اور وہاں بہت سی کشتیاں جمع تھیں،

## سلطان ہرمز سے ملاقات، سلطان کے معمولات اور حالات کا ذکر

کیا دیکھتا ہوں کہ اس پر ایک شیخ تنگ اور میلے کپڑے پہنے بیٹھا ہے، اُس کے سر پر عمامہ

---

[1] وھیل مچھلی ہو گی،

اور کمر میں پٹکا بندھا ہوا ہے، پھر وہ کھڑا ہوا اور اپنے محل میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے پیچھے امراء، وزراء، اور ارباب دولت گئے، وزیر کے ساتھ میں بھی داخل ہوا، میں نے تخت شاہی پر اسی لباس میں بیٹھے ہوئے پایا، ذرا بدلا نہ تھا، اس کے ہاتھ میں موتیوں کی ایسی تسبیح تھی کہ آج تک ویسی میں نے نہیں دیکھی، کیونکہ موتی نکلنے کے مقامات اس کے زیر حکومت تھے، ایک امیر اس کے ایک جانب بیٹھ گیا، اور میں اس امیر کے پہلو میں بیٹھ گیا۔

پھر اس نے میرے حالات، میرے آنے کی کیفیت اور جن بادشاہوں سے ملا تھا، ان کے حالات دریافت کیے، میں نے اُسے کل حالات بتائے، کھانا آیا، تمام حاضرین نے کھایا، لیکن ان کے ساتھ اس نے نہ کھایا، پھر وہ کھڑا ہوا، میں نے وداعی رسم ادا کی اور چلا آیا،

پھر ہم شہر جرون سے روانہ ہوئے پھر کورالستان پہنچے وہاں سے شہر لار[1] میں وارد ہوئے، یہ ایک بڑا شہر ہے، اس میں کثیر چشمے رواں، پانی جاری، باغات کی فراوانی، ہر طرف سبزہ اور شادابی یہاں کے بازار بھی بڑے خوب صورت ہیں، یہاں ہم الشیخ العابد ابی دلف محمد کے زاویہ میں فروکش ہوئے یہاں ان کے صاحبزادہ ابو زید عبدالرحمٰن رہتے ہیں، اور آپ کے ساتھ فقراء کی ایک جماعت بھی رہا کرتی ہے،

اس شہر کے سلطان کو جلال الدین کہتے ہیں، یہ قوم ترکمان میں سے ہے، مجھے ضیافت کے لئے مدعو کیا،

## ایک بزرگ سے ملاقات جنہیں دست غیب حاصل تھا

پھر ہم شہر خنج بال کو روانہ ہوئے، اسی میں شیخ ابی دلف رہتے ہیں، جن کی زیارت کا ارادہ تھا، انہی کے زاویہ میں اترے اور دیکھا کہ حضرت ایک طرف زمین پر بیٹھے ہیں، اور ایک سبز پرانا اونی جبہ زیب تن کئے ہوئے ہیں، اور سر پر سیاہ اونی عمامہ ہے، میں نے سلام کیا، نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا اور میرے آنے، اور میرے ملک کا حال دریافت کیا، مجھے اتارا اور میرے پاس کھانا اور پھل پھلاری اپنے لڑکے کے ہاتھ بھیجتے رہے، جو مرد صالح وعابد تھا، ان شیخ ابی دلف کی عجیب شان ہے، اس خانقاہ کا خرچ بہت زیادہ ہے،

---

[1] لارستان کا دارالسلطنت۔

لوگوں کو بہت کچھ دیا کرتے، کپڑے پہنایا کرتے، گھوڑے عطا کر دیا کرتے، اور ہر وارد و صادر سے حسن سلوک سے پیش آتے، سوا اس کے کہ اخوان[1] اور اصحاب جو کچھ ان کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے تھے، اور کوئی ذریعہ آمدنی کا نہیں تھا، اکثر لوگ خیال کرتے تھے کہ آپ دستِ غیب سے صرف کرتے ہیں،

میں الشیخ ابی دلف کے پاس صرف ایک ہی دن ہم سفر رفقاء کی عجلت کی وجہ سے ٹھہر سکا اور سنا کہ شہر خنج بال میں ایک خانقاہ ہے جس میں نیکوکاروں اور عابدوں کی ایک جماعت رہا کرتی ہے چنانچہ میں شام کو وہاں گیا اور شیخ کی خدمت میں سلام عرض کیا، واقعی اس جماعت کو بہت بابرکت پایا، اُن سے عبادت کے آثار عیاں تھے، زرد رنگ نحیف الاجسام بے انتہا روتے ہر وقت اشک بار رہتے، یہ سب شافعی المذہب ہیں، جب ہم کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو انہوں نے ہمارے لیے دعا کی، اور ہم چلے آئے،

پھر شہر قیس کی طرف روانہ ہوئے، اسے سیراف بھی کہتے ہیں، بحرِ ہند کے اس ساحل پر واقع ہے، جو بحرِ یمن اور فارس سے متصل ہے، اس کا شمار اضلاع فارس میں ہے، یہ نہایت وسیع شہر اور پاکیزہ مقام ہے، مکانات میں باغات ہیں جن میں خوشبودار گھاس اور لہلہاتے درخت ہیں، یہاں کے باشندے پانی ان چشموں سے حاصل کرتے ہیں، جو پہاڑوں سے نکلتے ہیں، یہ سب عجمی اشراف اہل فارس ہیں، ان میں بنی سفان عرب کا ایک قبیلہ بھی رہتا ہے، یہ لوگ موتیوں کی غوطہ زنی کا کام کرتے ہیں،

## سمندر کی تہہ میں غوطہ لگا کر موتی برآمد کرنے والے غواصوں کی کارگزاری کا مشاہدہ

وہ مقام جہاں موتی نکالنے کے لئے غوطہ زنی کرتے ہیں، سیراف اور بحرین کے مابین ایک جگہ ہے جس میں بہت بڑی ندی کی طرح پانی بھرا رہتا ہے، اپریل اور مئی کے مہینوں میں بہت سی کشتیاں آتی ہیں، ان میں غواص اور فارس و بحرین کے تاجر اور موتی چھننے والے بیٹھے ہوتے ہیں، غواص کچھوے کی ہڈی پہن لیتے ہیں، یہ اُوپر کا ٹھیکرا ہوتا ہے، اور اسی ہڈی کی مقراض سے مشابہ ایک شکل بناتے ہیں، جسے اپنی ناک پر باندھتے ہیں، پھر کمر میں ایک رسی باندھتے

---

[1] اخوان کا ذکر آگے آئے گا۔

ہیں، اور غوطہ لگاتے ہیں، پانی کے اندر سانس روکنے کی کسی کو کم کسی کو زیادہ مہارت ہوتی ہے، بعض ایسے ہوتے ہیں، جو ایک گھنٹہ اور دو گھنٹے سانس روکے رہتے ہیں، اور اس سے زیادہ بھی سانس روک لیتے ہیں، جب سمندر کی گہرائی میں غوطہ لگانے والا پہنچتا ہے، تو وہاں چھوٹے چھوٹے پتھروں کے درمیان اُسے سیپیاں جمی ہوئی ملتی ہیں، انہیں اپنے ہاتھ سے اکھیڑتا ہے، یا لوہے سے جو اسی کام کے لئے ہوتا ہے، الگ کرتا ہے، اور ایک چمڑے کے تھیلے میں ڈالتا جاتا ہے، جو اس کی گردن میں لٹکا ہوتا ہے، جب دم گھٹنے لگتا ہے، تو رسی کو ہلاتا ہے، فوراً وہ آدمی معلوم کر لیتا ہے، جو ساحل پر رسی کو پکڑے ہوئے ہے، اُسے کشتی کی طرف کھینچ لیتا ہے، تھیلا لے لیا جاتا ہے، اور سیپیاں کھولی جاتی ہیں، اُن کے اندر گوشت کے ٹکڑے نکلتے ہیں، جو لوہے سے کاٹ لئے جاتے ہیں، جب انہیں ہوا لگتی ہے، تو منجمد ہو جاتے اور موتی بن جاتے ہیں، پھر تمام چھوٹے بڑے صدف جمع کر لئے جاتے ہیں، پانچواں حصہ سلطان کا ہوتا ہے، وہ لے لیتا ہے، باقی وہ تاجر جو کشتیوں میں ساتھ آتے ہیں خرید لیتے ہیں، اکثر تاجر غوطہ زنوں کو پیشگی روپیہ دے دیتے ہیں، وہ اس موقع پر منہا کر لیا جاتا ہے،

# سفر بحرین

## شہر حطیب میں گذر: محمد و علی خیر البشر و من خالفہما فقد کفر

سیراف کی سیر و سیاحت سے فارغ ہو کر بحرین میں آئے، یہ بڑا خوب صورت شہر ہے، یہاں باغات، انہار اور اشجار کی کثرت ہے، پانی آسانی سے نکل آتا ہے، ہاتھوں سے کھودتے ہیں اور پانی نکال لیتے ہیں، یہاں کھجور، انار اور اترج کے چمن ہیں، اور کاشت روئی کی ہوتی ہے گرمی سخت پڑتی ہے، اور ریگ کی کثرت ہے، کبھی کبھی بعض مکانات ریگ میں پٹ جاتے ہیں، اس کے اور عمان کے درمیان ایک راستہ تھا، اس پر ریگ اس قدر پٹ گئی کہ راستہ بند ہو گیا، اس لیے اب عمان سوا سمندر کے راستہ کے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

بحرین کے قریب دو بڑے بڑے پہاڑ ہیں، ایک کا نام جو جہ جانب مغرب ہے کسیر ہے، اور دوسرے کا نام جو مشرق کی طرف ہے، عویر ہے،

پھر ہم شہر القطیف میں داخل ہوئے، گویا یہ نام "قطعت" کی تصغیر ہے، یہ ایک بڑا اور اچھا شہر ہے، کھجور کے درخت بکثرت ہیں، یہاں عربوں کے گروہ رہتے ہیں، جو بڑے کٹر اور غالی قسم کے شیعہ ہیں اپنے رفض کا علانیہ اظہار کرتے ہیں، اور کسی سے نہیں ڈرتے ان کا مؤذن اپنی اذان میں "الشہادتین" کے بعد "اشہد ان علیاً ولی اللہ" کہتا ہے۔ اور حیی علی الصلاح وحیی علی الفلاح کے بعد "حیّ علی خیر العمل" کہتا ہے، اور تکبیر اخیر کے بعد یہ کہتا ہے، "محمد و علی خیر البشر و من خالفہما فقد کفر"۔

پھر ہم شہر ہجر میں آئے، اب اس مقام کا نام الحسا ہے، یہاں ایسی کھجوریں بھی ہیں جو اس کے سوا کہیں نہیں، یہی ان کے چوپایوں کا چارہ بھی ہے، یہاں کے باشندے عرب ہیں، اور اکثر قبیلہ عبد القیس بن افصی سے ہیں، پھر ہم یہاں سے روانہ ہو کر شہر الیمامہ میں وارد ہوئے اس کا نام حجر بھی ہے، یہ ایک خوب صورت سے نہروں کا جال بچھا ہوا ہے، درختوں کی بہتات ہے، یہاں عرب کے گروہ رہتے ہیں، جن میں سے اکثر بنی حنیفہ میں سے ہیں، یہ

ان کا قدیم شہر ہے، اور ان کا امیر طفیل بن غانم ہے، اسی کے ساتھ میں پھر رسم حج ادا کرنے کیلئے گیا، یہ ۷۳۲ھ مطابق ۱۳۳۲ء کا واقعہ ہے، چنانچہ میں مکہ شرفہا اللہ تعالےٰ پہونچا، اسی سال الملک الناصر سلطان مصر رحمۃ اللہ اور اس کے تمام امراء نے بھی حج کیا تھا، یہ حج اس کا حجۃ الوداع تھا، اس نے اہل حرمین شریفین اور مسافرین پر احسانات جزیلہ کئے، اس سال الملک الناصر نے اُس امیر احمد کو قتل کیا جو ایک جاریہ کے بطن سے اس کا بیٹا تھا، اور بکیتمور کے اکسانے سے مدعی تاج و تخت بن گیا تھا، پھر ملک الناصر نے بکیتمور کو بھی زہر دے کر ہلاک کر دیا، نیز اس کے امراکبار میں سے بکیتمور الساقی کو بھی قتل کیا۔

حج کے بعد میں جدہ گیا کہ جہاز پر سوار ہو کر یمن اور ہند جاؤں، لیکن میرا یہ قصد پورا نہ ہو سکا اور نہ مجھے کوئی رفیق سفر ہی ملا، چنانچہ میں نے جدہ میں تقریباً چالیس دن قیام کیا۔

پھر میں سمندر کے سفر کے لئے صنبدق میں عیذاب جانے کے لئے سوار ہوا۔

ہوا نے ہمیں اُس لنگر گاہ کی طرف پھیر دیا، جسے راس الدوائر کہتے ہیں، وہاں سے ہم خشکی کے راستہ البجاۃ کے ساتھ روانہ ہوئے، ہم ایک صحرا میں چلے، جس میں مرغوں اور ہرنوں کی بڑی کثرت تھی، اس میں جہینۃ اور بنی کاہل عرب رہتے تھے، اور البجاۃ کے مطیع تھے، ہم اُن گھاٹوں پر آئے جنھیں المعروف اور الحدید کہتے ہیں، یہاں ہمارے زاد راہ کا خاتمہ ہو چکا تھا، چنانچہ البجاۃ ہی کے گروہ سے ہم نے خریدا۔

پھر ہم نو دن تک راس الدوائر سے سفر کرنے کے بعد عیذاب کی طرف پہنچے۔ پھر میں مصر پہنچا، اور یہاں چند دن قیام کیا۔

بعد ازاں بلبیس کے راستہ سے شام کی طرف روانہ ہوا، اور مختلف شہروں میں ہوتا ہوا لاذقیہ آیا، یہاں ہم نے ایک بڑی کشتی پر بحری سفر اختیار کیا، جو جنیوا کے باشندوں کی تھی، اس کے مالک کا نام مرتلین تھا، ۱ر
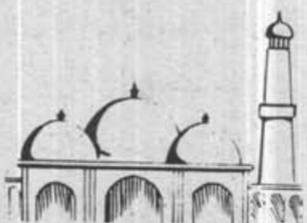
# بلادِ روم
# یعنی ایشیائے کوچک

## حالات سیر و سفر، دیار و امصار کے نظارے

اب ہم ترکوں کے ملک کی طرف روانہ ہوئے، جو بلاد روم کے نام سے معروف ہے، اسے روم اس لئے کہتے ہیں کہ زمانہ قدیم ہیں یہ سرزمین رومیوں اور یونانیوں کے مذاہب اور ثقافت کا سب سے بڑا مرکز تھی، یہاں اب بھی بہت سے عیسائی ذمی کی حیثیت سے رہتے ہیں، دس دن سفر کرنے کے بعد ہم شہر علایا میں پہنچے، یہ بلاد روم کا پہلا شہر ہے، اور اقالیم دنیا میں سب سے زیادہ خوب صورت ہے، دیگر بلاد میں جو متفرق محاسن ہیں، اللہ برترنے وہ کل محاسن اس میں جمع کر دیئے ہیں، اس کے باشندے بے انتہا خوب صورت ہیں، کپڑے نہایت پاکیزہ پہنتے ہیں، اور کھانا نہایت اچھا کھاتے ہیں، اور تمام خلق اللہ میں سب سے زیادہ با اخلاق ہیں، اسی لئے یہ کہا جاتا ہے "البرکۃ فی الشام والشفقۃ فی الروم" یعنی برکت شام میں ہے، اور شفقت روم میں۔

## ترک مردوں اور عورتوں کے اسلامی اخلاق اور اسلامی سادگی کا نمونہ

ہم ان بلاد میں جہاں بھی اترے خواہ زاویہ ہو یا گھر، ہمارے ہمسائے مرد اور عورتیں سب پرسان حال رہتے، عورتیں پردہ بھی نہیں کرتی تھیں، جب ہم سفر کے لئے جدا ہوتے تو ہمیں اس طرح رخصت کرتے کہ گویا ہم ان کے عزیز ہیں، اور عورتیں تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی تھیں۔ ان کی عادت ہے کسی ایک دن اس قدر روٹیاں پکا لیتی ہیں، کہ تمام ہفتہ کے لئے کافی ہو سکے، ہمارے پاس مرد جو روٹیاں پکنے کا دن ہوتا تھا، گرم روٹیاں لے کر آتے تھے، اور کھانے کے لئے نہایت عمدہ اور تازی خورش بھی لاتے تھے، اور کہتے تھے "آپ لوگوں کے لئے ہماری عورتوں نے یہ کھانا بھیجا ہے، اور آپ کی دعا کی طالب ہیں"

یہاں کے تمام باشندے امام ابو حنیفہ کے مذہب پر یعنی اہل سنت والجماعۃ ہیں۔ نہ ان میں کوئی قدری ہے، نہ رافضی، نہ معتزلی، نہ خارجی اور نہ مبتدع، اس فضیلت سے اللہ برتر

نے انہی کو مخصوص کیا ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ حشیش (بھنگ) استعمال کرتے ہیں، اور اس میں کوئی عیب نہیں سمجھتے۔

شہر العلایا جس کا ہم نے ذکر کیا ہے، بڑا اور ساحل پر واقع ہے، اس کے باشندے ترکمان ہیں، اور یہاں مصر، اسکندریہ اور الشام کے تاجر اترتے ہیں، یہاں عمارتی لکڑی بہت ہوتی ہے، جیسے اسکندریہ اور دمیاط اور مصر لے جاتے ہیں، یہاں ایک قلعہ انتہائی عجیب اور پائیدار ہے، اسے السلطان المعظم علاء الدین الرومی نے بنایا تھا، میں اس شہر میں یہاں کے قاضی جلال الدین الارزنجانی سے بھی ملا، آپ جمعہ کے دن میرے ساتھ قلعہ پر چڑھے تھے، وہیں ہم نے نماز بھی پڑھی، آپ نے میری ضیافت کی تھی، اور بہت اکرام سے پیش آئے تھے، نیز یہیں شمس الدین بن الرجیحانی نے بھی ضیافت کی تھی، یہ وہ شخص ہیں، جن کے والد کا انتقال مالی میں ہوا تھا، جو بلاد سوڈان میں سے ہے،

## حسین وجمیل شہر انطالیہ، مسجدوں، مدرسوں، حماموں اور بازاروں کی کثرت

ہفتہ کے دن میرے ساتھ القاضی جلال الدین سوار ہوئے، اور ہم ملک العلایا کی ملاقات کو گئے، اس کا نام یوسف بک ہے، بک کے معنی بادشاہ کے ہوتے ہیں، یہ قرمان کا بیٹا ہے، اس کا مسکن شہر سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ جب ہم گئے، تو یہ ساحل پر ایک چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا، امرا اور وزرا نیچے تھے، اور لشکر والے داہنے بائیں، اس نے بالوں میں سیاہ خضاب لگا رکھا تھا، میں نے سلام کیا، اس نے میرے آنے کی سرگذشت دریافت کی۔

---

پھر میں انطالیہ آیا، شام میں اسی کے وزن پر انطاکیہ ہے، فرق اتنا ہے، کہ یہاں صرف کاف کے عوض لام ہے، یہ تمام شہروں میں خوب صورت ترین، انتہائی ہموار وفراخ اور حد درجہ خوب صورت ہے، عمارتیں بکثرت ہیں، اور ان کی ترتیب نہایت اچھی ہے، ہر فرقہ کے لوگ یہاں رہتے ہیں، ایک فرقہ دوسرے فرقہ سے علیحدہ رہتا ہے، عیسائی تاجر جہاں رہتے ہیں، اس کا نام مینا ہے، چاروں طرف شہر پناہ ہے، جس کے دروازے رات کو اور نماز جمعہ کے وقت بند کر دیئے جاتے ہیں، رومی یہاں کے قدیمی باشندے ہیں، اور الگ

دوسرے مقام پر رہتے ہیں، جو نہی حدود شہر پناہ کے اندر ہے، یہود دوسری جگہ رہتے ہیں، یہاں بھی ایک شہر پناہ ہے، بادشاہ اس کے اہل دولت اور غلام جس بلدہ میں رہتے ہیں۔ وہاں بھی شہر پناہ ہے، جو اسے احاطہ کئے ہوئے ہے،

اس بلدہ اور اُن فرقوں کے مقامات اور عام مسلمانوں کے مابین جو بڑے شہر میں رہتے ہیں بہت فرق ہے، اس میں مسجد جامع، مدرسہ اور حمام بکثرت ہیں، بڑے بڑے بازار نہایت نادر ترتیب کے ساتھ واقع ہوئے ہیں، اس کی ایک بہت بڑی شہر پناہ ہے ہر چہار اطراف بھی فصیل موجود ہے، جہاں باغات کی بڑی کثرت اور پھل پھلاریاں نہایت اچھی ہوتی ہیں، شمش تو یہاں کی بہت ہی عجیب ہوتی ہے، یہ لوگ اسے قمرالدین کہتے ہیں، اس کی گٹھلی میں نہایت شیریں مغز بادام ہوتا ہے، اسے خشک کرتے ہیں، اور دیار مصر کو لے جاتے ہیں، یہ وہاں بہت نفیس سمجھی جاتی ہے، یہاں نہایت اعلیٰ اور شیریں پانی کے چشمے ہیں، جو گرمیوں کے موسم میں بہت ٹھنڈے رہتے ہیں۔

## "الاخوان": اخوت اسلامی اور وحدت ملّی کی ایک ہمہ گیر تحریک

الاخیتہ کا واحد اخی ہے، یہ لوگ بلاد ترکمان اور روم کے ہیں، مسافروں کی خاطر مدارت کرنے والا ساری دنیا میں ان سے بڑھ کر کوئی نہیں پایا جاتا۔ لوگوں کی مہمان نوازی، حاجات پورا کرنے ظالموں سے بدلہ لینے اور ایذار سانوں کو سزا دینے اور شریروں کو قتل کرنے میں نہایت عجلت کرنے والے اور تیز دست ہیں، اخی ان کی اصطلاح میں وہ شخص ہے، جو اپنے ہم پیشہ وغیرہ نوجوانوں اور مجرد لوگوں کو جمع کر کے ایک جتھا قائم کرتا اور خود ان کا پیشوا بنتا ہو، اسے الفتوہ بھی کہتے ہیں،

ہمارے پہنچنے سے دوسرے دن ان الفتیان میں سے ایک الشیخ شہاب الدین الحموی کے پاس آیا، اور ان کے ساتھ ترکی زبان میں گفتگو کی، اس وقت تک میں ترکی زبان نہیں سمجھتا تھا، یہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھا، اور سر پہ نمدے کی ٹوپی تھی، الشیخ نے مجھ سے کہا آپ سمجھے اس شخص نے مجھ سے کیا کہا میں نے جواب دیا جی نہیں جو کچھ اس نے کہا میں تو نہیں سمجھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا، یہ آپ کی، اور آپ کے ساتھیوں کی اپنے یہاں ضیافت کی دعوت دینے آیا تھا، مجھے اس کے اس فعل پہ نہایت تعجب ہوا میں نے اس سے کہا بہت

اچھا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے الشیخ سے کہا یہ غریب شخص معلوم ہوتا ہے، اس میں ہماری ضیافت کی مقدرت بھی نہیں معلوم ہوتی، ہمارا خیال نہیں کہ ہم اسے تکلیف دیں، اس پر الشیخ ہنسے اور مجھ سے فرمایا، یہ الفتیان کے شیوخ میں سے تھا، موچیوں میں سے ہے، اور بڑا اکریم النفس شخص ہے، اس کے ساتھی تقریباً دو سو پیشہ ور ہوں گے، انہوں نے اسے اپنا سردار بنا رکھا ہے، اور ضیافت کے لئے ایک خانقاہ بنائی ہے، یہ جو کچھ دن کو جمع کرتے ہیں، اُسے رات کو صرف کر دیتے ہیں،

یہاں کا سلطان خضر بک بن یونس بک تھا، نہایت تپاک اور محبت کے ساتھ پیش آیا، اور زادِ راہ بھی دیا۔

پھر ہم شہر برددر آئے، یہ ایک چھوٹا سا شہر بکثرت باغات اور نہروں پر مشتمل ہے، اس میں ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ بھی ہے، ہم یہاں کے خطیب کے مکان پر اترے تمام "دالاخوان" جمع ہو گئے، اور ہم سے اپنے یہاں اترنے کے لئے اصرار کرنے لگے، لیکن خطیب نے عذر و معذرت کر لی، پھر انہوں نے ایک باغ میں ضیافت کی۔

## شہر "سبرتا" باغوں، نہروں اور قلعوں کا شہر

اب ہمارا گزر شہر سبرتا میں ہوا۔ اس شہر کی آبادی اور بازار نہایت اچھے ہیں، اور بکثرت باغات اور نہروں پر مشتمل ہے، ایک بلند پہاڑ پر مستحکم قلعہ ہے، ہم اس شہر میں شام کو پہنچے تھے، اور وہاں کے قاضی کے ہاں ٹھہرے، پھر یہاں سے روانہ ہوئے، اور شہر اکریدور میں آئے، پھر براہ بحر اقشہر اور یقشہر وغیرہ میں پہنچے، ہم یہاں ایک مدرسہ میں جو الجامع الاعظم کے مقابل ہے، ٹھہرے، اس کے مدرس العالم الحاج المجاور الفاضل مصلح الدین ہیں، خاطر و تواضع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، اور مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔

## ایک درویش صفت بادشاہ: سلطان اکریدور کی مذہبیت

یہاں کا سلطان ابو اسحاق بک ان بلاد کے کبار سلاطین میں سے ہے، اپنے باپ ہی کے عہد سے دیار مصر میں رہا، اور حج بھی کیا، نہایت اچھی سیرت کا شخص ہے، اس کی عادت ہے کہ روزانہ نماز عصر کے لئے المسجد الجامع آتا ہے، جب عصر کی نماز ہو چکتی ہے، تو قبلہ رخ والی دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتا ہے، اور اس کے سامنے ایک بلند لکڑی کے تخت پر ... ری بیٹھنے

اور سورۃ الفتح، الملک، اور عم نہایت خوش الحانی سے پڑھتے ہیں، قلوب نرم ہو جاتے رونگٹے کھڑے ہو جاتے، اور آنسو بہنے لگتے ہیں، پھر اپنے مکان واپس آجاتا ہے،

ہمیں ماہ رمضان میں اُس کے پاس رہنے کا اتفاق ہوا اور وہ ہم پر سایہ گستر رہا۔ بغیر تخت کے اس کا فرش ہر شب کو زمین ہی پر بچھا رہتا۔ اور وہ ایک بڑے گاؤ تکیہ سے ٹیک لگا کر بیٹھتا اس کے ایک جانب الفقیہ مصلح الدین بیٹھتے، اور میں الفقیہ کے پہلو میں بیٹھتا۔ پھر ہمارے پاس ارباب دولت اور امرائے دربار بیٹھتے پھر کھانا لایا جاتا۔ پہلی چیز جس سے افطار کیا جاتا تھا، چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں ثرید ہوتا تھا، اور اس پر گھی اور شکر میں پکی ہوئی مسور ہوتی تھی، وہ لوگ الثرید کو تبرکاً مقدم کرتے تھے۔

| | |
|---|---|
| ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضلہ علیٰ سائر الطعام فنحن نبدا بہ لتفضیل النبی لہٗ» | کیونکہ مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت دی ہے، اس لئے آپ کے فضیلت دینے کی وجہ سے ہم بھی اس سے کھانے کا آغاز کرتے ہیں۔ |

انہیں دنوں میں سے السلطان کے لڑکے نے وفات پائی، انہوں نے آہ وزاری میں زیادتی نہ کی۔ جب دفن کر چکے تو السلطان اور طلبہ تین دن تک نماز صبح کے بعد قبر پر جاتے رہے، دن کے دوسرے دن میں بھی لوگوں کے ساتھ گیا، جب سلطان نے مجھے پا پیادہ چلتے دیکھا تو میرے لئے ایک گھوڑا بھیجا۔ اور معذرت چاہی، جب میں مدرسہ پہنچ گیا تو وہ گھوڑا واپس کر دیا۔ لیکن سلطان نے اُسے پھر واپس کر دیا، اور کہا میں نے تو تمہیں عطیہ دیا تھا۔ عاریت نہیں دیا تھا، نیز میرے پاس لباس اور دراہم بھیجے۔

اب ہم شہر قل حصار[۱] میں وارد ہوئے۔ یہ ایک چھوٹا سا شہر اور اس کے چاروں طرف پانی ہے، چونکہ اس میں نیستان ہے، اس لئے اندر جانے کا کوئی راستہ سوا ایک راستہ کے جو نیستان اور پانی کے مابین ہے، نہیں ہے، اس کی چوڑائی صرف اس قدر ہے کہ ایک سوار گزر سکتا ہے، اور شہر پانی کے وسط میں ایک ٹیلہ پر آباد ہے، یہ اس قدر محفوظ جگہ ہے کہ اس پر دسترس ناممکن ہے، ہم یہاں ایک زاویہ میں اترے جو یہاں الفتیان الاخیہ میں سے کسی کی تھی۔

اس کا سلطان محمد چلبی ہے، تریان روم میں چلبی کے معنی میرے آقا کے ہیں، یہاں ہمارا

---

[۱] اسے قراحصار بھی کہتے ہیں۔

چند دنوں تک قیام رہا، اس نے ہماری آؤ بھگت کی، ہم کو سواری دی اور زادِ راہ عطا کیا۔

پھر ہم براہ قراآغاج واپس ہوئے یہاں لوگوں کا ایک گروہ ہے، جنہیں الجرمیاں کہتے ہیں کہا جاتا ہے، کہ یہ یزید بن معاویہ کی اولاد ہیں، ان کا ایک شہر بھی ہے، جسے کوتاہیہ کہتے ہیں، اللہ برتر نے ان سے ہمیں محفوظ رکھا، پھر ہم شہر لاذق پہنچ گئے، یہ شہر نہایت بدیع اور لمبا چوڑا ہے، نماز جمعہ کے لئے یہاں سات مسجدیں ہیں، نہایت پاکیزہ باغات جاری نہروں اور رواں چشموں پر مشتمل ہے، اس کے بازار نہایت اچھے ہیں۔ یہاں ایک قسم کی روئی کا کپڑا بنایا جاتا ہے، جس پر سنہری گلکاری ہوتی ہے، اس کا کہیں مثل نہیں۔ چونکہ یہاں کی روئی بہت اچھی ہوتی ہے، اس لئے یہ نہایت دیرپا ہوتا۔ اور مدتوں تک رہتا ہے۔ اکثر بنانے والی رومی عورتیں ہیں، اس شہر میں رومی عیسائی بکثرت ہیں، لیکن ذمی ہیں، اور سلطان کو جزیہ وغیرہ ادا کرتے ہیں، یہاں کے رومی لوگوں کی شناخت ان کی لمبی ٹوپیوں سے ہوتی ہے، جو سرخ بھی ہوتی ہیں، اور سفید بھی اور رومی عورتوں کے سر کی پوشش بھی عجیب ہے، یعنی بڑے بڑے عمامے۔

## شہر لاذق، جہاں عورتوں کو خرید کر ان سے پیشہ کرایا جاتا تھا

اس شہر کے لوگوں کو فحش باتوں سے غیرت نہیں آتی، صرف انہی پر انحصار نہیں بلکہ اس سارے اقلیم کا یہی حال ہے، یہ لوگ خوب صورت رومی لونڈیاں خریدتے ہیں، اور اُن سے بدکاری کراتے ہیں، ان میں سے ہر ایک اپنے مالک کو آمدنی میں سے ایک حصہ ادا کرتی ہے،
میں نے یہ سنا ہے کہ یہ چھوکریاں حماموں میں مردوں کے ساتھ چلی جاتی ہیں۔ جو ان سے بدکاری کرنا چاہتا ہے، وہیں حمام میں بغیر پس و پیش کے نہایت آزادانہ بدکاری کرتا ہے، مجھ سے بیان کیا گیا کہ اسی طرح ایک قاضی بھی ان چھوکریوں سے بدکاری کراتا ہے۔
جب ہم اس شہر میں داخل ہوئے تو ایک بازار سے گزرے، دوکانوں سے لوگ اُتر کر ہمارے پاس آگئے، اور ہمارے گھوڑوں کی باگیں پکڑ لیں۔ بعض دوسرے لوگ اُن سے جھگڑنے لگے، اور جنگ نے اس قدر طول کھینچا کہ بعضوں نے چھرے تک نکال لئے ہمیں علم نہ تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، اتنے میں اللہ برتر نے ایک حاجی بھیج دیا۔ جو عربی زبان جانتا تھا، میں نے اُس سے دریافت کیا کہ آخر ان کا ہم سے منشاء بھی کیا ہے، اُس نے بتایا

کہ یہ الفتیان (الاخوان) میں سے ہیں، اور جن لوگوں نے ہماری طرف پہلے سبقت کی وہ اخی سنان کے اصحاب الفتی ہیں، اور دوسرا گروہ اخی طومان کے اصحاب الفتی کا ہے، اور ہر گروہ یہ چاہتا ہے کہ آپ لوگ اُس کے یہاں اتریں، اُن کی اس کریم النفسی سے ہمیں بڑا تعجب ہوا۔

پھر اُن میں اس شرط پر صلح ہو گئی کہ قرعہ ڈالا جائے، جس کا قرعہ نکل آئے ہم اولاً اسی کے یہاں اتریں، اخی سنان کا قرعہ نکلا اور اخی مذکور کو اس کی خبر پہنچی، یہ ہمارے پاس اپنے اصحاب کے ایک گروہ کے ساتھ آیا، اُن سب نے ہمیں سلام کیا، اور اس نے ہمیں اپنے زاویہ میں اتارا، اور قسم قسم کے کھانے ہمارے پاس لایا، اُس نے میری نفس نفیس خدمت کی، کھانے سے فراغت کے بعد قرآن سے قرا نے آیات پڑھیں، پھر سماع اور رقص میں مشغول ہوئے، اور سلطان کو ہمارے متعلق اطلاع بھیجی۔

## سلطان لاذق کے احوال و مقامات، اور طرز و اصول

یہ سلطان ینلیج بک ہے، اور اس کا شمار بلاد روم کے کبار سلاطین میں ہے ہم اس کے پاس گئے، سلام کیا، وارد ین کی تواضع کرنا، اُن سے شیریں کلامی سے پیش آنا اور کچھ نہ کچھ عطیہ دینا ان بلاد کے ملوک کی عادت میں داخل ہے، ہم نے اس کے ساتھ نماز مغرب ادا کی، پھر کھانا لایا گیا۔ ہم سب نے اُسی کے پاس روزہ افطار کیا، اور چلے آئے پھر اس نے ہمارے پاس کچھ درا ہم بھیجے۔

عید الفطر اسی شہر میں ہوئی، ہم عید گاہ گئے، سلطان مع اپنے لشکر اور الفتیان الاخیہ سب مسلح ساتھ گئے، ہر پیشہ کی جماعت کے سامنے خرتا۔ نقارے اور نفیریاں تھیں، ان میں سے بعض بعض پر فخر کرتا تھا۔ اور اپنی زینت اور ٹھاٹھ باٹھ کے کمال میں مباہات کرتا تھا ہر پیشہ کے گروہ کے ساتھ گائیں، بھیڑیں اور روٹیوں کے بوجھ تھے، یہ قبرستانوں میں چوپایوں کو ذبح کرتے، اور روٹیوں کے ساتھ خیرات کرتے تھے، یہ لوگ پہلے قبرستان کی طرف جاتے تھے، اور پھر وہاں سے عید گاہ، جب ہم دوگانہ عید سے فارغ ہو چکے تو سلطان کے ساتھ اس کے محل گئے، فقیر فقرا اور مساکین علیحدہ دستر خوان پر بٹھائے گئے، اس کے دروازہ سے اس دن نہ کوئی محروم آتا ہے، اور نہ کوئی مالدار ہم اس شہر میں ایک عرصہ دراز تک رہا سنہ

کے خوف سے مقیم رہے،

پھر ہم حصن طوااس میں داخل ہوئے، یہ ایک بڑا قلعہ ہے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے صحابی صہیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہیں کے رہنے والے تھے، ہم نے شب باہر بسر کی، اور صبح کے وقت دروازہ پر پہنچے، اس کے باشندوں نے دیوار فصیل کے اوپر سے آنے کے متعلق دریافت کیا، ہم نے مطلع کر دیا۔ اس قلعہ میں ہم ایک سرائے میں اترے امیر قلعہ نے ہمیں ضیافت اور زاد راہ بھیجی۔

پھر مغلہ میں وارد ہوئے، اور یہاں کے مشائخ میں سے ایک کی خانقاہ میں قیام کیا۔

بعد ازاں شہر میلاس میں وارد ہوئے، یہ بلاد روم کے اعلیٰ بلاد میں سے ہے، پھل بہت پیدا ہوتے ہیں، باغات اور پانی کی بڑی کثرت ہے، یہاں الفتیان الاخیہ میں سے ایک کی خانقاہ میں ہمیں اترنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے انتہائی ہماری تکریم اور ضیافت اور حسن سلوک اور شائستگی کا برتاؤ کیا کہ دوسرے گرویدہ ہو گئے۔ ہم اس شہر میلاس میں ایک صالح اور سن رسیدہ شخص سے ملے، جسے الشتری کہتے تھے لوگوں نے بتایا اس کی عمر ڈیڑھ سو سال سے متجاوز ہے، اس کی قوت حرکت اور عقل بالکل درست تھی، اور ذہن بڑا زبردست تھا، اُس نے ہمارے لئے دُعا کی، اور ہم اس برکت زیارت سے مستفیض ہوئے۔

یہاں کا سلطان المکرم شجاع الدین ارخان بک بن المنتشا ہے، یہ اچھے بادشاہوں میں سے ہے ظاہری اور باطنی دونوں خوبیوں کا مجموعہ ہے، اس کے ہم صحبت الفقہا ہیں، ان کی یہ نہایت تعظیم و تکریم کرتا ہے، ان میں سے ایک الفقیہ الخوارزمی تھا، جو بہت سے فنون سے واقف اور فاضل تھا۔ یہ سلطان ہمارے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا، ہمیں سواری اور زاد راہ عطا کیا۔

یہ شہر برمین میں رہتا ہے، یہ مقام میلاس سے قریب ہے، دونوں کے مابین دو میل کی مسافت ہے، یہ جگہ نئی اور ایک ٹیلے پر واقع ہے، یہاں کی عمارتیں بڑی خوب صورت ہیں، اور مسجدیں بھی بے حد حسین ہیں " !!

# شہر قونیہ

## صاحب مثنوی مولانا جلال الدین رومی کا وطن، زادیہ اور حالات

پھر ہم قونیہ میں وارد ہوئے، یہ شہر بڑا ہے، یہاں کی عمارتیں خوب صورت، پانی وافر نہروں، باغات اور پھلوں کی پیداوار بکثرت ہے، یہاں ایک قسم کی مشمش ہوتی ہے، جسے قمر الدین کہتے ہیں، اس کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے، اور یہاں سے دیار مصر و شام دساور بھیجی جاتی ہے، اس کے راستے چوڑے اور بازار نادر الترتیب ہیں، جس میں ہر پیشہ کے لوگ علیحدہ ہیں کہتے ہیں کہ اس شہر کی بنیاد سکندر نے ڈالی تھی۔

ہم یہاں کے قاضی کے زادیہ میں اترے، جسے ابن قلم شاہ کہتے ہیں۔ یہ الفتیان میں سے ایک ہے، اور اس کی خانقاہ تمام خانقاہوں میں بہت بڑی ہے، اس کے شاگرد دل کا بہت بڑا گروہ ہے، الفتوۃ میں ان کی سند کا سلسلہ امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ تک پہنچتا ہے، ان کے پاس جو لباس رہتا ہے، وہ لمبے پاجامے ہیں، جیسے صوفیا خرقہ پہنتے ہیں۔

اسی شہر میں الشیخ الامام الصالح القطب جلال الدین المعروف بمولانا ؒ کا مزار مبارک ہے، آپ بہت بڑے مرتبہ والے شخص تھے، سرزمین روم میں ایک گروہ ہے، جو اپنے آپ کو آپ کی طرف منسوب کرتا ہے، اور آپ ہی کے نام سے جانا جاتا ہے، انہیں "الجلالیۃ" کہتے ہیں، جس طرح الاحمدیۃ عراق میں اور الحیدریۃ خراسان میں مانا جاتا ہے، آپ کے مزار مبارک پر ایک بہت بڑا زاویہ ہے، جہاں سے ہر وارد و صادر کو کھانا ملتا ہے۔

---

لے اقبال:۔ نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گل ویراں وہی تبریز ہے ساقی

کہتے ہیں کہ آپ اپنے ابتدائی زمانہ میں بہت بڑے فقیہہ مدرس تھے، قونیہ میں ایک مدرسہ تھا وہاں آپ کے پاس طالب علم جمع ہوا کرتے تھے، ایک دن ایک شخص مدرسہ میں آیا۔ جو حلوہ بیچتا تھا۔ اور اس کے سر پر حلوے کی سینی تھی، اور اس میں ٹکڑے تھے، ایک ٹکڑا ایک پیسہ کا بیچتا تھا، جب وہ مجلس تدریس میں آیا۔ تو شیخ نے فرمایا، اپنی سینی ادھر لاؤ، اس نے ایک ٹکڑا دے دیا، آپ نے لیا، اور نوش فرما گئے، جب وہ حلوا فروش چلا تو شیخ اس کے پیچھے پیچھے ہو لئے، اور درس دینا ترک کر دیا۔

جب کئی سال کے بعد آپ پھر واپس آئے تو عشق الٰہی سے مدہوش تھے، اور سوا ایسے فارسی اشعار کے کچھ نہ بولتے جن کے متعلقات فہم عام سے باہر تھے، طلبہ پیچھے پیچھے رہتے اور جو کچھ آپ کی زبان سے بصورت اشعار نکلتا قلمبند کر لیتے، یہی مجموعہ مثنوی کے نام سے مشہور ہے، ان بلاد کے لوگ اس کتاب کی بڑی عظمت کرتے، اور انکا کلام معتبر جانتے ہیں، اسے پڑھاتے ہیں، اور جمعہ کی راتوں کو پڑھتے ہیں۔

اس شہر میں الفقیہ احمد کا بھی مزار ہے، یہ وہ شخص ہیں جن کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ جلال الدین رومی کے معلم تھے۔

بعدازاں ہم شہر لارندہ میں وارد ہوئے، یہ شہر اچھا ہے، اور کثرت آب و باغات پر مشتمل ہے۔

## شہر اقصرا، بلاد روم کا ایک شاداب اور دل آویز شہر

پھر ہم شہر اقصرا میں وارد ہوئے۔ یہ بلاد روم کے اچھے اور پاکیزہ شہروں میں سے ہے، رواں چشمے اور باغات اسے ہر چہار اطراف سے ڈھانپے ہوئے ہیں۔ تین نہریں شہر میں سے ہو کر نکل گئی ہیں، مکانات میں پانی جاری رہتا ہے، اس میں درخت اور انگور کی بیلیں ہیں، اور اندر بکثرت باغات ہیں، یہاں ایک قسم کی بھیڑ کے لاثانی اون کا فرش بنتا ہے، یہاں سے یہ شام مصر عراق، ہند، چین اور بلاد اتراک میں لے جایا جاتا ہے، یہ شہر ملک العراق کے زیر حکومت ہے۔ ہم یہاں الشریف حسین کی خانقاہ میں ٹھہرے تھے۔

اب ہم شہر نکدۃ میں وارد ہوئے۔ یہ ملک العراق کے بلاد میں سے ہے، بڑا شہر اور کثیر العمارۃ ہے۔ لیکن اب اس کا کچھ حصہ ویران ہو گیا ہے، اس شہر کے اندر سے ایک نہر نکلتی ہے، جسے النہر الاسود کہتے ہیں۔ یہ بڑی نہروں میں سے ہے، اس پر تین پل ہیں۔ ایک شہر

کے اندر ہے۔ اور دو شہر کے باہر۔ شہر کے اندر اور باہر اس پر آب پاشی کے چرخ لگے ہیں اسی سے باغات سینچے جاتے ہیں۔ اس میں پھل پھلاریوں کی بڑی کثرت ہے۔ یہاں ہم الفتیٰ اخی جاروق کی خانقاہ میں ٹھہرے تھے۔

پھر ہم شہر قیساریہ میں وارد ہوئے۔ یہ بھی والی عراق کے بلاد میں سے اور اُن بڑے شہروں میں سے ایک ہے جو اس اقلیم میں ہیں۔ یہاں عراقیوں کا ایک لشکر رہتا ہے۔

ہم اس شہر میں خانقاہ الفتیٰ الاخی امیر علی میں اترے۔ ان بلاد کا دستور یہ ہے کہ جہاں کوئی حاکم نہیں ہے۔ وہاں جو اخی ہوتا ہے، وہی حاکم ہوتا ہے۔ وہی وارد کو سواری دیتا۔ لباس عطا کرتا۔ اور اپنی قدرت بھر اُس سے حسن و سلوک سے پیش آتا ہے، اور اس کے امر اور نہی اور سواری میں وہی ترتیب ہوتی ہے، جو بادشاہوں کی ہوتی ہے۔

پھر شہر سیواس میں پہنچے۔ یہ ملک العراق کے بلاد میں سے ہے، اور اس اقلیم میں از قسم بلاد جو کچھ ہے اُس سے بڑا ہے۔ یہاں امراء اور عمال شہر کے رہنے کا ایک مقام ہے، اس شہر کی آبادی نہایت اچھی اور سڑکیں وسیع ہیں، اور اس کے بازاروں میں لوگوں کا بہت اژدحام رہتا ہے۔ یہاں مدرسہ کی طرح ایک مکان ہے۔ اسے دار السیادہ کہتے ہیں۔ اس میں سوا شرفاء کے کوئی نہیں اترتا۔ جب تک یہ شرفاء اس مقام میں رہتے ہیں۔ اس زمانہ تک فرش کھانا اور شمع وغیرہ سب کا انتظام جاری رہتا ہے۔ اور جب یہاں سے روانہ ہوتے ہیں، تو ان کو زادِ راہ دیا جاتا ہے۔

## شہر اماصیہ، اور دیگر اقطاع بلاد و امصار و مقامات راہ

بعد ازاں شہر اماصیہ میں ہمارا گزر ہوا۔ یہ بڑا اچھا شہر ہے۔ اور نہروں باغات، درختوں اور پھلوں کی یہاں بڑی کثرت ہے۔ اس کی نہروں پر آب پاشی کے لئے چرخ لگے ہیں۔ جن سے باغات اور گھروں میں پانی پہنچایا جاتا ہے۔ اس کی سڑکیں اور بازار بہت کشادہ ہیں۔ اور والی عراق کے زیر حکومت ہے۔ اسی سے قریب شہر سونس ہے۔ یہ بھی والی عراق کے زیر حکومت ہے، اور اس میں ولی اللہ تعالےٰ ابی العباس احمد الرفاعی کی اولاد سکونت رکھتی ہے۔ انہی میں الشیخ عزیز الدین ہیں۔ اس زمانہ میں آپ ہی شیخ الرواق اور سجادۃ الرفاعی کے سجادہ نشین ہیں۔

پھر ہم شہر مکش میں وارد ہوئے۔ یہ بھی ملک العراق کے بلاد میں سے ہے۔ شہر بڑا اور خوب

آباد ہے۔ العراق اور الشام سے یہاں تجار آتے ہیں۔ اس میں چاندی کی کانیں بھی ہیں۔ اس سے دو دن کی مسافت پر نہایت بلند ننگے پہاڑ واقع ہیں۔

پھر ہم ارزنجان میں وارد ہوئے۔ یہ بھی والی عراق کے بلاد میں سے ہے۔ بڑا اور آباد شہر ہے اس کے اکثر باشندے ارمن اور مسلمان ہیں۔ یہاں ترکی زبان بولتے ہیں۔ بازار نہایت اچھی طرح مرتب ہیں۔ کپڑے بڑے اچھے بنائے جاتے ہیں۔ یہاں تانبے کی کانیں ہیں۔ جس سے برتن وغیرہ بناتے ہیں۔

پھر شہر ارزالروم میں وارد ہوئے، یہ بھی ملک العراق کے بلاد میں سے ہے نہایت وسیع شہر ہے۔

## شہر برکی میں داخلہ، وہاں کے باشندے علماء فضلا اور فقہاء

یہاں سے شہر برکی میں بعد نماز عصر وارد ہوئے، یہاں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس سے زاویہ اخی کا پتہ دریافت کیا، اُس نے کہا چلئے میں پہنچا دوں۔ ہم اُس کے پیچھے پیچھے ہوئے وہ ہمیں اپنے مکان پر جو باغ میں واقع تھا لے گیا۔ اور ہمیں سب سے اوپر کی چھت پر اتارا، اُس پر درخت سایہ فگن تھے۔ اور یہ موسم بہت سخت گرمی کا تھا۔ ہمارے پاس طرح طرح کے پھل لایا۔ اور بہت اچھی طرح ہماری ضیافت کی۔ اور ہمارے گھوڑوں کو دانہ گھاس دیا۔ یہ رات ہم اسی کے پاس رہے۔

ہمیں یہ معلوم تھا کہ اس شہر میں ایک فاضل مدرس ہے، جسے محی الدین کہتے ہیں، یہ شخص جس کے یہاں ہم رات کو رہے تھے۔ طلبہ میں سے تھا۔ یہ ہمیں مدرسہ میں لے آیا یہاں دیکھا تو مدرس ایک عمدہ خچر پر سوار چلا آرہا ہے۔ اُس کے دونوں جانب تو غلام اور خادم ہیں اور طلبہ آگے آگے۔ کپڑے نہایت ڈھیلے ڈھالے اور عمدہ پہنے ہوئے تھا۔ اور ان پر سونے کا کام تھا۔ ہم نے اُسے سلام کیا۔ اُس نے مرحبا کہا۔ اور ہمارے سلام کا نہایت خندہ روئی سے جواب دیا۔ اور نہایت تپاک سے گفتگو کی۔ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ پھر علوم اصلیہ و فرعیہ کا درس دینے لگا۔ بعد فراغت ایک مکان میں جو مدرسہ سے ملحق تھا آیا۔ اور فرش بچھانے کا حکم دیا مجھے وہیں اتارا اور پر تکلف ضیافت کی۔

اس مدرس کے سامنے طلبہ غلام اور خادم دونوں جانب کھڑے رہتے۔ اور وہ ایک مسند پر

بیٹھتا تھا۔ اُس پر نہایت خوب صورت بوٹے دار شطرنجیاں بچھی تھیں۔ جب میں نے اسے دیکھا تو خیال گذرا کہ یہ بھی کوئی بادشاہ ہے۔

## سلطان برکی، گرمائی صدر مقام پر ملاقات اور لطف و کرم کی بارش

یہاں کا سلطان محمد بن آیدین بہترین سلاطین میں سے ہے۔ جب مدرس موصوف نے اس کے پاس میرے متعلق اطلاع بھیجی تو اُس نے اپنا نائب میری طلبی کے لیے بھیجا۔ میں اور مدرس اور اس کے ساتھی سوار ہو کر سلطان یہاں مقیم ہوئے پہاڑ پر اس راستہ سے چڑھے جو تراش تراش کر برابر کیا گیا تھا۔ کیونکہ گرمی کے سبب ہم سلطان کے مقام پر زوال کے قریب پہنچے اور پانی کی ایک نہر پر الجوز کے درخت کے سایہ میں ٹھہرے جب ہم سلطان کے یہاں پہنچے تو اس پر تفکرات کا بدیں وجہ غلبہ تھا۔ کہ اس کا چھوٹا بیٹا اپنے بہنوئی سلطان ارخان بک کے پاس بھاگ گیا تھا۔ جب اُسے ہمارے پہنچنے کا علم ہوا تو اُس نے ہمارے پاس اپنے دونوں بیٹوں خضر بک اور عمر بک کو بھیجا ہمارے قیام کے لئے سلطان نے ایک خیمہ بھیجا۔ اُس کے لکڑی کی تیلیاں تھیں۔ جو ایک جگہ جمع ہو کر قبہ کے مشابہ ہو جاتی تھیں۔ اور ان کے اوپر نمدہ لگا دیا جاتا تھا۔ روشنی اور ہوا کے آنے کے لئے اُوپر کی جانب کچھ حصہ کھلا ہوا تھا۔ اور جب اُس کے مُنہ بند کرنے کی ضرورت ہوتی تھی بند کر دیا جاتا تھا۔ فرش بھی لائے تھے۔ جو بچھایا گیا۔ یہ مقام نہایت ٹھنڈا تھا۔ اسی شب کو میرا گھوڑا سردی کی شدت سے مر گیا۔

ہم اسی صورت سے کئی دن رہے۔ ایک دن بعد ظہر سلطان ہمارے پاس آیا۔ الفقیہ تو صدر مجلس میں بیٹھا میں اس کی بائیں جانب اور سلطان اس کے بائیں جانب ترکوں کے یہاں الفقہا کی یہی عزت ہے۔ اور مجھ سے فرمایا کہ میں اس کے لئے کچھ احادیث حدیث رسول اللہ صلعم میں سے لکھ دوں۔ چنانچہ میں نے لکھ دیں۔ اور الفقیہ نے اُسی وقت اُس کے حضور میں پیش کر دیں۔ پھر اُس سے کہا کہ ان کی ترکی زبان میں شرح لکھ دے۔

اس پہاڑ پر جب ہماری اقامت کو طول ہوا۔ تو میں اکتا گیا۔ اور واپسی کا ارادہ کیا۔ اور الفقیہ بھی وہاں کے قیام سے اکتا گیا تھا۔ سلطان کے پاس کہلا بھیجا کہ اب میرا جانے کا ارادہ ہے۔ یوم آئندہ میں السلطان نے اپنا نائب بھیجا۔ اُس نے مدرس کے ساتھ زبان ترکی میں گفتگو کی۔ میں اس وقت ترکی زبان نہ سمجھتا تھا۔ مدرس نے مجھ سے کہا تم سمجھے بھی کہ اس نے کیا کہا۔ میں نے

کہانہیں میں تو نہیں سمجھا کہ اُس نے کیا کہا۔ کہا کہ سلطان نے مجھ سے دریافت کرایا ہے۔ آپ کو کیا دیا جائے۔ میں نے اُسے کہلا بھیجا ہے کہ آپ کے پاس سونا۔ چاندی۔ گھوڑے، غلام، سب کچھ ہے۔ ان میں سے جو چاہئے دے دیجئے۔ سلطان دوسرے دن پہاڑ سے اُتر کر شہر میں داخل ہوا۔ ہمیں بھی اپنے ساتھ لایا۔ جب ہم مکان کی دہلیز تک پہنچے تو تقریباً اس کے بیس خادم دیکھے جن کی صورتیں حد درجہ حسین تھیں۔ اور ریشم کے لباس میں ملبوس تھے۔ ان کی زلفیں مانگ نکلی ہوئی۔ اور چھوٹی ہوئی تھیں۔ ان کے رنگ گورے چٹے مائل بسرخی تھے۔ میں نے الفقیہ سے کہا یہ خوب صورت لوگ کون ہیں۔ اُس نے کہا یہ رومی نوجوان ہیں۔

ہم السلطان کے ساتھ کئی سیڑھیاں چڑھے، یہاں تک کہ ایک نہایت عمدہ نشست گاہ پر پہنچے، جس کے وسط میں ایک پانی کا حوض تھا۔ اور ہر گوشہ میں تانبے کے شیر منہ کھولے تھے جن سے پانی نکل کر اُس حوض میں گرتا تھا۔ اور ایک نشست گاہ کے چاروں طرف نزدیک نزدیک چبوترے بنے ہوئے تھے۔ جن پر فرش بچھا ہوا تھا۔ اُن میں سے ایک پر سلطان کے لئے مسند لگی ہوئی تھی۔ جب ہم اس تک پہنچے تو السلطان نے اپنے ہاتھ سے اپنی مسند سرکا دی اور ہمارے ساتھ ایک فرش پر بیٹھ گیا۔ الفقیہ اُس کی داہنی جانب بیٹھا۔ اور القاضی فقیہ کے پاس والی جگہ پر بیٹھا اور میں القاضی کے پاس والی جگہ پر بیٹھا۔ اور القراء چبوترے کے نیچے بیٹھے قاریوں کو جہاں کہیں بھی اس کی مجلس ہوتی ہے۔ جدا نہیں کرتا۔ پھر سونے اور چاندی کے پیالے لائے، جو پر تھے۔ اور ان میں گلاب پڑا ہوا تھا۔ اور اُن میں عرق لیموں نچوڑا ہوا تھا۔ اور اُن میں چھوٹی چھوٹی ٹکیاں ٹوٹی پڑی تھیں۔ اور اُن میں سونے اور چاندی کے چمچے بھی پڑے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ چینی کے پیالے بھی تھے۔ وہ بھی مذکورہ مائع سے پُر تھے۔ اُن میں لکڑی کے چمچے تھے۔ جس نے ورع برتا، اُس نے چینی کے پیالے اور لکڑی کے چمچے استعمال کئے۔ میں نے سلطان کا شکریہ ادا کیا۔ اور الفقیہ کی تعریف کی اور اپنے اس فعل میں خاصہ مبالغہ سے کام لیا۔ یہ بات سلطان کو پسند آئی۔ اور وہ بہت مسرور ہوا۔

## میں نے ایک یہودی کو دربارِ شاہی میں کس طرح ذلیل کیا

جب ہم السلطان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو اس اثناء میں ایک شیخ آیا جس کے سر پر عمامہ اور گیسو تھے۔ اُس نے اُسے سلام کیا۔ القاضی اور الفقیہ اُس کے لئے تعظیماً کھڑے

ہو گئے۔ اور وہ السلطان کے روبرو اسی چبوترے پر بیٹھ گیا۔ القرار اُس سے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے الفقیہ سے دریافت کیا۔ یہ شیخ کون ہے۔ وہ ہنسا اور خاموش ہو گیا۔ پھر میں نے مکرر دریافت کیا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ یہ یہودی طبیب ہے۔ جو کچھ ہوا۔ اور پیش آیا تھا۔ اس کی وجہ سے میں مارے غصہ کے آپے سے باہر ہو گیا۔ اور یہودی سے بایں الفاظ مخاطب ہوا۔ "اے ملعون بن ملعون تو قرار القرآن سے بلندی پر یہودی ہوتے ہوئے کیوں کر بیٹھا ہے؟" میں نے اُسے بُرا بھلا کہا۔ اور بہت چیخا چلایا۔ سلطان کو حیرت ہوئی۔ اور دریافت کیا میں کیا کہہ رہا ہوں؟ الفقیہ نے اُسے سارا قصہ بتا دیا۔ یہودی بہت غصہ میں ذلیل ہو کر چلا گیا۔ جب ہم واپس آئے تو الفقیہ نے مجھ سے کہا۔ آپ نے بہت اچھا کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس فعل کی جزائے خیر دے۔ کسی دوسرے کو ہرگز اس طرح کہنے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ آپ نے اُس کی حقیقت سے اسے آگاہ کر دیا۔

سلطان کی معیت میں ہم جس دن شہر میں داخل ہوئے ہیں۔ اُس کے تیسرے دن اُس نے ہماری نہایت شاندار پُر تکلف دعوت کی۔ الفقہا۔ المشائخ۔ افسران لشکر اور شہر کے چوٹی کے آدمیوں کو مدعو کیا۔ اُن سب نے ضیافت میں شرکت کی۔ اور القرار نے نہایت خوش الحانی سے القرآن پڑھا۔ اور ہم المدرسہ اپنی جائے قیام میں واپس آ گئے ہمارے لئے کھانا۔ پھل اور حلوہ اور شمع ہر رات کو بھیجی جاتی تھی۔ پھر میرے پاس سو مثقال سونا ہزار درہم مکمل لباس۔ ایک گھوڑا اور ایک رومی غلام جس کا نام میخائیل تھا۔ بھیجا۔ اور میرے تمام ساتھیوں کے لئے لباس اور دراہم بھیجے۔ یہ سب المدرس محی الدین کی وجہ سے تھا۔ اللہ تعالیٰ اُسے جزائے خیر دے۔ پھر ہم سب رسم وداعی ادا کر کے واپس ہوئے۔

## رومیوں کے نہایت باعظمت اور پُرشکوہ شہر ایا سلون میں داخلہ

پھر ہم تیرہ ہوتے ہوئے شہر ایا سلون میں وارد ہوئے۔ یہ بڑا اور قدیمی شہر ہے، باشندگان روم کے نزدیک نہایت قابل عظمت ہے۔ یہاں ایک بہت بڑا گرجا بھاری پتھروں کا بنا ہوا ہے، اس کے پتھروں کا طول دس گز اور اس سے بھی زائد کا ہے۔ ان پتھروں کا جوڑ نہایت نادر طریقہ پر لگایا گیا ہے۔ اس شہر میں جو جامع مسجد ہے۔ وہ دنیا کی تمام مساجد میں نادر ترین اور حسن میں بے نظیر ہے۔ یہ پہلے اہل روم کا گرجا تھا۔ جس کی یہ بہت تعظیم کرتے تھے اور البلاد

ے اس کی زیارت کو آتے تھے۔ جب یہ شہر فتح کیا گیا۔ تو اسے مسلمانوں نے جامع مسجد بنا لیا اس کی دیواریں رنگین سنگِ مرمر کی ہیں۔ اور فرش سفید سنگِ مرمر کا ہے۔ اور چھت سیسے کی ہے۔ اس میں طرح طرح کے گیارہ قبے ہیں۔ ہر قبہ کے وسط میں پانی کا ایک حوض بنا ہوا ہے۔ اور اس سے ہوتی ایک نہر نکلی ہے۔ اس نہر کے دونوں جانب مختلف قسم کے درخت انگور[1] کی بیلیں اور چنبیلی کے منڈوے ہیں۔ اور اس کے پندرہ دروازے ہیں۔ میں نے اس شہر میں ایک کنواری رومی باندی بھی سونے کے چالیس دینار میں خریدی۔

پھر ہم شہر یزمیر آئے۔ یہ ایک بڑا شہر ساحل بحر پر واقع ہے۔ اس کا بڑا حصہ ویران ہو گیا ہے۔ اس کی بلند جانب سے متصل اس میں ایک قلعہ بھی ہے۔ یہاں ہم الشیخ یعقوب کی خانقاہ میں اترے۔

یہ امیر بڑا کریم، صالح، اور کثیر الجہاد تھا۔ اس کے پاس کئی جنگی کشتیاں تھیں، جن سے اطراف القسطنطنیہ العظمیٰ پر حملے کیا کرتا تھا۔ وہاں سے لوگوں کو گرفتار کر کے لاتا۔ اور مال غنیمت حاصل کیا کرتا تھا۔ اور بمقتضائے کرم وجود اس میں سے کچھ نہ رکھتا تھا۔ اور پھر جہاد کے لئے جاتا تھا۔

## شہر مغنیسیہ، برغمہ، بلی کسری وغیرہ کی سیر و سیاحت

پھر ہم شہر مغنیسیہ میں وارد ہوئے۔ اور یہاں شام کے وقت عرفہ کے دن الفتیان[2] میں سے ایک شخص کے زاویہ میں اترے یہ بڑا اور اچھا شہر ہے کوہ پر واقع ہے۔ بکثرت نہروں چشموں، باغات اور فواکہ پر مشتمل ہے۔ اس کے سلطان کا نام صاروخان ہے۔

پھر ہم مغنیسیہ سے روانہ ہوئے۔ اور ایک گروہ کے پاس جو ترکمان میں سے تھا۔ شب بسر کی۔ یہ لوگ اپنی چراگاہ میں اترے تھے۔ ہمیں ان کے پاس کوئی چارہ نہ ملا کہ اس شب اپنے چوپایوں کو کھلاتے۔ اور ہمارے ساتھیوں نے باری باری چوری کے خوف سے پہرہ دے کر شب بسر کی۔ جب الفقیہ عفیف الدین التوزری کی پہرہ دینے کی باری آئی

---

[1] انگورہ۔

[2] ابن بطوطہ کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفتیان یا اوڑالاخوان کی تحریک کتنی ہمہ گیر تھی۔

تو میں نے سنا کہ آپ سورۃ البقرۃ پڑھ رہے ہیں۔ آپ سے عرض کیا کہ جب آپ سونا چاہیں تو مجھے بتا دیجئے گا۔ تاکہ میں دیکھوں کہ اب کس کی پہرہ دینے کی باری ہے۔ پھر میں سو گیا۔ مجھے آپ نے صبح ہی کے وقت جگایا۔

اب ہم شہر برعمہ میں وارد ہوئے۔ یہ ایک ویران شہر ہے۔ اس میں پہاڑ کی چوٹی پر ایک مستحکم قلعہ بھی واقع ہے کہتے ہیں کہ افلاطون حکیم اسی شہر کے باشندوں میں سے تھا۔ اور اس کا گھر اب تک اسی کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں ہم الاحمدیہ گروہ کے ایک فقیر کے زاویہ میں اترے پھر شہر کے بڑے لوگوں میں سے ایک شخص آیا۔ اور ہمیں اپنے گھر اٹھا لے گیا۔ اور ہماری بہت زیادہ آؤ بھگت کی۔

یہاں کے سلطان کا نام بخشی خان ہے ان کے نزدیک بھی "خان" بمعنی "سلطان" ہے۔ ہم اس کے گرما کی صدر مقام پر گئے اُس نے ہماری ضیافت کی۔ اور قدسی کپڑے بھیجے پھر ہم نے ایک شخص کو راہبری کے لئے اجرت پر لیا۔ اور بلند تنگے پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ یہاں تک کہ ہمارا شہر بلی کسری میں ورود ہوا۔ یہ ایک عمدہ شہر کثیر العمارہ اچھے بازاروں والا ہے۔ یہاں کا سلطان دمور خان ہے۔ یہ صفات خیر سے متصف نہیں!

اس شہر میں ایک لونڈی بھی میں نے خریدی۔ جس کا نام مرغلیط تھا!

## جس کے دامن میں تاریخ کے صدہا واقعات بکھرے پڑے ہیں

پھر ہم شہر بُرصٰی[1] میں وارد ہوئے۔ یہ ایک بڑا شہر ہے۔ بازار اچھے سڑکیں کشادہ، ہر طرف سے باغات اور چشمے ڈھانپے ہوئے ہیں۔ اس کے باہر ایک پانی کی بہت گرم نہر ہے۔ جو ایک بہت بڑے حوض میں گرتی ہے، اس کے اوپر دو مکان بنے ہیں۔ ایک مردوں کے لئے ہے۔ اور دوسرا عورتوں کے لئے۔ مریض ان حماموں میں شفا پاتے ہیں۔ اور مقامات دور دست سے یہاں آتے ہیں۔ وہاں واردین کے اترنے کے لئے ایک زادیہ بھی ہے۔ تین دن تک کھانا دیا جاتا ہے۔ اس خانقاہ کی تعمیر ترکمان بادشاہوں میں سے کسی نے کی تھی۔ ہم اس شہر میں الفتی اخی شمس الدین کے زاویہ میں اترے۔

جب ہم شب عاشور میں شمس الدین کی خانقاہ میں تھے۔ تو اس میں آخر شب مجدالدین نے وعظ کہا، فقراء میں سے ایک شخص نے چیخ ماری جس سے اُس پر غشی طاری ہو گئی۔ اُس پر لوگوں نے عرق گلاب چھڑکا۔ لیکن اُسے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ دوبارہ چھڑکا لیکن پھر بھی افاقہ نہ ہوا۔ پھر لوگوں نے اُسے اچھی طرح دیکھا تو دنیا کو وداع کر گیا تھا۔ اللہ اس پر رحم فرمائے۔ پھر لوگوں نے متوفی کو غسل دیا۔ اور کفن پہنایا۔ ان لوگوں میں مَیں بھی تھا جو اس کی نماز جنازہ اور دفن میں موجود تھے۔

اس شہر میں مَیں الشیخ الصالح عبداللہ المصری المشائخ سے ملا ان کا شمار صلحا میں ہے، اور تمام روئے زمین کی سیاحت کر چکے ہیں۔ لیکن چین۔ جزیرہ سرانديپ۔ المغرب، اندلس، اور

---

[1] یہ عام طور پر "بروسہ" لکھا جاتا ہے۔

بلاد سوڈان نہیں تشریف لے گئے تھے۔ میں ان اقالیم کی سیاحت کی وجہ سے آپ پر سیاحی میں ترجیح رکھتا ہوں۔

یہاں کا سلطان اختیار الدین ارخان بک ابن السلطان عثمان جوق ہے۔ یہ سلطان ملوک ترکمان میں سب سے بڑا۔ اور بحیثیت مال بلاد اور لشکر کے بھی سب سے بڑھا ہوا ہے۔ اس کے قلعوں کی تعداد تقریباً سو کے ہے۔ یہ اکثر اوقات ان کا دورہ کرتا رہتا ہے۔ اور ہر قلعہ میں چند دن ٹھہر کر وہاں کے لشکر کی اصلاح اور حالت کی تحقیقات کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ کبھی پورا ایک مہینہ کسی شہر میں نہیں ٹھہرا۔ کفار سے جنگ کیا کرتا۔ اور ان کا محاصرہ کیا کرتا ہے۔ اس کا والد وہ شخص ہے جس نے شہر برصی کو رومیوں کے ہاتھوں سے فتح کیا تھا۔ اس کی قبر اسی شہر کی مسجد میں ہے۔ یہ مسجد پہلے نصاریٰ کا گرجا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے شہر یزنیک کا تقریباً بیس سال محاصرہ کیا۔ اور اس کی فتح سے پہلے ہی مر گیا۔ پھر اس کے لڑکے نے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ بارہ سال محاصرہ کیا۔ اور اسے فتح کر لیا۔ میری اس سے بھی ملاقات ہوئی اس نے میرے پاس بہت سے درا ہم بھی بھیجے تھے۔
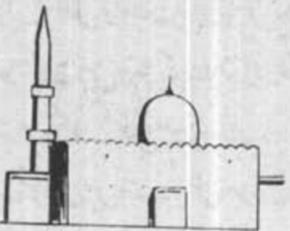
# شہر برمک میں آمد

## مختلف مقامات راہ، پرلطف واقعات، دلچسپ لطیفے

اب ہم شہر یزمک میں داخل ہوئے۔!

اس شہر کی چار شہر پناہیں ہیں۔ ہر دو شہر پناہوں کے مابین ایک خندق ہے، جس میں پانی بھرا رہتا ہے۔ لکڑی کے پلوں سے ہو کر اس میں داخل ہوتے ہیں جب ان پلوں کو اٹھانے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اٹھا لیتے ہیں۔ شہر کے اندر باغات، مکانات، زمینیں اور کھیت ہیں۔ ہر شخص کا مکان، اس کا کھیت اور اس کا باغ ایک جگہ ہیں۔ اس میں تمام اقسام کے پھل ہوتے ہیں۔ ان کے یہاں جوز اور قسطل کی نہایت فراوانی اور ارزانی ہے۔ یہ لوگ قسطل کو قسطنۃ کہتے ہیں۔ اور جوز کو قوز۔ اس میں العذاری ایک انگور ہوتا ہے۔ اس جیسا کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ انتہا درجہ کا شیریں۔ بہت بڑا، صاف رنگ، باریک چھلکے کا۔ اس کے ہر دانہ میں ایک گٹھلی ہوتی ہے۔

پھر ہم یہاں سے روانہ ہو کر ایک گاؤں میں شب باش ہوئے، جس کا نام بکجا تھا۔

## ایک لطیفہ:۔ پیش ملاّ طیب، پیش طیب ملا، پیش ہر دو ہیچ

اسی شب کو ایک کادیہ کی طرف پہنچے ہم یہاں الاخیۃ کے ایک زاویہ میں اترے۔ اور اس سے عربی میں کلام کیا۔ وہ ہماری زبان بالکل نہ سمجھا۔ اس نے ہم سے ترکی میں کلام کیا۔ اور ہماری زبان بالکل نہ سمجھا۔ اس نے ہم سے ترکی میں کلام کیا۔ اس کی زبان ہماری سمجھ میں نہ آئی۔ پھر اس نے کہا الفقیہ کو بلاؤ۔ وہ عربی سمجھتا ہے۔ جب فقیہ آیا تو ہم نے اس سے فارسی اور عربی میں باتیں کیں۔ لیکن وہ ہماری

زبان بالکل نہ سمجھا۔ اور الفتیٰ سے کہا "ایشان عربی کہنہ میگوان (میگویند) و من عربی نومیدانم" یہ قدیم عربی میں گفتگو کرتے ہیں۔ اور میں جدید عربی جانتا ہوں۔ فقیہ کا اس کلام سے مقصد اپنے آپ کو بدنامی سے بچانا تھا۔ کیونکہ لوگوں کا یہ گمان تھا کہ وہ زبان عربی جانتا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ ناآشنا تھا۔ اس فتیٰ کا یہ گمان ہوا کہ فقیہ نے جو کچھ کہا ہے، یہی درست ہے۔ اس کا یہ سمجھنا ہمارے لئے مفید ہوا۔ اور ہمارے اکرام میں بہت مبالغہ کیا۔ اور کہا کہ ان کا ہمارے اوپر اکرام واجب ہے۔ کیونکہ یہ قدیم عربی میں گفتگو کرتے ہیں۔ جو نبی صلعم اور آپؐ کے اصحابہ کی زبان تھی ہم فقیہ کی گفتگو کا اس وقت تک مطلب نہ سمجھے تھے۔ لیکن اس کے الفاظ یاد کر لئے تھے۔ جب ہم نے زبان فارسی سیکھ لی۔ تب کہیں جا کر ہمیں اس کی گفتگو کا مطلب معلوم ہوا۔ ہم نے یہ شب تو خانقاہ میں بسر کی۔ پھر ایک راہبر کے ساتھ ینجا میں وارد ہوئے۔ یہ بڑا اور اچھا شہر ہے۔

## ذمیوں کا شہر: مسلمان حکمران کا خاندان

پھر ہم کینوک میں وارد ہوئے۔ یہ ایک چھوٹا شہر ہے، اور یہاں کے باشندے کفار روم ہیں جو مسلمانوں کے ذمی ہیں۔ یہاں مسلمانوں کا صرف ایک گھر ہے۔ یہی ان پر حاکم ہے۔ یہ سلطان ارغان بک کے بلاد میں سے ہے۔ ہم ایک کافرہ بڑھیا کے گھر میں اترے تھے۔ یہ برف باری اور سردی کا موسم تھا۔ اس نے ہمارے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ اس شہر میں نہ کوئی درخت ہے، نہ انگور کی بیل اور نہ سوا زعفران کے یہاں کسی چیز کی زراعت ہی ہوتی ہے۔ یہ بڑھیا ہمارے پاس بہت سا زعفران لائی۔ سمجھی کہ ہم سوداگر ہیں، اس میں سے کچھ خرید لیں گے۔

جب صبح ہوئی تو ہم سوار ہوئے۔ شہر مطرنی میں نماز جمعہ کے وقت دار د ہوئے اور فتیان الاخیتہ میں سے ایک کے زاویہ میں اترے۔

## ایک اور لطیفہ! زبان یار من ترکی، و من ترکی نمی دانم

یہاں ایک عجیب بات جو ہمیں پیش آئی یہ ہے کہ میں نے ایک خادم کو چوپاؤں کے لئے گھاس خریدنے کے لئے بھیجا۔ اور ایک کو گھی کے لئے۔ ایک تو گھاس لے کر آ گیا۔ اور دوسرا کچھ نہ لایا۔ ہنستا تھا۔ ہم نے ہنسنے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا ہمیں بازار میں ایک دکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس سے ہم نے گھی مانگا۔ اس نے ہمیں اشارہ کیا کہ ٹھہرو اور اپنے لڑکے سے ہمارے متعلق کہا۔ ہم نے

اسے درہم دیئے۔ وہ تھوڑی دیر وہاں سے غائب رہا۔ اور گھاس لے کر آیا۔ وہ تو ہم نے اس سے لے لی اور کہا کہ ہمیں گھی کی ضرورت تھی۔ اس نے کہا یہی تو گھی ہے۔ جب ہم پر یہ راز کھلا کہ یہ لوگ تبن (گھاس) کو سمن (گھی) اتر کی زبان میں کہتے ہیں۔ اور گھی کو دوغان کہتے ہیں۔

## تحریک اخوت کے روح پرور اور ایمان افروز نظارے

پھر ہم شہر بولی آئے۔ ہم شہر میں داخل ہوئے، اور فتیان الاخنیہ میں سے کسی کے زاویے میں جانے کا ارادہ کیا۔ ان کی عادت ہے کہ ان کے زاویوں میں جاڑے کے موسم میں ہمیشہ آگ جلتی رہتی ہے۔ خانقاہ کے ہر رکن میں آتش دان بناتے ہیں۔ اس میں سوراخ ہوتے ہیں کہ دھواں چڑھ کر نکل جاتا ہے۔

جب ہم زاویہ میں داخل ہوئے تو آگ کو روشن پایا۔ میں نے اپنے کپڑے اتارے۔ اور دوسرے کپڑے پہنے۔ اور خوب آگ تاپی الاخی کھانا اور پھل لایا۔ یہ گروہ کتنا اچھا۔ ان کی طبیعتیں کتنی اچھی۔ ان کا ایثار کس قدر زبردست۔ اور ان کی شفقت مسافر پر کس قدر زائد اور ان پر ان کا کس قدر الطاف۔ اس سے کس قدر محبت اور اس کے ساتھ کس قدر آؤ بھگت سے پیش آتے ہیں۔ اس کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کوئی بھی مسافر ایسا نہیں کہ ان میں آ کر یہ نہ سمجھے کہ وہ اپنے بڑے محبت کرنے والے کنبے میں آگیا ہے[1]۔ ہم نے یہ رات نہایت اچھی گذاری۔ پھر دوسرے دن کوچ کر کے کردی بولی آئے، یہ شہر بڑا اور وسیع زمین پر آباد ہے۔ اس کی سڑکیں اور بازار نہایت اچھے اور ہموار ہیں۔ سرد ممالک میں سے سرد ترین ہے۔ اس کے محلے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ہر محلہ میں ایک خاص گروہ رہتا ہے، جس کے ساتھ اس گروہ کے سوا اختلاط نہیں۔ یہاں کا سلطان شاہ بک ان بلاد کے سلاطین میں متوسط درجہ کا ہے۔ حسن صورت اور حسن سیرت دونوں کا مجموعہ ہے۔ نہایت خوش خلق ہے۔ لیکن داد و دہش کم کرتا ہے۔ ہم نے اس شہر میں نماز جمعہ پڑھی اور یہیں ایک زاویہ میں فروکش ہوئے۔

پھر ہم شہر برلو میں وارد ہوئے۔ یہ ایک چھوٹا سا شہر ٹیلہ پر واقع ہے۔ اور اس کے نیچے خندق ہے۔ اس کی جانب اعلیٰ میں ایک بہت بلند قلعہ بھی ہے۔ یہاں ایک مدرسہ میں اترے جو بہت اچھا تھا۔

---

[1] حالانکہ اس زمانہ میں "پان اسلامزم" کی کوئی تحریک نہ تھی۔ (رئیس احمد جعفری)

## شہر قسطمونیہ میں آمد، ایک حد درجہ ذہین اور طباع بہرا شخص

یہ تمام شہروں میں بڑا اور اچھا شہر ہے۔ بکثرت خوبیوں پر مشتمل اور یہاں کا نرخ نہایت ارزاں ہے، ہم یہاں ایک شیخ کی خانقاہ میں اترے۔ جسے بہرے ہونے کی وجہ سے الاطروش کہتے ہیں، میں نے اس کی ایک عجیب بات دیکھی وہ یہ کہ طلبا میں سے ایک اسے ہوا میں لکھ کر سمجھاتا تھا اور کبھی اپنی انگلی سے زمین پر لکھ کر اس سے وہ خوب سمجھ لیتا تھا۔ اور اسے جواب دے دیتا تھا اس طرح بڑی حکایتیں اس سے بیان کرجاتا تھا۔ اور وہ انہیں سمجھ لیتا تھا۔

ہم اس شہر میں تقریباً چالیس دن ٹھہرے۔ روزانہ ایک طبق میں بیلا بھیڑ کا گوشت دو درہم کا اور دو درہم کی روٹیاں خریدتے تھے۔ یہ ہمارے ایک دن کے لئے کافی ہوتا تھا۔ ہم دس آدمی تھے۔ اور دو درہم کا حلوا خریدتے تھے۔ یہ ہم سب کے لئے کافی ہوتا تھا۔ ایک درہم کا جوز خریدتے تھے۔ کیونکہ یہ بہت شدید جاڑے کا موسم تھا۔ میں نے کوئی شہر بھی اس قدر ارزاں نہیں دیکھا۔

یہاں کا سلطان المکرم سلیمان بادشاہ ہے۔ سن شخص تقریباً ستر سال کا ہوگا۔ صورت اچھی پائی ہے۔ ڈاڑھی لمبی ہے۔ اور صاحب وقار وہیبت شخص ہے۔ فقہا اور صلحا اس کے ہم صحبت ہیں میں اس کی مجلس میں گیا تھا۔ اس نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھایا۔ میرے اور میرے آنے اور الحرمین الشریفین اور مصر اور الشام کے حالات دریافت کرتا رہا۔ میں نے اپنے سارے حالات بتائے۔ اس نے مجھے اپنے ہی قریب اتارا۔ اور اسی دن مجھے ایک پرانا گھوڑا قرطاس رنگ کا اور لباس دیا۔ میرے لئے خرچ اور گھوڑے کے لئے خورش مقرر کی۔ پھر میرے لئے گیہوں اور جو کا حکم دیا۔

## شہر صنوب، اس کے گرد ونواح اور مضافات کے دل خوش کن نظارے

پھر ہم صنوب میں وارد ہوئے۔ یہ شہر جامع الاشیاء ہے۔ قلعہ بندی بھی ہے، اور حسین بھی۔ ہر اطراف سے سوا ایک طرف کے سمندر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یہ مشرقی سمت ہے۔ اس طرف ایک دروازہ بھی ہے۔ جس میں امیر کی اجازت کے بغیر کوئی نہیں داخل ہونے پاتا۔ اس کا امیر ابراہیم بک اس سلیمان شاہ کا بیٹا ہے۔ جس کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں۔ جب ہمیں اس میں داخلہ کی اجازت مل گئی۔ تو ہم شہر میں داخل ہوئے۔ اور عزالدین اخی چلبی کی خانقاہ میں فروکش ہوئے۔

اس پہاڑ کے اوپر الولی الصالح الصحابی بلال الحبشی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مزار ہے۔ اس پر ایک خانقاہ بھی بنی ہے۔ اس میں ہر وارد و صادر کو کھانا ملتا ہے۔

شہر صنوب کی مسجد جامع تمام مساجد میں اچھی ہے۔ اس کے وسط میں ایک پانی کا حوض ہے، اور اس پر ایک قبہ ہے، جو چار دل پایوں پر قائم ہے، اور ہر پایہ کے ساتھ دو ستون سنگ خام کے ہیں۔ اس کے اوپر ایک نشست گاہ ہے جانے کیلئے لکڑی کے زینے بنے ہیں۔ یہ السلطان کی عمارت میں ہے۔

## رفض کی تہمت:۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

جب ہم اس شہر میں داخل ہوئے تو یہاں کے باشندوں نے دیکھا کہ ہم ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ یہ لوگ حنفی ہیں نہ مذہب مالکی کو جانتے ہیں۔ اور نہ اس کی نماز سے واقف ہیں۔ مذہب مالکی کا پیرو ہاتھ کھول کر نماز پڑھتا ہے۔ وہاں کے بعض لوگوں نے الحجاز و العراق میں رافضیوں کو ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ ہمارے اوپر بھی رافضی ہونے کا اتہام لگایا۔ اور اس کے متعلق ہم سے دریافت بھی کیا۔ جب ہم نے ان سے کہا کہ ہم مذہب مالکی کے متبع ہیں۔ تو ان کو ہمارے کہنے پر اطمینان نہ ہوا اور تہمت ان کے باطنوں میں جاگزیں رہی۔ حتیٰ کہ نائب سلطان نے ہمارے پاس ایک خرگوش بھیجا، اور اپنے بعض خدام سے کہہ دیا۔ کہ دیکھتے رہنا ہم خرگوش کو کیا کرتے ہیں۔ ہم نے اسے ذبح کر کے پکایا۔ اور کھایا۔ وہ خادم اس کے پاس گیا۔ اور اسے صورت حال سے مطلع کیا۔ اس وقت کہیں جا کر ہم اس تہمت سے بری ہوئے۔ کیونکہ رافضی خرگوش نہیں کھاتے۔

# شہر قرم اور دشتِ قفچاق کا سفر

## دشوار گذار منزلیں، مشکلات راہ، عزم و حوصلہ کی کارروائی

صنوب میں ہمارا قیام کم و بیش سوا مہینہ رہا۔ پھر ایک کشتی کرایہ کی، گیارہ دن ہوا کی موافقت کے انتظار میں گذر گئے۔ پھر ہم سوار ہوئے۔ جب تین دن کے بعد وسط دریا میں پہنچے تو ایسا ہولناک واقعہ پیش آیا۔ کہ جینے کے لالے پڑ گئے۔ اور ہمیں پورا یقین ہو گیا۔ کہ بس اب خاتمہ ہے۔ میں ایک چھوٹی حجرہ میں تھا۔ اور باشندگان عرب میں سے ایک اور شخص میری معیت میں تھا۔ جس کا نام ابابکر ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ کشتی کی چھت پر جاکر دیکھیے کہ دریا کی کیا حالت ہے۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اور میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ ہم آپ کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔ ہم ہَول سے اس قدر دہل گئے ہیں کہ ایسا کبھی پیش نہ آیا۔ پھر ہوا بدل گئی، اور ہمیں اسی شہر صنوب کے قریب پلٹا دیا۔ جس سے ہم نکلے تھے۔ بعض تاجروں نے اس کے لنگر گاہ پر اترنا چاہا۔ لیکن صاحب کشتی نے اترنے سے منع کیا۔ اس کے بعد پھر ہوا درست ہو گئی۔ اور ہم روانہ ہوئے جب وسط دریا میں پہنچے۔ پھر وہی ہولناک منظر پیش آیا۔ اور جو حالت پہلی مرتبہ پیش آئی تھی۔ وہی پیش آئی، پھر ہوا موافق ہوئی، اور ہمیں خشکی کے پہاڑ نظر آئے۔

## بندرگاہ الکرش، ایک عجیب گرجا، ایک عجیب راہب

اب ہم نے ایک لنگر گاہ کا ارادہ کیا جسے الکرش کہتے ہیں، جب ہم نے اس میں داخل ہونا چاہا تو ان لوگوں نے جو پہاڑ پر تھے ہم سے اشارہ سے کہا۔ داخل مت ہونا۔ اب ہمیں اپنی جان کا خوف ہوا۔ اور گمان گذرا کہ یہاں دشمنوں کی جنگی کشتیاں ہیں۔ اس لئے ہم خشکی کے قریب پلٹے جب خشکی کے قریب ہوئے تو میں نے صاحب کشتی سے کہا۔ کہ ہمارا یہاں اترنے کا ارادہ ہے۔ اس نے مجھے ساحل پر اتار دیا۔ یہاں میں نے ایک گرجا دیکھا وہاں گیا تو اس میں ایک راہب کو پایا، اور گرجا کی دیوار میں ایک عربی شخص کی تصویر دیکھی۔ جس کے سر پر عمامہ گلے میں تلوار اور ہاتھ میں برچھا ہے، اور اس کے سامنے چراغ جل رہا ہے۔ میں نے اُس راہب سے دریافت کیا کہ یہ کس کی صورت

ہے۔ اس نے کہا یہ صورت اس نبی کی ہے جس کا نام علی ہے۔ مجھے اس کے کہنے سے بڑا تعجب ہوا۔ الغرض ہم اس گرجا میں شب باش رہے۔

## دشت قفچاق کے سخت کوش اور محنت کش باشندے

یہ مقام جہاں ہم اترے تھے۔ ایک صحرا تھا۔ جسے دشت قفچاق[1] کہتے ہیں۔ دشت ترکی زبان میں صحرا کو کہتے ہیں۔ نہ اس میں کوئی درخت ہے، نہ پہاڑ، نہ ٹیلہ ہے۔ نہ آبادی، اور نہ جلانے کی لکڑی۔ گوبر لید جلاتے ہیں۔ یہاں کے بڑے بڑے لوگ تک اُپلے اور خشک لید چن کر اپنے کپڑوں کے دامنوں میں رکھتے ہیں۔ اس صحرا میں سوا گاڑی کے کسی چیز پر سفر نہیں کرتے۔ اس دشت کی چھ مہینے کی مسافت ہے۔ تین مہینے تو السلطان محمد اوزبک کے بلاد میں۔ اور تین دوسرے سلطان کے بلاد میں ہمارے لنگر گاہ پر پہنچنے سے دوسرے دن ہمارے ساتھیوں میں سے بعض تاجر اس صحرا میں ایک گروہ کی طرف جسے قفچاق کہتے ہیں۔ متوجہ ہوئے، یہ لوگ دین نصاریٰ کے متبع ہیں۔ ان سے ایک گاڑی کرایہ کی جسے گھوڑا کھینچتا تھا۔ ہم اس پر سوار ہو کر شہر کفار میں وارد ہوئے۔ یہ ایک بڑا شہر مستطیل شکل کا سمندر کے کنارے واقع ہے۔ یہاں کے باشندے نصاریٰ ہیں، اور اکثر ان میں سے جنیوا[2] کے رہنے والے ہیں۔ ان کا ایک امیر ہے، جو وندیر کے نام سے مشہور ہے، ہم یہاں مسلمانوں کی مسجد میں اترے۔

جب دوسرا دن ہوا تو ہمارے پاس الامیر آیا۔ اور کھانا تیار کرایا۔ ہم نے اسی کے پاس کھانا کھایا اور شہر میں پھرے۔ وہاں کے بازار بہت اچھے تھے۔ لیکن باشندے کل کفار تھے۔ ہم یہاں کے بندرگاہ میں اترے۔ یہ عجیب بندرگاہ تھا۔ جس میں تقریباً جنگی اور سفری سو چھوٹی بڑی کشتیاں تھیں یہ دنیا کی مشہور بندرگاہوں میں سے ہے۔

## شہر قرم میں داخلہ، سلطان معظم ازبک خاں کے ممالک محروسہ

پھر شہر القرم میں وارد ہوئے، یہ بڑا اور خوب صورت شہر السلطان المعظم محمد اوزبک خان کے بلاد میں سے ہے۔ اسی کی طرف سے یہاں امیر مقرر ہے۔ اس کا نام تلکتمور تھا۔ اس امیر

---

[1] مغل خاندان قفچاق نسل سے تھا۔

[2] اٹلی کا ایک شہر۔

کے خادموں میں سے ایک راستہ میں ہمارے ساتھ تھا۔ اُس نے امیر مذکور سے ہمارے آنے کے متعلق کہہ دیا تھا۔ اس نے اپنے امام سعد الدین کے ساتھ ایک گھوڑا بھیج دیا۔ یہاں ہم اس مقام کے شیخ۔ زادہ خراسان کے زاویہ میں اُترے۔ اس شیخ نے ہمارا بڑا اکرام کیا۔ مرحبا کہا۔ اور نہایت حسن وسلوک سے پیش آیا۔ یہاں کے لوگ اس کی بہت عظمت کرتے ہیں۔

اس شہر میں یہاں کے قاضی شافعیہ سے بھی ملا۔ ان کا نام خضر ہے۔ الفقیہ المدرس علاء الدین الاصی سے بھی ملاقات کی۔ اور اُن خطیب الشافعیہ ابابکر سے ملا جو اس شہر میں الملک الناصر رحمۃ اللہ کی تعمیر کرائی ہوئی مسجد الجامع میں خطیب ہیں۔ اور الشیخ الصالح مظفر الدین سے ملاقات کی، جو رومیوں میں سے تھے، مشرف باسلام ہو گئے ہیں۔ ان کی اسلامی حالت نہایت اچھی اور ٹھیک ہے نیز الشیخ الصالح العابد مظہر الدین سے بھی نیاز حاصل کیا۔ آپ بلند پایہ فقہا میں سے ہیں۔ الامیر تلکتمور سر نیص تھا۔ میں اس کے پاس گیا۔ اس نے ہمارا اکرام کیا۔ اور حسن سلوک سے پیش آیا۔ وہ السلطان محمد اوزبک کے پایہ تخت جا رہا تھا۔ میں نے بھی اس کی معیت میں جانے کا ارادہ کر لیا۔

## ترکستان کی عجیب و غریب گاڑیاں جو سفر میں استعمال ہوتی ہیں

یہاں کے باشندے گاڑیوں کو عربہ کہتے ہیں۔ یہ گاڑیاں ایک سواری کے لئے ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جن میں چار بڑے پہیے لگے ہوتے ہیں۔ کسی کو دو گھوڑے کھینچتے ہیں۔ اور کسی کو زیادہ۔ بیل اور اونٹ بھی انہیں کھینچتے ہیں۔ یہ گاڑیوں کے بھاری اور ہلکے ہونے کے لحاظ سے ہے۔ عربہ کا نوکر اُن گھوڑوں میں ایک پر سوار ہوتا ہے۔ جو اسے کھینچتے ہیں۔ اس پر زین کسی ہوتی ہے۔ اور اُس سوار کے ہاتھ میں کوڑا ہوتا ہے۔ جس سے وہ ہانکتا ہے۔ اور ایک بڑی لکڑی ہوتی ہے۔ جب خلاف مقصود کج ہوتی ہے۔ تو اسی سے سیدھا کر لیتے ہیں۔ عربہ کے اوپر قبہ کے مشابہ لکڑیاں کھال کے تسموں سے ایک کو دوسری سے ملا کر باندھ لیتے ہیں۔ یہ وزن میں بہت ہلکا ہوتا ہے۔ اس پر نمدا منڈھا ہوتا یا کسی چیز کا غلاف چڑھا ہوتا ہے۔ اس میں جالی دار کھڑکیاں ہوتی ہیں جن سے وہ شخص جو گاڑی کے اندر ہے۔ لوگوں کو دیکھ سکتا ہے۔ لیکن وہ نہیں دیکھ سکتے۔ سوار جس طرح چاہے اس میں لوٹ پوٹ سکتا ہے۔ سو سکتا۔ اور پڑھ لکھ سکتا ہے۔ اور برابر مسافت طے ہوتی رہتی ہے۔

وہ گاڑیاں جو باربرداری۔ سامان لادنے اور اشیائے خورد و نوش لے جانے کے لئے ہوتی ہیں۔ ان پر بھی اسی مکان کے مشابہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور اس پر قفل لگا دیتے

ہیں۔ جب میں نے سفر کا ارادہ کیا تو اپنی سواری کے لئے ایک ایسی گاڑی کرایہ کی جس پر نمدہ چڑھا ہوا تھا۔ اس میں میرے ساتھ ایک جاریہ بھی تھی۔

## ترک جانور کس طرح چراتے ہیں اور چور کو سزا کیسی دیتے ہیں

ترکوں کی عادت ہے کہ صحرا میں اسی طرح سیر کیا کرتے ہیں۔ جس طرح حاجی حجاز کے ریگستان میں سیر کرتے ہیں۔ بعد نماز صبح کوچ کرتے ہیں دن چڑھے اتر پڑتے ہیں۔ ظہر کے بعد پھر کوچ کرتے ہیں۔ اور شام کو اتر پڑتے ہیں۔ جہاں اترتے ہیں۔ گھوڑوں، اونٹوں۔ اور بیلوں کو گاڑیوں سے کھول دیتے ہیں۔ اور رات اور دن چرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ کسی بھی چوپائے کو السلطان وغیرہ کسی کے یہاں سے چارہ نہیں ملتا۔ اس صحرا کی خاصیت یہ ہے۔ کہ یہاں کی نباتات جانوروں کے لئے جو کے قائم مقام ہے ایسی وجہ ہے کہ یہاں چوپاؤں کی بڑی کثرت ہے، اور نہ ان کے لئے کوئی چرانے والا مقرر ہے۔ اور نہ محافظ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے چوری کے جرم میں احکام بہت سخت ہیں۔ یعنی یہ حکم ہے کہ اگر کسی کے پاس چوری کا گھوڑا نکل آئے تو وہ گھوڑا اس کے مالک کو وہ چور لوٹائے گا۔ اور ویسے ہی نو گھوڑے اور بطور جرمانہ کے دے گا۔ اگر وہ اس پر قادر نہ ہو سکا۔ تو اس کی اولاد اس کے عوض لی جائے گی۔ اور اگر اس کے اولاد نہ ہوئی تو وہ چوری کرنے والا اس طرح ذبح کر ڈالا جاتا ہے۔ جس طرح بکری ذبح کی جاتی ہے۔

# ایک جفاکش اور
# جنگجو قوم کی
# داستانِ عجیب

## ترکی کھانے، ترکی مشروبات، ترکی گھوڑے

یہ ترک روٹی نہیں کھاتے، اور نہ کوئی گاڑھا کھانا۔ بلکہ ایک قسم کا کھانا، ایک چیز سے بناتے ہیں، جو انہیں کے پاس ہوتی ہے، اٹی کے مشابہ اسے وہ الدوقی کہتے ہیں۔ آگ پر پانی چڑھا دیتے ہیں جب اس میں جوش آجاتا ہے۔ تو اسی دوقی میں سے اس میں کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اگر اُن کے پاس گوشت ہوتا ہے، تو اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ لیتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ پکا لیتے ہیں۔ پھر ہر شخص کا حصہ پیالوں میں علیحدہ کر دیا جاتا ہے اس پر میٹھا دودھ ڈالتے ہیں۔ اور اُسے پی جاتے ہیں۔ پھر اس پر گھوڑی کا دودھ پیتے ہیں۔ اسے یہ القمز کہتے ہیں۔

یہ لوگ نہایت قوی اور مضبوط اور نیک مزاج ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایک خاص قسم کا کھانا استعمال کرتے ہیں۔ جسے یہ البورخانی کہتے ہیں۔ یہ گوندھا ہوا آٹا ہوتا ہے۔ جس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے ہیں۔ اور ان کے درمیان میں سوراخ کر کے ایک ہانڈی میں رکھ دیتے ہیں۔ جب پک جاتے ہیں۔ تو ان پر میٹھا دودھ ڈالتے ہیں۔ اور پی جاتے ہیں۔ اور ایک قسم کا نبیذ بھی الدوقی کے دانوں سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، تیار کرتے ہیں۔ حلوہ کھانے کو معیوب خیال کرتے ہیں۔ میں ایک دن السلطان اوزبک کے یہاں رمضان میں گیا۔ گھوڑے کا گوشت لایا گیا۔ یہ لوگ یہ گوشت زیادہ کھاتے ہیں۔ اور بھیڑ کا گوشت بھی تھا۔ اور الرشتا یہ لچھوں کے مشابہ تھا، جسے پکاتے ہیں۔ اور دودھ کے ساتھ پیتے ہیں۔ میرے پاس اس شب کو ایک تھال حلوے کا بھی لایا گیا۔ جسے میرے بعض ساتھیوں نے بنایا تھا۔ اُسے میرے سامنے بڑھا دیا۔ میں نے اس میں اپنی انگلی ڈالی، اور منہ میں رکھا۔ الامیر تلکتمور نے مجھ سے بیان کیا کہ اس سلطان کے غلاموں میں سے ایک بڑا شخص تھا۔ اس کی اولاد اور اولاد کی تقریباً چالیس اولادیں تھیں۔ ایک دن اس سے السلطان نے کہا۔ اگر

تو حلوہ کھالے تو میں مع تیری اولاد کے آزاد کر دوں گا۔ لیکن اُس نے انکار کر دیا۔ اور یہ کہا اگر تو مجھے قتل بھی کر دے، جب بھی میں نہ کھاؤں گا۔

پھر شہر القرم سے اٹھارہ منزل مسافت طے کرنے کے بعد ہم ایک بڑے گھاٹ پر پہنچے، جس میں پورے ایک دن ہمیں چلنا پڑا، چونکہ اس پانی میں چوپاؤں اور گاڑیوں کی بہت کثرت تھی، اس لئے کیچڑ ہو گیا تھا۔ اور تکلیف بڑھ گئی تھی۔ امیر کو میری راحت کا خیال ہوا۔ اور مجھے اپنے بعض خدام کے ساتھ آگے روانہ کر دیا۔ اور امیر ازاق کے نام میرے لئے ایک خط لکھ دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ میں بادشاہ سے ملنا چاہتا ہوں، اور اس سے میرے اعزاز و اکرام کے لئے تاکید کر دی تھی۔ ہم برابر مسافت طے کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک گھاٹ پر پہنچے۔ جس میں نصف دن چلنا پڑا۔ پھر ہم نے تین دن تک مسافت طے کی۔

## شہر ازاق میں ورود اور وہاں کے حالات و واقعات

پھر شہر ازاق میں وارد ہوئے۔ یہ مقام ساحل البحر پر واقع ہے، اس کی آبادی اچھی ہے، یہاں جنٹوا[۱] وغیرہ کے لوگ تجارت کے لئے آیا کرتے ہیں۔ یہاں الفتیان اخی بجقجی اکابر شہر میں سے تھا، ہر وارد و صادر کو کھانا کھلایا کرتا تھا۔ حسب الامیر تلکتمور کا امیر ازاق کو خط پہنچا۔ جس کا نام محمد خواجہ الخوارزمی تھا۔ تو میرے استقبال کے لئے نکلا اس کے ساتھ قاضی اور طلبہ تھے۔ اور ہمارے لئے کھانا بھیجا۔ جب ہم نے اسے سلام کر لیا۔ تو ایک مقام پر اترے اور وہیں کھانا کھایا۔ پھر شہر پہنچے، اور اس کے باہر ایک کنڈ کے قریب جو خضر اور الیاس علیہما السلام کی طرف نسبت کیا جاتا ہے اترے۔ ایک شخص باشندگان ازاق میں سے آیا، جس کا نام رجب النہر نانی تھا۔ اس نے اپنے زاویہ میں نہایت اچھی ضیافت کی۔ ہمارے آنے کے دو دن بعد الامیر تلکتمور آیا۔ اور الامیر محمد اس کے ملنے کے لئے نکلا۔ اور بڑے پیمانے پر ضیافت کا سر و سامان بہم پہنچایا۔ تین بڑے بڑے خیمے ایک دوسرے سے متصل لگائے۔ جن میں سے ایک رنگین ریشم کا نہایت عجیب تھا۔ اور دو کتان کے تھے۔ اور اس کے گرد اگرد سراچہ[۲] قائم کیا۔ جسے ہمارے یہاں

---

۱۔ یہ جنیوا نہیں، جنوا ہے۔ اٹلی کا ایک مقام۔

۲۔ فارسی کا لفظ ہے مد سراچہ۔

انراج کہتے ہیں۔ اس کے باہر ایک دہلیز قائم کی جو برج کی شکل کے مشابہ تھی جب الامیر اترا تو اس کے سامنے سرخ ریشم کا فرش بچھایا گیا۔ اس کے مکارم اور فضل میں سے یہ بات ہے، کہ اس نے مجھے اپنے آگے کر دیا۔ تاکہ امیر اس کے نزدیک میری منزلت کا اندازہ کرے۔

پھر ہم پہلے خیمے کی طرف پہنچے وہی خیمہ اس کے جلوس کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ صدر میں ایک مرصع چوبی تخت تھا، اور اس پر ایک عمدہ مسند لگی ہوئی تھی۔ امیر نے مجھے اپنے آگے کر دیا اور شیخ مظفر الدین کو بھی آگے کیا۔ اور تخت پر چڑھ کر ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گیا۔ ہم سب مسند پر تھے۔ پھر قاضی اور خطیب بیٹھے۔ ان سب کو تخت کی بائیں جانب فاخرہ فرشوں پر بیٹھنے کا حکم ہوا تھا۔ امیر تلکتمور کا بیٹا اور اس کا بھائی اور امیر محمد اور اس کی اولاد خدمت کے لئے کھڑے رہے۔ پھر گھوڑوں کے گوشت وغیرہ کا کھانا لایا گیا۔ اور گھوڑی کا دودھ بھی لائے، پھر البوزہ لائے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد قاریوں نے خوش الحانی کے ساتھ قرارت کی پھر ممبر رکھا گیا۔ اس پر واعظ چڑھا۔ اس نے بلیغ خطبہ پڑھا۔ امیر، سلطان، حاضرین سب کے لئے دعا کی خطبہ عربی زبان میں دیتا۔ پھر ترکی زبان میں اس کا مطلب بیان کر دیتا[1] تھا۔ اس اثنا میں قاری کچھ آیات نہایت دردناک لہجہ میں بار بار پڑھتے تھے۔ پھر محفل سماع منعقد ہوئی۔ عربی زبان میں گاتے تھے۔ یہ لوگ اسے القول[2] کہتے ہیں۔ پھر فارسی اور ترکی زبانوں میں گانا ہوا، اسے یہ الملمع کہتے ہیں، پھر دوسرا کھانا آیا۔ الغرض شام تک یہی ہوتا رہا۔ جب میں وہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔ تو امیر روک لیتا تھا۔

## ترکستان میں گھوڑوں کی بے پناہ کثرت، اور ان کا کاروبار

اس علاقہ میں گھوڑوں کی بہت کثرت ہے۔ ان کی قیمت بہت کم ہوتی ہے۔ نہایت اچھے گھوڑے کی قیمت پچاس یا ساٹھ درا ہم سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اس دینار کی قیمت ہمارے دیناروں کے مساوی یا قریب ہوتی ہے، یہ وہی گھوڑے ہیں، جنہیں مصر میں الاکادیش کہتے ہیں یہی یہاں کے باشندوں کی معاش ہے، یہاں یہ اس طرح ہیں، جیسے ہمارے ہاں بھیڑیں۔ بلکہ

---

[1] کیا زمانہ کا انقلاب ہے، "اتا ترک" کے دور میں تو اذان تک ترکی زبان میں ہونے لگی۔ کیا اسلاف تھے۔ کیا اخلاف! ـــ یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے۔

[2] جسے ہم قوالی کہتے ہیں۔

اس سے بھی زائد۔ ان بلاد میں جو ترک گھوڑوں والے ہیں۔ اُن کا اصول یہ ہے کہ جن گاڑیوں میں اُن کی عورتیں سوار ہوتی ہیں۔ اس کے ڈنڈے میں بالشت بھر نمدہ کا ٹکڑا ایک پتلی لکڑی میں جو گز بھر لمبی ہوتی ہے۔ لگا دیتے ہیں۔ ہر ہزار گھوڑوں پر ایک ٹکڑا ہوتا ہے۔ ان میں میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں۔ جن کی گاڑیوں میں دس دس ٹکڑے لگے ہیں۔ اور ایسے بھی جن کی گاڑیوں میں اس سے کم ہیں، یہ گھوڑے بلاد کی طرف لے جائے جاتے ہیں۔ ایک ایک غول میں چھ چھ ہزار اور اس سے زائد ہوتے ہیں۔ اور کم بھی ہر تاجر کے سو سو اور دو دو سو اور اس سے کم و بیش ہوتے ہیں۔ پچاس گھوڑوں پر تاجر چرواہا مقرر کرتا ہے۔ جو ان کی نگرانی کرتا رہتا۔ اور بھیڑوں کی طرح چراتا ہے۔ ایسے یہ لوگ القشی کہتے ہیں۔ ان میں سے ایک پر سوار ہو جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبی لکڑی ہوتی ہے۔ اور اُس میں رسی بندھی ہوئی جب چاہتا ہے کہ ان میں سے کسی گھوڑے کو اپنی سواری میں لے لے تو اس گھوڑے کو جس پر سوار ہے۔ اس کے مقابل لے آتا ہے، اور اُس کی گردن میں رسی ڈال دیتا ہے۔ اسے کھینچتا ہے، اور سوار ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا چرنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

## ترکی گھوڑے کی سندھ میں قدر و قیمت

جب سرزمین سندھ میں آتے ہیں۔ تو گھاس کھلاتے ہیں۔ چونکہ سرزمین سندھ کی نباتات جو کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ اس لئے بہت سے مر جاتے ہیں۔ اور چوری بھی ہو جاتے ہیں۔ سرزمین سندھ میں فی گھوڑا سات دینار چاندی کے مقام ششنقار میں محصول لئے جاتے ہیں۔ اور ان پر ملتان میں بھی جو سندھ کا پایہ تخت[1] ہے۔ محصول لیا جاتا ہے۔ پہلے یہ دستور تھا کہ منافع میں سے چوتھائی محصول لیا جاتا تھا۔ اسے بادشاہ ہند سلطان محمد[2] نے اٹھا دیا۔ اور حکم نافذ کیا کہ مسلمان تاجروں سے زکوٰۃ لی جایا کرے۔ اور کفار تاجروں سے عشر، باوجود اس کے تاجروں کو بہت نفع ہوتا ہے۔ کیونکہ جو بہت سستا گھوڑا

---

[1] گویا محمد بن قاسم سے لے کر ابن بطوطہ کے زمانے تک بلکہ بعد میں بھی عرصہ تک ملتان سندھ کا پایۂ تخت رہا ہے۔

[2] محمد تغلق۔

ہوتا ہے۔ وہ بھی بلاد ہند میں سو دینار دراہم میں فروخت ہوتا ہے۔ جس کا نرخ مغربی سونے کے حساب سے پچیس ۲۵ دینار کا ہوتا ہے۔ کبھی اس سے دوگنی قیمت پر بھی فروخت کر ڈالتے ہیں۔ اور کبھی چوگنی پر۔ اچھا گھوڑا پانچ سو دینار کے برابر ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ باشندگان ہند انہیں دوڑ انے اور مقابلہ کی دوڑ کے لئے نہیں خریدتے کیونکہ یہ جنگوں میں زرہیں پہنتے ہیں۔ اور گھوڑوں کو بھی زرہیں پہناتے ہیں۔ بلکہ یہ گھوڑے کی قوت اور اس کی چال کی وسعت کو مدِ نظر رکھتے ہیں۔ جو گھوڑے مقابلہ کی دوڑ کے لئے لیتے ہیں، وہ یمن عمان اور فارس سے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک گھوڑا ہزار ہزار دینار سے لے کر چار ہزار دینار تک خریدا جاتا ہے۔ جب امیر تلکتمور یہاں سے چلا گیا تو میں تین دن اور مقیم رہا۔ یہاں تک کہ الامیر محمد خواجہ نے میرا تمام سامانِ سفر درست کر دیا۔ پھر میں روانہ ہو کر شہر الماجر میں وارد ہوا۔ یہ شہر بڑا اور ترکوں کے نایاب ترین شہروں میں سے نہر کبیر پر واقع ہے۔ یہاں باغات اور پھل بکثرت ہیں۔ ہم یہاں شیخ صالح عابد العمر محمد البطائحی کے زاویہ میں اترے۔ یہ الشیخ احمد الرفاعی قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ اس خانقاہ میں تقریباً ستر فقرا ء باشندگان عرب، فارس، ترک اور روم تھے۔ بعض کے ان میں سے بال بچے تھے۔ اور بعض مجردانہ زندگی بسر کرتے تھے۔

## ایک ہم وطن یہودی سے ملاقات اور بات چیت

اس شہر کے گدڑی بازار میں میں نے ایک یہودی کو دیکھا۔ اس نے مجھے سلام کیا۔ اور زبان عربی میں بات چیت کی۔ میں نے پوچھا کہاں کے رہنے والے ہو، اس نے بتلایا کہ اندلس کا رہنے والا ہوں، اور وہاں سے خشکی کے راستہ آیا ہوں۔ بحری سفر بالکل نہیں کیا۔ اور قسطنطنیۂ عظمیٰ بلاد روم، بلاد چرکس کے راستے سے آیا ہوں۔ اس نے مجھے بتایا کہ اسے اندلس سے نکلے ہوئے چار مہینے کا عرصہ گزر چکا ہے۔

# ترکوں کی نظر میں

# عورتوں کی

# عظمت و وقعت

## ترک خواتین کی شان شکوہ اور دبدبہ و طنطنہ کی داستان

یہاں کے باشندے عورتوں کی بے انتہا تعظیم کرتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہاں کی عورتیں بہ نسبت مردوں کے زیادہ شان والی ہیں۔ امراء کی عورتوں میں سے جسے میں نے پہلے دیکھا وہ امیر سلطیہ کی بیوی خاتون تھی جو اپنی ذاتی گاڑی میں سوار تھی۔ اس پر نہایت عمدہ نیلگوں پوشش پڑی ہوئی تھی۔ نشست کی کھڑکیاں اور دروازے کھلے ہوئے تھے۔ اس کے سامنے چار جوان حسین چھوکریاں نادر لباس سے ملبوس بیٹھی ہوئی تھیں۔ اور پیچھے تمام گاڑیوں کا سلسلہ تھا۔ ان میں بھی چھوکریاں سوار تھیں۔ جب امیر کا مکان آیا تو اپنی گاڑی سے زمین پر اتر پڑیں۔ اور چھوکریاں بھی اتریں۔ یہ سب اپنے دامن سمیٹے ہوئے تھیں۔ ان کے کپڑوں میں گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں۔ ہر چھوکری اپنی گھنڈی پکڑے ہوئی تھی اور ہر طرف سے زمین سے اپنے دامن اٹھائے ہوئے تھی۔ یہ سب بڑے ناز و انداز سے اٹھلا اٹھلا کر چل رہی تھیں جب وہ امیر کے پاس پہنچی تو کھڑا ہو گیا۔ اسے سلام کیا۔ اور اپنے ایک جانب بٹھا لیا۔ اور اس کی تمام چھوکریاں حلقہ بند ہو گئیں۔ پھر قمز۔ یا گھوڑے کے دودھ کے کوزے آئے اس خاتون نے اس میں سے ایک پیالے میں ڈالا اور امیر کے سامنے دوزانو بیٹھ کر پیالہ پیش کیا۔ اس نے پی لیا۔ پھر امیر کے بھائی کو پلایا۔ پھر امیر نے خاتون کو پلایا۔ کھانا آیا۔ میں نے امیر کے ساتھ کھایا۔ پھر میں چلا آیا۔ امراء کی عورتوں کی اسی طرح ترتیب ہے۔ بادشاہ کی عورتوں کا ہم عنقریب اس کے بعد ہی ذکر کریں گے۔ دوکانداروں اور بازاروں کی عورتوں کو میں نے دیکھا۔ ان میں سے بھی ایک گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اور گھوڑے اسے کھینچتے تھے۔

اور اس کے سامنے بھی تین یا چار چھوکریاں تھیں۔ جو اپنے دامن اٹھائے ہوئے تھیں۔ اور اس کے سر پر البغطاق رکھا ہوتا ہے۔ یہ ایک خاص قسم کی ٹوپی جواہرات سے مرصع کار ہوتی ہے۔ اُس کے اوپر مور کے پر لگے ہوتے ہیں۔ گاڑی کے پٹ کھلے ہوتے ہیں۔ اور وہ منہ کھولے ہوئے بیٹھی ہوتی ہے۔ کیونکہ ترکوں کی عورتیں پردہ نہیں کرتیں۔ بعض اسی ترتیب سے آتی ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے غلام بھیڑیاں اور دودھ لئے ہوتے ہیں۔ اکثر عورتوں کے ساتھ ان کے شوہر بھی ہوتے ہیں۔ دیکھنے والے کو یہ گمان ہوتا ہے۔ یہ کوئی خادم ہے۔ اس کے جسم پر سوا بھیڑ کی کھال کے ایک جبہ کے اور کوئی کپڑا نہیں ہوتا۔ اور سر پر مناسب ٹوپی ہوتی ہے۔ جسے یہ الکلا[1] کہتے ہیں۔

---

[1] یعنی کلاہ۔

# اردوے شاہی

## سلطان المعظم محمد ازبک خان کا دربار دُربار

## آداب شاہی، رسوم سلطانی، آئین خسروی، آداب حیات۔

ہم شہر الماجر سے بقصد معسکر[1] سلطان روانہ ہوئے اس کی الماجر سے چار روز کی مسافت تھی۔ ایک مقام میں واقع تھا۔ جسے بِش دغ کہتے ہیں۔ بِش ان کی زبان میں پانچ کو کہتے ہیں۔ اور دَغ کے معنی پہاڑ ہیں۔ اس پنجکوہ میں پانی کا ایک چشمہ ہے۔ جس میں ترک نہاتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جو اس میں نہاتا ہے۔ اسے کبھی کوئی بیماری یا مرض نہیں ہوتا۔ ہم نے اس مقام سے محلہ سلطانی کی طرف کوچ کیا۔ رمضان کی پہلی کو پہنچے دیکھا کہ محلہ کوچ کر چکا ہے۔ اس لئے ہم اسی مقام پر پھر واپس چلے آئے۔ جہاں سے کوچ کیا تھا۔ اس لئے کہ محلہ یا لشکر اسی مقام کے قریب پڑاؤ کرنے والا تھا۔ میں نے وہیں ٹیلہ پر اپنا خیمہ گاڑ دیا۔ اور خیمہ کے سامنے اپنا جھنڈا لگا دیا۔ اور گھوڑے اور گاڑیاں اس کے پیچھے کر دیں۔ اور محلہ یا لشکر آیا۔ یہ لوگ اسے اُرْدُو[2] کہتے ہیں۔ یہ مجھے ایک بہت بڑا شہر سا نظر آیا جس میں لوگ پھر رہے ہیں اس میں مسجدیں بھی ہیں۔ اور بازار بھی۔ باورچی خانوں کے دھوئیں ہوا میں اڑ رہے ہیں۔ یہ کوچ کی حالت میں بھی پکاتے رہتے ہیں۔ اور گاڑیوں کو ان میں جوتے ہوئے کھینچتے رہتے ہیں۔ جب منزل پر پہنچتے ہیں۔ تو خیمے گاڑیوں سے اتار کر زمین پر لگاتے ہیں۔ سفر کی وجہ سے یہ ہلکے بنے ہوتے ہیں۔ اسی طرح مسجدیں اور دکانیں بھی بناتے ہیں۔ ہمارے قریب خواتین سلطان کا گزر ہوا۔ ہر خاتون اپنے آدمیوں کے ساتھ علیحدہ تھی۔ جب ان میں سے چوتھی خاتون گذری یہ امیر عیسیٰ بک کی لڑکی

---

[1] یعنی چھاؤنی۔

[2] یہ لفظ لشکر کے معنی میں تاتاری (مغل) شہنشاہ ہندوستان لائے۔ جہاں ایک نئی زبان لشکریوں کے میل جول سے عالم وجود میں آئی۔ جو اب تک "اردو" کے نام سے موسوم ہے۔

تھی۔ جس کا ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ تو اس نے ٹیلہ کے اوپر اور اس کے سامنے جھنڈا دیکھا۔ جو وارد کی علامت ہے۔ چھوکرے اور چھوکریاں بھیجیں۔ انہوں نے آکر ہمیں سلام کیا۔ اور مجھے اپنی مالکہ کا سلام پہنچایا وہ ٹھہری ہوئی۔ ان کا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے اس کی خدمت میں اپنے بعض ساتھیوں اور الامیر تلکتمور کے معرفت کے ساتھ ہدیہ بھیجا۔ اس نے اسے تبرکاً بوسہ دیا۔ اور حکم دیا کہ میں اس کے جوار میں اتروں اور چل دی سلطان آیا۔ اور اپنے محلہ میں علیحدہ اترا،

## عظیم المملکت اور شدید القوت سلطان اور اس کی خواتین

اس کا نام محمد اوزبک ہے۔ ان کی زبان میں خان کے معنی سلطان کے ہیں۔ یہ سلطان عظیم المملکت، شدید القوت، کبیر الشان اور رفیع المکان ہے۔ باشندگان قسطنطنیہ عظمی[1] جو خدا کے دشمن ہیں۔ ان کے حق میں بڑا قاہر۔ اور ان کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اس کے بلاد نہایت وسیع اور شہر بہت بڑے ہیں۔ ان میں سے الکفا، القرم، الماجر، ازاق، سرواق (سوداق) خوارزم[2]۔ اس کا پایۂ تخت اور دارالسلطنت ہے، ان سات بادشاہوں میں جو دنیا کے بڑے اور عظیم الشان بادشاہ شمار کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہمارے آقا امیر المومنین ارضی خداوندی ظل اللہ اس منتخب گروہ کے امام جو ہمیشہ قیام قیامت تک حق پر ظاہر رہنے والے ہیں۔ اللہ ان کا حل و عقد میں مددگار رہے اور فتح سے ان کی عزت بڑھائے، دوسرا سلطان مصر والشام تیسرا السلطان العراقین چوتھا یہ سلطان اوزبک۔ پانچواں سلطان بلاد ترکستان[3] اور ماوراء النہر۔ چھٹا ہند۔ ساتواں سلطان الصین (چین) یہ سلطان جب سفر کرتا ہے تو مع اپنے غلاموں اور ارباب دولت کے علیحدہ سفر کرتا ہے، اور اس کی خاتونوں میں ہر خاتون اپنے محلہ میں علیحدہ ہوتی ہے، جب کسی کے پاس رہنے کا ارادہ کرتا ہے،

---

[1] اس وقت تک قسطنطنیہ فتح نہیں ہوا تھا۔ ترک صرف ایشیائے تک محدود تھے۔ لیکن اسے فتح کر لینے کی آرزو ان کے دل میں تڑپ رہی تھی۔

[2] یہ علاقہ اب روس کے قبضے میں ہے، اور اس کی نئی نسلیں اسلام سے دور ہوتی جا رہی ہیں، کبھی یہی علاقہ حدیث و تفسیر، فقہ و کلام اور رشد و ہدایت کا مرکز تھا۔ بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے؟

[3] وہ چینی ترکستان کا وسیع و عریض علاقہ مراد ہے، جس پر ماؤزے تنگ کی اشتراکی حکومت قابض ہے، یہ علاقہ بھی علوم اسلامیہ کا گہوارہ تھا۔

تو اطلاع جو بتاہے، وہ اُس کے لئے آمادہ و مستعد رہتی ہے، اس کے انداز نشست، سفر اور دیگر امور میں عجیب و بدیع ہیں۔

سلطان کا معمول ہے کہ جمعہ کے دن نماز کے بعد ایک قبہ میں بیٹھتا ہے، جسے قبۃ الذہب کہتے ہیں۔ اس کی نہایت نادر زینت ہوتی ہے۔ یہ لکڑی کے تختوں کا بنا ہوتا ہے۔ جس پر سونے کے پتر منڈھے ہوتے ہیں۔ اس کے درمیان میں لکڑی کے تختوں کا ایک تخت ہوتا ہے۔ اس پر چاندی کے پتر سنہرے ملمع کے منڈھے ہوتے ہیں۔ اس کے پائے خالص چاندی کے ہوتے ہیں اور ان کے سر جواہرات سے مرصع ہوتے ہیں۔ سلطان تخت پر بیٹھ جاتا ہے، اس کی داہنی جانب خاتون طیطغلی ہوتی ہے، پھر اس کے بعد خاتون کبک اور بائیں جانب خاتون بیلوں، اور پھر خاتون اردجی تخت سے نیچے داہنی طرف سلطان کا بیٹا تین بک۔ اور بائیں جانب دوسرا بیٹا جان بک اور سلطان کے سامنے اس کی بیٹی ایت کجک بیٹھی ہے۔ جب ان میں سے کوئی آتی ہے، تو سلطان کھڑا ہوجاتا ہے۔ اور اسے اپنے ہاتھ سے سہارا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تخت پر چڑھ آتی ہے۔ لیکن طیطغلی کہ وہی ملکہ سب میں زیادہ محبوب ہے، اس کا استقبال باب القبہ تک کرتا ہے، اسے سلام کرتا ہے، اور دست گیری کرکے تخت پر چڑھاتا ہے۔ جب تخت پر چڑھ کر بیٹھ لیتی ہے، تب یہ بیٹھتا ہے۔ یہ سب بلا پردہ لوگوں کی نظروں کے سامنے ہوتا رہتا ہے، اس کے بعد کبار امرا آتے ہیں، ان کے لئے داہنی اور بائیں طرف کرسیاں ڈالی جاتی ہیں۔ ان میں سے جب کوئی شخص سلطان کی مجلس میں آتا ہے، تو اس کے ساتھ اس کا غلام کرسی لئے آتا ہے۔ سلطان کے سامنے تمام شاہزادے اس کے بنی عم، بھائی اور اقارب ٹھہرتے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں باب القبہ کے قریب امراء کبار کی اولادیں۔ اور ان کے پیچھے داہنی اور بائیں سرداران لشکر، پھر تین تین آدمی علیٰ قدر مراتب سلام کے لئے داخل ہوتے ہیں۔ یہ سلام کرکے پھر جاتے ہیں، اور فاصلہ پر بیٹھتے ہیں۔

نماز عصر کے بعد خواتین میں سے ملکہ واپس ہوتی ہے۔ پھر اس کے بعد سب واپس چلی جاتی ہیں۔ اور سب محلہ تک اسے پہنچانے جاتی ہیں۔ جب ملکہ اپنے محلہ یا لشکر میں داخل ہوجاتی ہے۔ تو ہر ایک اپنی گاڑیوں میں سوار ہو کر واپس آجاتی ہے، ہر ایک کے ساتھ تقریباً پچاس چھوکریاں گھوڑوں پر سوار ہوتی ہیں۔ اور گاڑی کے آگے آگے تقریباً بیس عورتیں گھوڑوں

---

۱؎ دنیا کے عظیم و جلیل بادشاہ سب کے سب مسلمان ہی تھے؛ یہ حقیقت آج کیسی ناقابل یقین نظر آتی ہے۔

پر سوار سپاہیوں اور گاڑی کے مابین ہوتی ہیں۔ اور سب کے بعد تقریباً سو نوجوان غلام ہوتے ہیں۔ اور سپاہیوں کے آگے تقریباً سو بڑے غلام سوار۔ اور اتنے ہی پیادے اپنی کمروں میں تلواریں اور چھرے لگائے ہوئے، یہ سواروں اور سپاہیوں کے مابین ہوتا ہے، ان میں سے ہر خاتون کے واپس ہونے اور آنے کے وقت یہی ترتیب ہے۔

میرا مقام محلہ میں سلطان جان بک کے لڑکے کے ہمسایہ میں ہوا تھا۔ اپنے پہنچنے کے دوسرے دن بعد نماز عصر سلطان کے پاس گیا۔ اس وقت وہاں مشائخ۔ قضاۃ، فقہا۔ شرفا۔ اور فقراء جمع تھے۔ اور بہت زیادہ کھانا تیار کرایا گیا تھا۔ میں نے اسی کے حضور میں روزہ افطار کیا۔ اور سید الشرف نقیب الشرفا ابن عبد الحمید اور قاضی حمزہ نے میرے متعلق حضور سلطانی میں کلمات خیر کہے۔ اور سلطان کو میرے اکرام کے متعلق اشارہ کیا۔ یہ ترک نہ آنے والے کا اتارنا بار جانتے ہیں۔ اور نہ خرچ کا اجرا۔ اس کے لئے بھیڑیاں اور ذبح کرنے کے لئے گھوڑے، اور گھوڑی کے دودھ کے کوزے بھیجتے ہیں۔ یہی ان کی بڑی سخاوت ہے، اس کے چند دن بعد میں نے عصر کی نماز سلطان کے ساتھ پڑھی جب رخصت ہونے لگا تو اس نے مجھ سے بیٹھنے کے لئے کہا، کچھ مشروبات لائے گئے۔ جسے الدوقی سے بناتے ہیں۔ پھر بھیڑ اور گھوڑے کا گوشت آیا جو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر مشتمل تھا۔

## خاندان شاہی کی خواتین کی شان و شوکت اور جاہ و جلال کے نظارے

ان میں سے ہر خاتون گاڑی میں سوار ہوتی ہے، اور جس حصہ میں بیٹھتی ہے، وہ یا تو چاندی کا قبہ ہوتا ہے، جس پر سونے کا ملمع ہوتا ہے، یا لکڑی کا مرصع کار ہوتا ہے، جو گھوڑا اس کی گاڑی کھینچتا ہے، اس پر ریشم کی زریں جھول پڑی ہوتی ہے، گاڑی کا ملازم کسی گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوتا ہے، یہ ایک جوان شخص ہوتا ہے۔ اسے القتشی کہتے ہیں۔ الخاتون اپنی گاڑی میں بیٹھی ہوتی ہے، اس کے داہنی طرف ایک اگوا عورت بیٹھی ہوتی ہے، اسے اولو خاتون کہتے ہیں، اس کے معنی وزیرہ کے ہوتے ہیں۔ اور بائیں جانب ایک اور اگوا عورت ہوتی ہے۔ اسے لجک خاتون کہتے ہیں، اس کے معنی حاجبہ کے ہیں۔ اس کے سامنے چھ کم عمر چھوکریاں ہوتی ہیں۔ ان کو نبات کہتے ہیں۔ یہ نہایت جمیلہ اور انتہائی باکمال ہوتی ہیں۔ اس کے پیچھے دو چھوکریاں اور ہوتی ہیں۔ جن پر خاتون تکیہ لگائے ہوتی ہے۔ خاتون کے سر پر البغطاق (ٹوپی) ہوتا ہے، یہ چھوٹے تاج کی طرح ہوتا ہے جس میں جواہرات لگے ہوتے ہیں۔ اور اس کے اوپر موروں کے پر ہوتے ہیں، اس کے جسم پر

ریشمی کپڑے ہوتے ہیں۔ جن پر جواہرات لگے ہوتے ہیں۔ اور المنوت کے مشابہ چوڑو میوں کی پوشش ہے وزیرہ اور حاجبہ کے سر پر ریشم کا مقنع ہوتا ہے جس کے حاشیوں پر سونے کی زرکشی کا کام ہوتا ہے، اور جواہرات لگے ہوتے ہیں۔ دنبات میں سے ہر ایک کے سر پر کلاہ ہوتی ہے، سونے کے دائرے کے اوپر کی جانب جواہرات سے مرصع کاری ہوتی ہے، اور اس کے اوپر مور کے پر لگے ہوتے ہیں۔ ہر ایک ریشم کے زرکار کپڑے پہنے ہوتی ہے جسے نخ کہتے ہیں، خاتون کے سامنے دس پندرہ رومی یا ہندی نوجوان رہتے ہیں۔ یہ بھی ریشم کے زرکار اور جواہرات سے مرصع کپڑے پہنے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک سونے یا چاندی کا عصا رہتا ہے یا لکڑی کا ہوتا ہے، اس پر اُن میں سے کسی کے پتر چڑھے ہوتے ہیں۔ خاتون کی گاڑی کے پیچھے تقریباً سو گاڑیاں اور ہوتی ہیں۔ ہر گاڑی میں تین یا چار بڑی اور چھوٹی چھوکریاں سوار ہوتی ہیں۔ ان کے کپڑے ریشم کے ہوتے ہیں۔ اور سروں پر کلاہ۔ ان گاڑیوں کے پیچھے تقریباً تین سو گاڑیاں اور ہوتی ہیں۔ انہیں اونٹ اور بیل کھینچتے ہیں۔ ان پر خاتون کا خزانہ مال، ملبوسات، سامان اور کھانا بار ہوتا ہے۔ ہر گاڑی کے ساتھ ایک غلام ہوتا ہے، یہ اُن چھوکریوں میں سے کسی چھوکری کا شوہر ہوتا ہے، جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس لئے کہ ان کی عادت ہے چھوکریوں کے درمیان غلاموں میں سے کوئی نہیں داخل ہوتے پاتا۔ جب تک کہ ان میں سے اس کی کوئی بیوی نہ ہو۔ تمام خواتین کی ترتیب یہی ہوتی ہے۔

# خاتونِ کبریٰ

## سلطان المعظم کی ملکۂ معظمہ، طیطغلی خاتون کا خدم و حشم

## سلطان المعظم کی اولاد اور باقی تین بیویوں کے حالات و صفات

خاتون کبریٰ یعنی بڑی خاتون یہی ملکہ ہے، اس کے بطن سے سلطان کے دو بیٹے ہیں، جان بک اور تین بک ہم ان دونوں کا عنقریب ذکر کریں گے۔ یہ اس کی بیٹی ایت کجک کی ماں نہیں ہے، وہ مر چکی ہے اس خاتون کا نام طیطغلی ہے، سلطان اس عورت کو بہت محبوب رکھتا ہے، اور اکثر اس کے پاس شب باش رہتا ہے، چونکہ سلطان اس کی بہت تعظیم کرتا ہے اسلئے لوگ بھی تعظیم مدنظر رکھتے ہیں۔ ورنہ خواتین میں یہ سب سے زیادہ بخیل ہے مجھ سے ایک معتمد شخص نے جو اس ملکہ کے حالات سے واقف تھا۔ بیان کیا کہ سلطان اسے اس خاصیت کی بنا پر محبوب رکھتا ہے۔ جو اس میں ہے، وہ یہ ہے کہ ہر شب کو اس طرح ملتی ہے، گویا باکرہ ہو۔ اور اس کے سوا مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ یہ اُس خاندان سے ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسی کی وجہ سے سلیمان علیہ السلام سے ملک جاتا رہا۔ پھر جب آپ نے دوبارہ حکومت حاصل کی تو فرمان نافذ کیا۔ کہ اسے ایسے دشت ہولناک میں رکھا جائے جہاں آدم ہو نہ آدم زاد چنانچہ وہ دشت قفچاق میں رکھی گئی۔ اس کا رحم گول حلقہ کی وضع پر تھا اور اسی طرح ان تمام عورتوں کا ہے جو اس عورت کی نسل سے ہیں۔ نہ میں نے صحرائے قفچاق میں اور نہ کہیں اور دیکھا یا خبر ملی کہ اس نے ایسی کوئی عورت دیکھی ہو، ہاں مجھے بعض باشندگان چین نے بتایا ہے کہ وہاں عورتوں کی ایک ایسی قسم ہے، لیکن نہ اس طرح کی کہ میرے ہاتھ کوئی آئی کہ مجھے اس کی کوئی حقیقت معلوم ہوتی۔

جس دن میں سلطان سے ملا ہوں۔ اس کے دوسرے دن اس خاتون کے پاس گیا۔ یہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اور دس عورتیں اس کے اطراف میں اس طرح کھڑی ہوئی تھیں کہ گویا اس کی خادمہ ہوں، اور اس کے سامنے تقریباً پچاس کم عمر چھوکریاں تھیں۔ جنہیں نبات کہتے ہیں، اور ان کے سامنے سونے اور چاندی کی کشتیاں حب الملوک سے بھری رکھی تھیں۔ جسے وہ چن رہی تھیں۔ خاتون کے سامنے ایک سونے کی سینی اسی سے بھری رکھی وہ بھی چن رہی تھی، ہم نے اسے سلام کیا۔ ہمارے ساتھیوں میں ایک قاری بھی تھا۔ جو مصری طریقہ پر نہایت خوش الحانی سے قرأت کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے چند آیات سنائیں، پھر اس نے حکم دیا کہ گھوڑی کا دودھ لایا جائے۔ چوبی پیالیوں میں جو نہایت عمدہ اور سبک بنے ہوئے تھے لایا گیا۔ اس نے ایک پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور ایک مجھے دیا۔ یہ بے انتہا آؤ بھگت کی علامت ہے اس سے پہلے میں نے کبھی گھوڑی کا دودھ نہیں پیا تھا۔ لیکن وہاں سوا قبول کرنے کے، اور کوئی چارہ ممکن نہ تھا۔ میں نے اسے چکھ کر دیکھا تو کچھ اچھا نہ معلوم ہوا۔

## سلطان المعظم کی دوسری بیوی کبک خاتون کے صفات و حسنات

اس کا نام کبک خاتون ہے ترکی زبان میں اس کے معنی النخالنہ (بھوسی) کے ہیں۔ یہ امیر نغنطی کی بیٹی ہے۔ اس کا باپ زندہ ہے۔ لیکن نقرس کے مرض میں مبتلا ہے۔ میں نے اسے بھی دیکھا ہے، ملکہ کے پاس جانے کے دوسرے دن ہم اس خاتون کے پاس گئے، دیکھا کہ ایک مسند پر بیٹھی ہوئی قرآن کریم کی تلاوت کر رہی ہے۔ اور سامنے قریباً بیس عورتیں کھڑی ہیں۔ اور تقریباً بیس بنات ہیں جو کپڑا کاڑھ رہی ہیں۔ ہم نے سلام کیا، اس نے نہایت خوش اخلاقی سے جواب دیا۔ اور بات چیت کی، ہمارے قاری نے قرآن سنایا۔ اس نے تحسین کی۔ اور حکم دیا کہ گھوڑی کا دودھ لایا جائے۔ جب لایا گیا تو اس نے اپنے ہاتھ سے ایک پیالہ اسی طرح پیش کیا۔ جس طرح ملکہ نے پیش کیا تھا۔

## سلطان المعظم کی تیسری بیوی بیلون: ایک عیسائی خاتون شہنشاہ قسطنطنیہ کی بیٹی

اس کا نام بیلون ہے یہ شاہ قسطنطنیہ عظمیٰ سلطان تکفور کی بیٹی ہے، ہم اس کے حضور میں حاضر ہوئے، ایک مرصع تخت پر بیٹھی تھی۔ جس کے پائے چاندی کے تھے اور اس کے سامنے تقریباً سو رومی، ترکی اور نوبیہ کی چھوکریاں تھیں۔ کچھ کھڑی تھیں، کچھ بیٹھی تھی۔ ان کے پیچھے سپاہی اور سامنے رومی لوگوں میں سے حجاب اس نے ہمارے حالات اور ہمارے آنے کی کیفیت اور ہمارے دوستوں اور وطن کے متعلق دریافت کیا ہماری داستان

سُن کر رونے لگی، اور رومال سے اپنا منہ پونچھا۔ اور اس پر بہت رقت اور شفقت طاری ہوئی کھانے کیلئے حکم کیا۔ حاضر کیا گیا۔ ہم نے اسی کے سامنے تناول کیا۔ وہ ہماری طرف دیکھتی تھی۔ جب ہم نے رخصت ہونے کا ارادہ کیا۔ تو کہا آنا جانا بندمت کر دیجیے گا۔ برابر آیا جایا کیجیے۔ اور اپنی ضروریات مجھ سے بیان کیجیے، ہمارے ساتھ نہایت اعلیٰ اخلاق کا برتاؤ کیا۔ اور ہمارے پیچھے پیچھے بہت کھانا، بہت سی روٹیاں گھی، بھیڑیں، دراہم، اچھا لباس، تین عمدہ گھوڑے اور دس معمولی گھوڑے روانہ کئے۔ اس خاتون کے ساتھ میں نے قسطنطیہ عظمی تک سفر بھی کیا۔ جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

## سلطان المعظم کی چوتھی بیوی، اُردُجا کے واقعات و حالات

اس کا نام اُردجا ہے، اردو ان کی زبان میں محلہ یا لشکر کے معنی میں ہوتا ہے، چونکہ اس کی پیدائش لشکر یا اردو میں ہوئی تھی، اس لئے اس نام سے موسوم ہوئی، یہ کبیر عیسیٰ بک امیر الالوس کی لڑکی ہے، اس کے معنی امیر الامراء کے ہیں، اس کی شادی سلطان کی بیٹی ایت کچک سے ہوئی ہے، یہ خاتون تمام خواتین میں افضل سب میں نہایت مہربان اور شفیقہ ہے، یہ وہی خاتون ہے جس نے میرا خیمہ اپنے لشکر کے گذرتے وقت ٹیلہ پر دیکھا تھا۔ الغرض ہم اس کے پاس گئے، اور اس کے حسن و جمال حسن خلق اور کریم النفسی کا مشاہدہ کیا۔ اس نے کھانا منگوایا ہم نے اسی کے سامنے کھایا۔ پھر گھوڑی کا دودھ لایا گیا۔ ہمارے حالات دریافت کئے، وہ ہم نے بتائے، ہم اسکی بہن کے پاس بھی گئے، جو میر علی بن ارزق کی بیوی تھی۔

## سلطان المعظم کی لڑکی شہزادی کُجُک خاتون کے خیرات و حسنات

اس کا نام ایت کجک ہے، ہم شہزادی کے پاس گئے، یہ ایک علیحدہ لشکر میں رہتی تھی۔ جو اس کے والد کے لشکر سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے، اس نے حکم دیا کہ فقہاء۔ قضاۃ، سید الشریف ابن عبدالحمید طلبہ کی جماعت مشائخ اور فقراء حاضر کئے جائیں۔ اور اس کا شوہر میر عیسیٰ بھی آیا، یہ وہ شخص ہے، جس کی بیٹی سلطان کی زوجہ ہے، اس کے ساتھ ایک ہی فرش پر بیٹھا۔ چونکہ یہ مرض النقرس میں مبتلا تھا۔ اس لئے نہ اسے اپنے پیروں پر قابو تھا۔ اور نہ گھوڑے پر سوار ہوا کرتا تھا۔ جب سلطان کے پاس جانیکا ارادہ کرتا تھا۔ تو اس کے خادم اسے اٹھاتے تھے، اور اٹھا کر مجلس سلطان میں لیجاتے تھے، اس صورت پر میں نے الامیر نغطی کو بھی دیکھا یہ دوسری خاتون کا والد ہے، ترکوں میں یہ بیماری بہت پھیلی ہوئی ہے، اس خاتون نے میرے ساتھ بہت احسان اور فضل کیا۔ اللہ برتر اسے جزائے خیر دے۔

# سلطان المعظم کا ولی عہد، اور دوسرا شہزادہ جان بگ

یہ دونوں حقیقی بھائی ہیں، اور ان دونوں کی ماں بھی ملکہ طیطغلی ہے، ان دونوں میں بڑے صاحبزادے کا نام تین بک ہے۔ اور اس کے بھائی کا نام جان بک ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کا جدا جدا لشکر ہے، تین نہایت خوبصورت ہے، یہی ولی عہد ہے، اس کی عظمت و شرف بھی باپ کی نظر میں بہت زیادہ تھی۔ لیکن اللہ کو یہ منظور نہ تھا۔ کیونکہ جب باپ مرگیا۔ تو تھوڑے ہی دنوں والی مملکت رہا۔ پھر ان امور قبیحہ کے باعث جن کا یہ عادی ہوگیا تھا۔ قتل کر دیا گیا۔ اور اس کا بھائی جان بک والی حکومت ہوا۔ یہ اس سے اچھا، اور افضل تھا۔ شریف ابن عبدالحمید وہی شخص ہے، جس کے سپرد جان بک کی تربیت تھی۔

# بلغار[1] میں میری آمد

## اتنی چھوٹی رات کہ تھوڑی دیر میں مغرب، عشا، اور فجر کا وقت گذر گیا

شہر بلغار یہ کا چرچا عرصہ سے میرے کانوں میں پڑ رہا تھا۔ سوچا کیوں نہ ایک نظر اسے بھی دیکھ لوں ہاں اور انتہائی چھوٹی رات اور انتہائی چھوٹے دن کی جو حکایتیں سنی ہیں، ان میں کہاں تک صداقت ہے؟ معلوم کروں۔

بلغار سے اور لشکر سلطان کے مابین دس منزل کی مسافت تھی۔ میں نے استدعا کی کہ مجھے وہاں تک پہنچانے کے لئے کوئی شخص مل جائے۔ چنانچہ میری ہمرکابی میں ایک شخص بھیجا گیا۔ جو مجھے وہاں تک واپس لے آیا۔ میں وہاں رمضان میں پہنچا تھا جب ہم نے نماز مغرب پڑھی تو افطار کیا۔ ابھی افطار کرنے ہی میں مشغول تھے کہ عشاء کے لئے اذان کہی گئی چنانچہ نماز عشا میں شرکت کی۔ نماز تراویح۔ شفع اور وتر پڑھے۔ اس کے بعد ہی فجر کا وقت طلوع ہوگیا۔ اس طرح جب دن کے چھوٹے ہونے کا زمانہ آتا ہے، تو دن بھی اتنا ہی چھوٹا ہو جاتا ہے، ہمارا یہاں تین دن قیام رہا۔؟

[1] سائبیریا کا سرد ترین شہر۔

# ارضِ ظلمت یعنی برفستان کا ذکر

## پرہول داستان، قاقم، سنجاب اور سمور کے کاروبار کا طریقہ

یلغار سے میں نے ارض ظلمت میں جانے فیصلہ کر لیا، یلغار، اور ارض ظلمت کے مابین چالیس شب وروز کی مسافت ہے، چونکہ اس سفر میں بہت دشواریوں کا سامنا تھا۔ اس لئے میں نے ارادہ فسخ کر دیا۔ وہاں صرف چھوٹی گاڑیوں میں جا سکتے ہیں، جنہیں کتے کھینچتے ہیں۔ اس لئے کہ تمام میدان میں برف جما رہتا ہے، نہ اس پر آدمی کا قدم جمتا ہے، اور نہ چوپائے کی ٹانگیں کتے کے چونکہ ناخن ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ برف میں گڑو لیتے ہیں صرف مالدار یا تاجر لوگ اس سرزمین میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جن کے ایک فرد کے پاس سو گاڑیاں یا اس کے قریب ہوں۔ جن پر خوردنی۔ نوشیدنی اور سوختنی لکڑیاں لدی ہوئی ہوں۔ کیونکہ نہ یہاں کوئی درخت ہے، نہ پہاڑ، اور نہ ڈھیلے، اس سرزمین کا راہبر وہی کتا ہوتا ہے، جو کئی مرتبہ آچکا ہوتا ہے، اس کی قیمت تقریباً ہزار دینار تک ہوتی ہے، گاڑی اس کی گردن میں لگا دی جاتی ہے، اور تین کتے اس کے پیچھے پیچھے رہتے ہیں جب یہ ٹھہر جاتا ہے، تو سب ٹھہر جاتے ہیں۔ اس کتے کو اس کا مالک نہ مارتا ہے، اور نہ جھڑکتا ہے، جب کھانا آتا ہے، تو آدمیوں سے پہلے کتوں کو کھلاتے ہیں۔ ورنہ کتے ناراض ہو جاتے ہیں۔ بھاگ جاتے ہیں، اور اپنے آقا کو برباد ہونے کے لئے چھوڑ جاتے ہیں جب اس برفستان میں مسافروں کو چالیس منزلیں پوری ہو جاتی ہیں۔ تو یہ ارضِ ظلمت کے پاس اتر پڑتے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک شخص جو کچھ بھی اس کے پاس پونجی ہوتی ہے، یہیں چھوڑ دیتا ہے، اور سب اپنی معمولی منزل پر واپس آجاتے ہے، جب دوسرا دن ہوتا ہے تو جہاں پونجی رکھی تھی۔ اس کی تلاش میں واپس جاتے ہیں۔ اس کے برابر سمور سنجاب اور قاقم رکھا ہوا پاتے ہیں، اگر پونجی والا شخص اپنے مال کے مقابلہ میں جو کچھ اس نے پایا ہے، راضی ہو گیا تو اسے لے لیتا ہے، اور اگر نہیں

راضی ہوا ہے تو چھوڑ دیتا ہے، اس پر اور زیادہ کر دیتا ہے، اسی طرح ان کی فروخت و خرید بھی ہوتی ہے جو لوگ وہاں جاتے ہیں، ان کو یہ علم نہیں ہوتا کہ ان سے کون خرید و فروخت کرتا ہے، آیا جن میں سے یا انس میں سے اور نہ انہیں کوئی نظر ہی آتا ہے۔

قاقم کا لبادہ بہترین اقسام میں سے ہے (بلاد) ہند میں ایک لبادہ کی قیمت ہزار دینار ہوتی ہے، جس کی ہمارے سونے کی ڈھائی سو کے قریب قیمت ہے، یہ نہایت سفید رنگ کا ایک چھوٹے حیوان کا چمڑا ہوتا ہے جو لمبان میں ایک بالشت۔ اس کی دم لمبی ہوتی ہے۔ اسے لبادہ پر اپنی حالت ہی میں چھوڑے رکھتے ہیں۔

سمور اس سے کم قیمت ہے ان کھالوں کی خاصیت ہے کہ ان میں کیڑا انہیں لگتا۔ چین کے امراء اور وہاں کے بڑے لوگ اس میں سے ایک چمڑا اپنے لبادوں میں گردنوں کے پاس لگاتے ہیں۔ اور اسی طرح فارس اور عراقین کے تاجر لوگ، میں شہر یلغار سے مع اس امیر کے واپس ہوا، جسے سلطان نے میرے ساتھ بھیجا تھا، میں نے لشکر سلطان کو اسی مشہور مقام بش دغ میں پایا، یہ رمضان کی اٹھائیس تاریخ تھی، میں نے اس کے ساتھ عید کا دوگانہ پڑھا۔ عید جس دن ہوئی جمعہ کا دن تھا۔
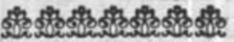
# ترکوں کا جشن عید

## نماز جمعہ کیلئے سلطان کی سواری، ترکوں کے عوائد و رسوم

عید کے دن صبح صبح سلطان اپنے لشکر گروں کے ساتھ جلوس میں سوار ہو کر نکلا، ہر خاتون اپنی گاڑی میں سوار تھی۔ اور اس کے ساتھ اس کا دستہ فوج بھی تھا۔ سلطان کی لڑکی یعنی شہزادی بھی شریک جلوس تھی سر پہ تاج رکھا ہوا تھا، درحقیقت ملکہ یہی ہے، کیونکہ اپنی ماں کی طرف سے یہ اعزاز اسے وراثت میں ملا ہے،

سلطان کی اولاد میں سے ہر ایک کی سواری اپنے دستہ فوج کے ساتھ چل رہی تھی، قاضی القضاۃ فقہا اور مشائخ بھی ساتھ تھے، فقہا کی سواری ولی عہد سلطنت شہزادہ تین بک کے ساتھ تھی، ان کے ساتھ طبل بوق اور نقارے بھی بجتے جا رہے تھے۔

قاضی شہاب الدین نے فریضہ امامت انجام دیا، اور موقع کی مناسبت سے بڑا اچھا خطبہ دیا۔ پھر سلطان سوار ہوا، اور برج خشب تک پہنچا۔ یہ لوگ اسے الکشک[1] کہتے ہیں۔ اس میں بیٹھا ساتھ اس کی خواتین بھی تھیں۔ ایک دوسرا برج نصب کیا گیا، اس میں ولی عہد بیٹھا، اور اس کی صاحبزادی تاج اور انہیں کے قریب دو برج داہنے اور بائیں اور نصب تھے، ان میں سلطان کے دوسرے بیٹے اور اس کے رشتہ دار تھے۔ امیر اور ابناء ملوک کے لئے کرسیاں نصب کی گئی تھیں۔ یہ لوگ کرسی کو صندلی کہتے ہیں۔ یہ برج کے داہنی اور بائیں جانب تھیں، ہر شخص اپنی کرسی پہ بیٹھا۔ پھر تیر اندازی کے لئے طبل نصب کئے گئے، ہر امیر طومان کے لئے ایک مخصوص طبل تھا۔ ان کے نزدیک امیر طومان وہ شخص ہے جس کے جلوس میں دس ہزار سوار نکلتے ہوں، امرا و طومان میں سے جو حاضر تھے، ان کی تعداد سترہ تھی۔ اور ایک لاکھ ستر ہزار لشکر کے سرگروہ تھے ہر امیر کے لئے میز کے مشابہ ایک چیز نصب کی گئی، یہ اس پہ بیٹھ گیا، اور اس کے مصاحبین اس کے سامنے تیر اندازی کر رہے تھے، اسی صورت سے یہ ایک گھنٹہ کرتے رہے، پھر خلعت لائی گئی، اور ہر امیر کو پہنا دی گئی۔ ہر ایک یہ پہننے کے بعد سلطان کے برج کے نیچے آتا ہے، اور اس کی خدمت بجا لاتا ہے خدمت یہ تھی کہ اپنے داہنے گھٹنے سے زمین چھوتا تھا۔ اور اس کے نیچے اپنا پیر پھیلاتا تھا۔ اور دوسرا کھڑا رہتا تھا، پھر

---

[1] یہ وہی لفظ ہے جو اردو میں "کوشک" کہلاتا ہے۔

زین کسی ہوئی لگام لگا ہوا گھوڑا لایا جاتا ہے یہ اس کی ٹاپ اٹھاتا اور امیر اسے بوسہ دیتا ہے،

پھر سلطان برج سے اترتا ہے، اور گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ اس کی دائیں جانب اس کا دوسرا بیٹا، اور اس کے سامنے چاروں خواتین گاڑیوں میں جن پر ریشم کی، سونے کے کام کی پوشش ہوتی ہے، جو گھوڑے اس گاڑی کو کھینچتے ہیں۔ ان پر ریشم کے سنہری کام کی جھولیں پڑی ہوتی ہیں۔ تمام بڑے اور چھوٹے امراء ابناء ملوک۔ وزراء۔ حجاب اور ارباب دولت اتر پڑتے ہیں۔ اور سلطان کے سامنے پیادہ پا چلتے ہیں یہاں تک کہ وطاق تک پہنچتے ہیں۔ وطاق کے معنی خروج کے ہیں۔ یہاں ایک بہت بڑی بارگاہ نصب ہوتی ہے، بارگاہ ان کے یہاں بڑے خیمے کو کہتے ہیں۔ اس کی لکڑی کے چار کھمبے ہوتے ہیں، ان پر چاندی کے پتر جڑے ہوتے ہیں۔ جن پر سونے کا ملمع ہوتا ہے، ہر کھمبے کے اوپر کی جانب چاندی کی کلس سنہرے ملمع کی لگی ہوتی ہیں، یہ نہایت چمک دمک والی اور پر شعاع ہوتی ہیں۔ یہ بارگاہ دور سے ایسی معلوم ہوتی ہے، گویا پہاڑ ہے۔

## بارگاہ سلطانی کی شان اور دربار کی ناقابل فراموش کیفیت

اس کی داہنی اور بائیں جانب سوتی اور کتانی سائبان ہوتے ہیں۔ ریشم کا فرش بچھا ہوتا ہے، وسط بارگاہ میں سریر اعظم ہوتا ہے، جسے یہ تخت کہتے ہیں۔ یہ لکڑی کا جڑاؤ بنا ہوا ہوتا ہے، اس پر چاندی کے پتر جڑے ہوتے ہیں۔ ان پر سونے کی ملمع کاری ہوتی ہے، اور پائے خالص چاندی کے مرصع ہوتے ہیں، اس پر ایک سخت فرش ہوتا ہے، اس سریر اعظم کے وسط میں مسند ہوتی ہے، جس پر سلطان اور بڑی خاتون بیٹھتی ہے، اس کے بائیں جانب ایک مسند ہوتی ہے، اس پر شہزادی ایت کجک بیٹھتی ہے، اور اس کے سامنے خاتون اردجا۔ اور بائیں جانب جو مسند ہوتی ہے، اس پر خاتون بیلون اور اس کیساتھ خاتون کبک بیٹھتی ہے، اور اس تخت کے داہنی جانب ایک کرسی نصب کی جاتی ہے، جس پر تین بک سلطان کا ولی عہد بیٹھتا ہے، اور ایک کرسی بائیں جانب ہوتی ہے، جس پر جان بک دوسرا لڑکا بیٹھتا ہے، اور کچھ داہنے اور بائیں کرسیاں ہوتی ہیں۔ جن پر ابناء ملوک۔ امرائے کبار پھر امرائے صغار مثل امرائے یک ہزاری بیٹھتے ہیں۔

## شاہی ضیافت: اکل و اشراب کے آداب و اصول

پھر چاندی اور سونے کی کشتیوں میں کھانا لایا جاتا ہے، ہر کشتی کو چار آدمی بلکہ زیادہ اٹھائے ہوئے ہوتے

ہیں۔ ان کا کھانا گھوڑے اور بھیڑ کا گوشت پارچہ ہوتا ہے، ہر امیر کے سامنے ایک کشتی رکھ دی جاتی ہے، باورچی یعنی گوشت کاٹنے والا آتا ہے، یہ ریشمی لباس میں ملبوس اور ریشم کا پٹکا باندھے ہوئے ہوتا ہے، اس کے تھیلے میں بہت سی چھریاں رکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ ہر امیر کا ایک باورچی ہوتا ہے، جب کشتی رکھی جاتی ہے، تو اپنے امیر کے سامنے بیٹھ جاتا ہے، اور سونے یا چاندی کا ایک چھوٹا سا پیالہ لایا جاتا ہے جس میں پانی میں گھلا ہوا نمک ہوتا ہے باورچی گوشت کا ایک بہت چھوٹا سا وہ ٹکڑا کاٹتے ہیں، جو ہڈی سے ملا ہوا ہوتا ہے، کیونکہ جو ہڈی سے ملا ہوا گوشت نہیں ہوتا اسے نہیں کھاتے۔

پھر نوشیدنی کے لئے سونے اور چاندی کے برتن لائے جاتے ہیں۔ یہ اکثر شہد کی نبیذ پیتے ہیں ان کا مذہب حنفی ہے، اس لئے نبیذ کو حلال سمجھتے ہیں۔ جب سلطان نے پینے کا ارادہ کیا تو شہزادی نے پیالہ لے لیا۔ اور خود چل کر آئی، اور پیالہ پیش کیا۔ جب سلطان نے پی لیا تو دوسرا پیالہ لے کر بڑی، اور بڑی خاتون کو پیش کیا۔ اس نے اسے نوش کیا۔ پھر خواتین کو پیش کیا۔ پھر اپنی بہن کو۔ الغرض تمام عورتوں کے لئے یہ خدمت انجام دی۔ پھر دوسرا لڑکا کھڑا ہوا۔ پیالہ اپنے بھائی کو پلایا۔ اور خدمت انجام دی، پھر امرائے کبار کھڑے ہوئے، ہر ایک ولی عہد کی خدمت میں نوش کرنے کے لئے پیش کرتا تھا۔ اور اس کی خدمت بجالاتا تھا۔ پھر انباد ملوک کھڑے ہوئے۔ اور ہر ایک نے اس دوسرے لڑکے کو پلایا، اور اس کی خدمت انجام دی۔ پھر چھوٹے امراء کھڑے ہوئے۔ یہ انباد ملوک کو پلاتے تھے، اس اثناء میں الملالیہ (الموالیۃ) بھی گاتے جاتے تھے۔

## قاضی خطیب، شریف، فقہا اور مشائخ کا خیمہ، نماز جمعہ کا اہتمام

مسجد کے مقابلہ میں ایک بڑا قبہ بھی قاضی، خطیب، شریف، تمام فقیہوں اور مشائخ کے لئے نصب کیا گیا تھا۔ میں بھی انہیں کے ساتھ تھا سونے اور چاندی کی کشتیاں لائی گئیں۔ اس دن سلطان کے حضور میں سوا کبار اشخاص کے کوئی کام نہیں کرتا۔ کشتی یا خوانوں میں کھانے والے بھی تھے۔ اور ورع یا پرہیز کرنے والے بھی۔ جہاں تک میری نظر پہنچ سکتی تھی۔ میں نے داہنے اور بائیں دیکھا۔ کہ گاڑیوں پر گھوڑی کے دودھ کی چھاگلیں لدی ہوئی تھیں۔ سلطان نے حکم دیا کہ لوگوں میں تقسیم کر دی جائیں۔ ان میں سے ایک گاڑی میرے سامنے لائے۔ وہ میں نے اپنے ایک ترک ہم نشین کو دے دی۔

پھر ہم مسجد میں آکر نماز جمعہ کا انتظار کرنے لگے۔ سلطان نے آنے میں تاخیر کی کوئی تو یہ کہتا تھا کہ آج نہ آئے گا۔ کیونکہ اس پر نشہ غالب ہو رہا ہے، اور یہ بھی کہتے تھے کہ نہیں جمعہ نہیں چھوڑ سکتا۔